کُلّیاتِ حبیبؒ جالِبؔ

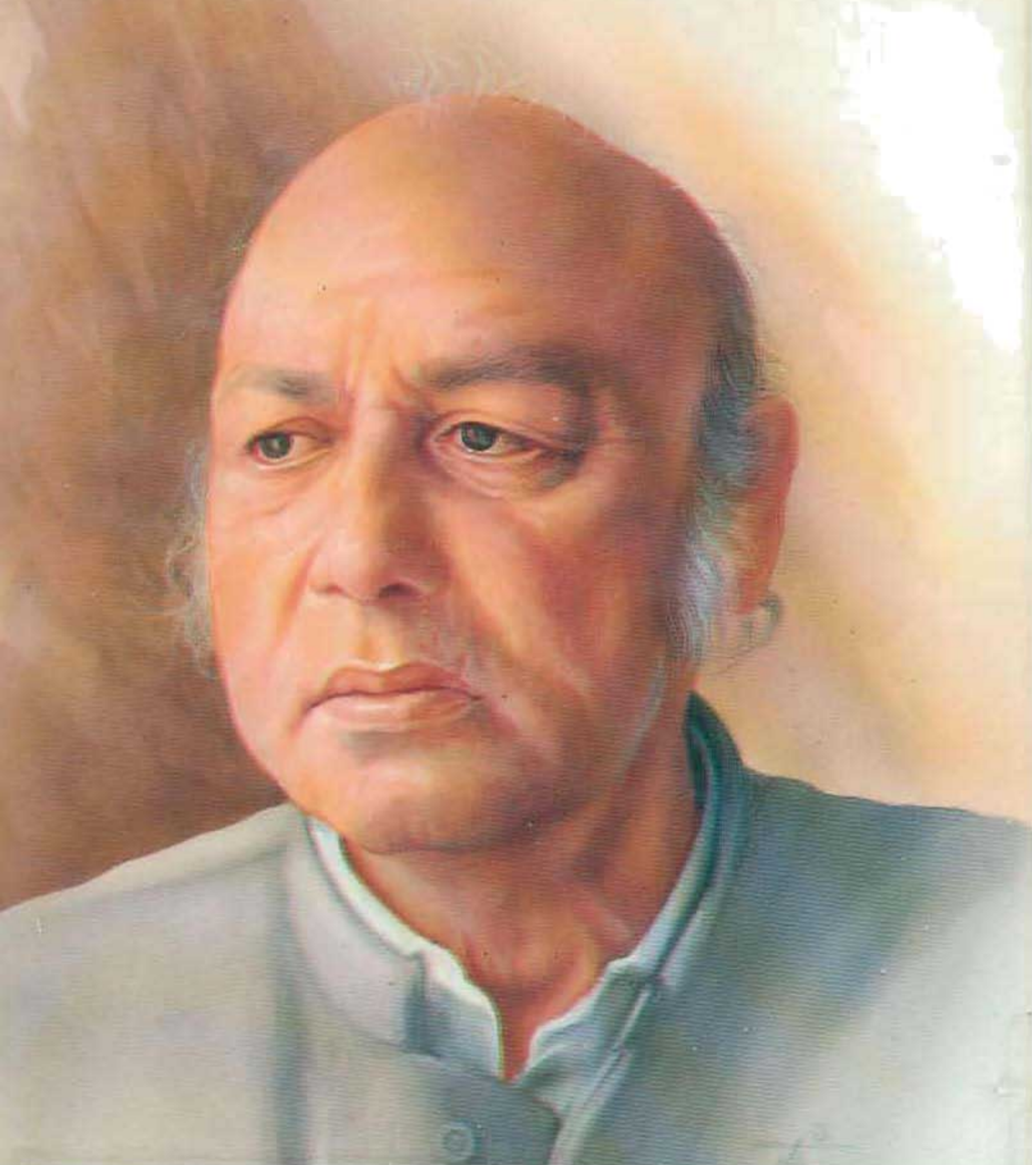

کُلیاتِ حبیب جالب

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

حبیب جالبؔ

ماورا پبلشرز۔ ۳ بہاولپور روڈ۔ لاہور

باذوق لوگوں کے لیے
ہماری کتابیں
خوبصورت کتابیں
تزئین و اہتمام اشاعت
خالد شریف

ماورا

ضابطہ

ناشر : خالد شریف
مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
کمپوزنگ : پرنٹ پوائنٹ
باراوّل : ۱۹۹۳ء

فہرست

1-	دل کی بات لبوں پر لا کر اب تک ہم دکھ سہتے ہیں	17
2-	آج اس شہر میں کل نئے شہر میں بس اسی لہر میں	18
3-	ہم آوارہ گاؤں گاؤں بستی بستی پھرنے والے	19
4-	یہ اور بات تیری گلی میں نہ آئیں ہم	20
5-	پھر کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے	21
6-	محبت کی رنگینیاں چھوڑ آئے	22
7-	لوک گیتوں کا نگر یاد آیا	24
8-	جاگ اٹھے سوئے ہوئے درد تمناؤں کے	25
9-	اس دیس کا رنگ انوکھا تھا اس دیس کی بات نرالی تھی	26
10-	ہر گام پر تھے شمس و قمراس دیار میں	27
11-	پھر دل سے آ رہی ہے صدا اس گلی میں چل	28
12-	بجلیوں کی یورش سے شاخ شاخ لرزاں ہے	29
13-	گلشن کی فضا دھواں دھواں ہے	30
14-	مہتاب صفت لوگ یہاں خاک بسر ہیں	31
15-	شہر ویراں اداس ہیں گلیاں	32
16-	اگر دامن نہیں اتنا میسر	33
17-	اس شہر خرابی میں غم عشق کے مارے	34
18-	ہم نے سنا تھا صحن چمن میں کیف کے بادل چھائے ہیں	35
19-	جب کوئی کلی صحن گلستاں میں کھلی ہے	36
20-	کبھی تو مہرباں ہو کر بلا لیں	38
21-	سونی ہیں آنکھوں کی گلیاں دل کی بستی ویراں ہے	39
22-	وہ جن کی رفعتوں کے سامنے ہے گرد آسماں	40
23-	دل والو کیوں دل سی دولت یوں بے کار لٹاتے ہو	41
24-	میں چپ ہوں ذرا ڈوبتے خورشید سے پوچھو	42
25-	کیا کیا دکھ گزر جاتے ہیں رنگ برنگی کاروں میں	43
26-	کٹ اب منزل شام غم	44
27-	شب کو چاند اور دن کو سورج بن کر روپ دکھاتی ہو	45
28-	اب تیری ضرورت بھی بہت کم ہے مری جاں	46

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

-29	تو رنگ ہے غبار ہیں تیری گلی کے لوگ	47
-30	یہ اجڑے باغ ویرانے پرانے	48
-31	شعر ہوتا ہے اب مہینوں میں	49
-32	اس نے جب ہنس کے نمسکار کیا	50
-33	ماورائے جہاں سے آئے ہیں	51
-34	عشق میں نام کر گئے ہوں گے	52
-35	آج پھر تم نظر نہیں آئے	53
-36	کون بتائے کون سمجھائے کون سے دیس سدھار گئے	54
-37	پھول سے ہونٹ چاند سا ماتھا	55
-38	نظر نظر میں لیے تیرا پیار پھرتے ہیں	56
-39	پھول کو دیکھنے سے ایک نظر	57
-40	شوق آوارگی میں کیا نہ ہوا	58
-41	اس گلی کے لوگوں کو منہ لگا کے پچھتائے	59
-42	حسرت رہی کوئی تو یہاں دیدہ ور ملے	61
-43	اس کوئے ملامت ہی پہ موقوف نہیں ہے	62
-44	تیری آنکھوں کا عجب طرفہ سماں دیکھا ہے	63
-45	ہی دیکھا ہے' مر دیکھا ہے	64
-46	تباہیوں پہ بھی دل کو ذرا ملال نہ تھا	65
-47	اٹھتا ہوا چمن سے دھواں دیکھتے چلو	66
-48	اب نہ وہ غزل اپنی اب نہ وہ بیاں اپنا	67
-49	دل ہے اب پہلو میں یوں سہما ہوا	68
-50	جاگنے والو تا بہ سحر خاموش رہو	69
-51	غالب و یگانہ سے لوگ بھی تھے جب تھا	70
-52	اپنوں نے وہ رنج دیئے ہیں بیگانے یاد آتے ہیں	71
-53	نہ ڈگمگائے کبھی ہم وفا کے رستے میں	72
-54	ویراں ہے میری شام پریشاں مری نظر	74
-55	جس کی آنکھیں غزل ہر ادا شعر ہے	75
-56	جیون مجھ سے میں جیون سے شرماتا ہوں	77
-57	ہم کو نظروں سے گرانے والے	78
-58	ناشناسوں کی محفل میں اے نغمہ گر	79

-59	یہ زندگی گزار رہے ہیں جو ہم یہاں	80
-60	آج ہمارے حال پہ ہنس لو شہر کے عزت دارو	81
-61	ترے ماتھے پہ جب تک بل رہا ہے	82
-62	کہیں تو بن کے لب پہ ترا نام آ نہ جائے	83
-63	کیسی ہوا گلشن میں چلی	84
-64	نہ وہ ادائے تکلم نہ احتیاط زباں	85
-65	بھلا بھی دے اسے جو بات ہو گئی پیارے	86
-66	درخت سوکھ گئے رک گئے ندی نالے	87
-67	بہائیں گے نہ کبھی ربط ہم بہاروں سے	88
-68	غزلیں تو کہی ہیں کچھ ہم نے ان سے نہ کہا احوال تو کیا	90
-69	نہ کلیوں میں رنگت نہ پھولوں میں باس	91
-70	شہر سے بستی سے ویرانے سے دل گھبرا گیا	92
-71	اٹھ گیا ہے دلوں سے پیار یہاں	93
-72	اجنبی دیاروں میں پھر رہے ہیں آوارہ	93
-73	حسن کا ہم نے کیا چرچا بہت	94
-74	شہر دلی	96
-75	لائل پور	97
-76	متاع خیر	99
-77	رخصتی	100
-78	رخصتی کا گیت	101
-79	حسب فرمائش	103
-80	کافی ہاؤس	105
-81	نئی پود	106
-82	ارباب ذوق	107
-83	روئے بھگت کبیر	109
-84	بھئے کبیر اداس	111
-85	یہ وزیران کرام	112
-86	مشاعرہ	114
-87	ہم دیکھتے ہیں	115
-88	احمد ریاض کی یاد میں	117

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

-89	شہر ظلمات کو ثبات نہیں	118
-90	مستقبل	120
-91	نام کیا لوں	122
-92	یوری گیگرین	123
-93	مری نگاہ سے وہ دیکھتے رہے ہیں مجھے	124
-94	کوچہ صبح میں جا پہنچے ہم	125
-95	ڈوب جائے گا آج بھی خورشید	126
-96	جہاں آساں تھا دن کو رات کرنا	127
-97	دیار سبزہ و گل سے نکل کر	128
98	دستور	129
99	جمہوریت	131
-100	اپنی جنگ رہے گی	134
-101	بھیک نہ مانگو	135
-102	بیس گھرانے	137
-103	مشیر	140
-104	وطن کو کچھ نہیں خطرہ	144
-105	تم سے امید خیر لا حاصل	145
-106	قصہ خوانی کے شہیدوں کی نذر	147
-107	کراچی میں جب صاحب جاہ نے جھونپڑے جلائے	148
-108	فرضی مقدمات	149
-109	وطن سے الفت ہے جرم اپنا	150
-110	نہ گفتگو سے نہ وہ شاعری سے جائے گا	151
-111	کہاں قاتل بدلتے ہیں	152
-112	تم سے پہلے وہ جو اک شخص	153
-113	اپنی بات کرو	154
-114	اس رعونت سے وہ جیتے ہیں	155
-115	آگ ہے پھیلی ہوئی کالی گھٹاؤں کی جگہ	156
-116	میں غزل کہوں تو کیسے	157
-117	آج کل	158
-118	فصل قرار آئے گی	159

-119	پاکستان کا مطلب کیا؟	160
-120	خطرے میں اسلام نہیں	162
-121	علمائے سو کے نام	164
-122	مولانا	166
-123	قطعات	167
-124	شہر بدر طلباء کے نام	168
-125	جواں آگ	169
-126	طلبہ کے نام	171
-127	گھیراؤ	172
-128	امریکہ کے ایجنٹوں سے	173
-129	سفید بغیا	176
130	آپ بھی ہو آئے	177
-131	امریکہ یاترا	178
-132	صدر امریکہ نہ جا	180
133	ظلمت کو ضیا صرصر کو صبا بندے کو خدا کیا لکھنا	181
-134	میں خوش نصیب شاعر	183
-135	صحافی سے	184
-136	ادیبوں کے نام	185
-137	مادر ملت	188
-138	ماں	190
-139	گھر کے زنداں سے	193
-140	چودہ اگست	194
-141	نہ ٹوٹے گا کوئی محنت کسی کی	195
-142	خوشی ہے چند لوگوں کی وراثت	196
-143	نہیں وقعت کسی اہل نظر کی	197
-144	لب اہل قلم پر ہیں قصیدے	198
-145	ہیں باہر بائیاں سازندے اندر	199
-146	بہتے لہو میں سب ترا مفہوم بہہ گیا	200
-147	عورت	201
-148	نیلو	203

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

-149	مشکلیں دنیا میں اوروں کی تو آساں ہو گئیں	205
-150	ترانہ	206
-151	اے جہاں دیکھ لے	207
-152	فلسطین	208
-153	غاصبوں کے ساتھیو!	209
-154	برق پاشی	211
-155	خدایا یہ مظالم	212
-156	لبنان چلو	213
-157	ریگن	215
-158	یزید سے ہیں نبرد آزما فلسطینی	216
-159	شیوخ و شاہ کو سمجھو نہ پاسبان حرم	217
-160	1971ء کے خوش آشام بنگال کے نام	218
-161	جھکے گا ظلم کا پرچم یقین آج بھی ہے	219
-162	بگیا لہولہان	220
-163	داستان دل دو نیم	221
-164	گوشے میں قفس کے	227
-165	خدا ہمارا ہے	228
-166	کیا یہ کس نے تقاضا ہمیں شراب ملے	230
-167	اپنے بچوں کے نام	231
-168	ماں	233
-169	تیری بھیگی ہوئی آنکھیں	235
-170	چور تھا زخموں سے دل	236
-171	میری بچی	237
-172	کسی سے حال دل زار مت کہو سائیں	239
-173	میری آنسوں میں رہے میری نگاہوں میں رہے	240
-174	کہنے کی بات	241
-175	زندگی بھر	242
-176	کچھ لوگ	243
-177	ننھی جا سو جا	244
-178	اپنے بیٹے طاہر عباس کی یاد میں	245

-179	باتیں تو ہیں کچھ	246
-180	سچ ہی لکھتے جانا	247
-181	ذرے ہی سہی	248
-182	شکوہ نہ کر	249
-183	شب الم کا سفر	250
-184	دنیا ہے کتنی ظالم	252
-185	دشمنوں نے جو دشمنی کی ہے	253
-186	شام غم کو سحر کیسے کہوں	254
-187	یہ منصف بھی تو قیدی ہیں	255
-188	عہد سزا	256
-189	دل کی گھٹن کے ہیں آثار پھر بہت	257
-190	بیاد شاہ عبداللطیف بھٹائی	258
-191	جھوٹی خبریں گھڑنے والے	259
-192	تیرے ہونے سے	260
-193	نذر مصحفی	262
-194	اداس نہیں ہیں یار	263
-195	بہت روشن ہے شام غم ہماری	264
-196	ظلمت کو جو فروغ ہے دیدہ وروں سے ہے	265
-197	ملاقات	266
-198	شاہوں سے جو کچھ ربط نہ قائم ہوا اپنا	267
-199	لمبی نہیں ہے ظلم کی عمر	268
-200	میر و غالب بنے یگانہ بنے	269
-201	نہ کوئی شب ہو شب غم	270
-202	سچ کہہ کے کسی دور میں	271
-203	ایک یاد	272
-204	رخشندہ زدیا سے	273
-205	ہتھکڑی	274
-206	کیسے کہیں کہ یاد یار جا	275
-207	ہوتا ہے سر شام سلاخوں کا جو در بند	276
-208	ملا کرتی نہیں ظلمت یونہی تو	277

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

-209	دل پہ جو زخم ہیں وہ دکھائیں کسی کو کیا	279
-210	اے دل وہ تمہارے لیے بیتاب کہاں ہے	280
-211	ہم جو اب تک اٹھا رہے ہیں ستم	281
-212	یہ سوچ کر نہ مائل فریاد ہم ہوئے	283
-213	نگاہوں کے قفس میں	284
-214	مصنف ہوئے بیدار اسیروں کی فغاں سے	285
-215	دل پر شوق کو پہلو میں دبائے رکھا	286
-216	صدا تو دے	287
-217	جنھیں ہم چاہتے ہیں والہانہ	288
-218	بکھیری زلف جب کالی گھٹا نے	289
-219	سو جا	291
-220	شعر سے شاعری سے ڈرتے ہیں	292
-221	اور کیا اس کے سوا چاہتے ہیں	293
-222	کوئی شعر نیا کوئی بات نئی	294
-223	اگر ہے تو بس حسن کی ذات برحق	295
-224	غم وطن جو نہ ہوتا تو مقتدر ہوتے	296
-225	ہم ہی جب آئیں گے تو بنے گی بات میاں	297
-226	جنوں کے بس میں ہے میرا پری جمال وطن	298
-227	جانا ہے تمھیں دہر سے ایمان ہے اپنا	299
-228	فرنگی کا جو میں دربان ہوتا	300
-229	عورتوں کا ترانہ	301
-230	بڑے بنے تھے جالب صاحب پٹے سڑک کے بیچ	302
-231	یونہی پیارے کوئی منصور بنا کرتا ہے	303
-232	نذر شہداء	304
-233	نذر مارکس	305
-234	بیاد فیض	306
-235	نذر ساحر	307
-236	بیاد فراق	309
-237	بیاد جوش	310
-238	یوسف کامران	312

-239	نذر سید سبط حسن	314
-240	بیاد سید سبط حسن	315
-241	مشروط رہائی	316
-242	گیت	318
-243	ضابطہ	320
-244	یوم مئی	323
-245	اے لخت لخت دیدہ ور	324
-246	آئے سر عالم کی غاصب کی قاتل	325
-247	ایک شام	326
-248	اور سب بھول گئے حرف صداقت لکھنا	328
-249	جاگ مرے پنجاب	329
-250	ریفرنڈم	331
-251	زندہ ہیں ایک عمر سے وحشت کے سائے میں	332
-252	ہوائے جور و ستم سے رخ وفا نہ بجھا	333
-253	جدھر نگاہ اٹھائیں کھلے کنول دیکھیں	334
-254	ہجوم دیکھ کے رستہ نہیں بدلتے ہم	335
-255	یوم اقبال پر	336
-256	ممتاز	337
-257	جدھر جائیں وہی قاتل مقابل	338
-258	ننھی لڑکی	340
-259	شہر پہ خوف کے سائے ہیں	341
-260	پس دیوار زنداں	342
-261	اے دوست روز زیست میں زنداں نہ رہیں گے	343
-262	"سر مقتل" کی ضبطی پر	345
-263	وہ کہہ رہے ہیں محبت نہیں وطن سے مجھے	346
-264	کتنا سکوت ہے رسن و دار کی طرف	347
-265	صحافی سے	348
-266	تیز چلو	351
-267	ایک قطعہ	353
-268	مرثیہ خاک نشیناں	354

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

-269	منشور	356
-270	اٹھو مرنے کا حق استعمال کرو	357
-271	سلام لوگو!	359
-272	جدھر نگاہ اٹھائیں کھلے کنول دیکھیں	361
-273	آر سینا کے لوگوں کا نوحہ	362
-274	زندہ ہیں ایک عمر سے وحشت کے سائے میں	263
-275	دادا امیر حیدر	364
-276	کراہتے ہوئے انسان کی صدا ہم ہیں	366
-277	ولی خاں	368
-278	لوگوں ہی کا خوں بہہ جاتا ہے ہوتا نہیں کچھ سلطانوں کو	369
-279	میرا جی	370
-280	بھیگیں نہ آنسوؤں سے کنارے سوئز کے	372
-281	مادر ملت	374
-282	اکتوبر انقلاب	375
-283	اجنبی دیاروں میں پھر رہے ہیں آوارہ	377
-284	اے اہل عرب اے اہل جہاں	378
-285	شہر سے بستی سے ویرانے سے جی گھبرا گیا	381
-286	اجرائے مساوات	382
-287	مادر ملت کی پہلی برسی پر	383
-288	میرے ہمدم مرے پیارے افضل	387
-289	نور جہاں	389
-290	اٹھ گیا ہے دلوں سے پیار یہاں	390
-291	ترانہ دوستی	391
-292	نہ کلیوں میں رنگت نہ پھولوں میں باس	393
-293	امریکہ نہ جا	394
-294	حسن کا ہم نے کیا چرچا بہت	396
-295	اے مدیر امن	397
-296	حسن ناصر	398
-297	درد کی دھوپ ہے خوف کے سائے ہیں	400
-298	ہم لڑیں امریکیوں کی جنگ کیوں	401

-299	کوٹ لکھپت جیل	402
-300	بیٹھا ہے	408
-301	وہ ہو گئے وزیر	409
-302	تعلقات	410
-303	**حبیب جالب فلم نگر میں**	
-304	آج اس شہر میں کل نئے شہر میں بس اسی لہر میں	415
-305	دے گا نہ کوئی سہارا	417
-306	تو کہ ناواقف آداب غلامی ہے ابھی	418
-307	یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا	419
-308	مرے دل کی انجمن میں ترے غم سے روشنی ہے	420
-309	تن تو پہ واروں	421
-310	ظلم رہے اور امن بھی ہو	423
-311	اس درد کی دنیا سے گزر کیوں نہیں جاتے	425
-312	اک بھول سمجھ کر	426
-313	ندیا روٹھ گئی اکھین سے ترس گیا میرا پیار	428
-314	نہ شاخ ہی رہی باقی نہ آشیانہ رہے	429
-315	اب اور پریشاں دل ناشاد نہ کرنا	430
-316	اس بے وفا نے داغ تمنا دیا مجھے	431
-317	بھول جاؤ گے تم	432
-318	پیار بھرے خوابوں کی مالا پل میں ٹوٹ گئی	434
-319	چھوڑ میرے یار کوئی اور بات کر	435
-320	من میں اٹھی نئی ترنگ	437
-321	موت کا نشہ	439
-322	چل میرے ہمدم سنگ سنگ میرے	441
-323	الفتح کے جوانو' کعبے کے پاسبانو	443
-324	غلط ہیں سب یہ فاصلے	445
-325	میرا ایمان محبت ہے محبت کی قسم	447
-326	لو چلی وہ' ڈولی میں اسون کی	449

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

327- جاگنے والو جاگو مگر خاموش رہو 451

328- سنگیت نہ جانے 452

329- کیوں کہیں یہ ستم آسماں نے کیے 454

330- بجھے نہ دل رات کا سفر ہے 455

331- اے شام غم بتا کہ سحر کتنی دور ہے 457

332- ہمیں یقیں ہے ڈھلے گی اک دن ستم کی یہ شام 458

333- اپنے چمن کو جلتا دیکھوں اور خاموش رہوں آخر کیوں 459

334- میں چور تو چور چوروں کا ہے یہ جہاں 461

335- پیسے کی یہ دنیا ہے پیارے 463

336- **کلام تازہ**

337- وارث شاہ بھٹائی کے نام 467

338- حاجی یوسف کے نام 468

339- خوب آزادی صحافت ہے 469

340- وہ دیکھنے مجھے آتا تو چاہتا ہو گا 470

341- ملکہ ترنم نور جہاں کی نذر 471

342- نرس بہنوں کے لیے 472

343- بپا ہے کربلا مہنگائی ہے تخریب کاری ہے 473

344- حکومت بن رہی ہے یہ جو حاتم دے کے کچھ پیسے 474

345- خود کو نہ کبھی اپنی نگاہوں سے گرایا 476

346- نہ جاں دے دو نہ دل دے دو بس اپنی ایک مل دے دو 477

347- تھیٹر کمپنی ہوا لا

○

دل کی بات لبوں پر لا کر اب تک ہم دکھ سہتے ہیں
ہم نے سنا تھا اس بستی میں دل والے بھی رہتے ہیں

بیت گیا ساون کا مہینہ' موسم نے نظریں بدلیں
لیکن ان پیاسی آنکھوں سے اب تک آنسو بہتے ہیں

ایک ہمیں آوارہ کہنا کوئی بڑا الزام نہیں
دنیا والے دل والوں کو اور بہت کچھ کہتے ہیں

جن کی خاطر شہر بھی چھوڑا' جن کے لئے بدنام ہوئے
آج وہی ہم سے بیگانے بیگانے سے رہتے ہیں

وہ جو ابھی اس راہ گزر سے چاک گریباں گزرا تھا
اس آوارہ دیوانے کو جالبؔ جالبؔ کہتے ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

آج اس شہر میں کل نئے شہر میں بس اسی لہر میں
اڑتے پتوں کے پیچھے اڑاتا رہا شوقِ آوارگی

اس گلی کے بہت کم نظر لوگ تھے' فتنہ گر لوگ تھے
زخم کھاتا رہا مسکراتا رہا' شوقِ آوارگی

کوئی پیغام گل تک نہ پہنچا مگر پھر بھی شام و سحر
ناز بادِ چمن کے اٹھاتا رہا شوقِ آوارگی

کوئی ہنس کے ملے غنچۂ دل کھلے چاک دل کا سلے
ہر قدم پر نگاہیں بچھاتا رہا' شوقِ آوارگی

دشمنِ جاں فلک' غیر ہے یہ زمیں کوئی اپنا نہیں
خاک سارے جہاں کی اڑاتا رہا شوقِ آوارگی

ہم آوارہ گاؤں گاؤں بستی بستی پھرنے والے
ہم سے پریت بڑھا کر کوئی مفت میں کیوں غم کو اپنا لے

یہ بھیگی بھیگی برساتیں' یہ مہتاب یہ روشن راتیں
دل ہی نہ ہو تو جھوٹی باتیں کیا اندھیارے کیا اجیالے

غنچے روئیں کلیاں روئیں' رو رو اپنی آنکھیں کھوئیں
چین سے لمبی تان کے سوئیں اس پھلواری کے رکھوالے

درد بھرے گیتوں کی مالا جپتے جپتے جیون گزرا
کس نے سنی ہیں کون سنے گا دل کی باتیں' دل کے نالے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

یہ اور بات تیری گلی میں نہ آئیں ہم
لیکن یہ کیا کہ شہر ترا چھوڑ جائیں ہم

مدّت ہوئی ہے کوئے بتاں کی طرف گئے
آوارگی سے دل کو کہاں تک بچائیں ہم

شاید بقیدِ زیست یہ ساعت نہ آ سکے
تم داستانِ شوق سنو اور سُنائیں ہم

بے نور ہو چکی ہے بہت شہر کی فضا
تاریک راستوں میں کہیں کھو نہ جائیں ہم

اُس کے بغیر آج بہت جی اُداس ہے
جالبؔ چلو کہیں سے اُسے ڈھونڈ لائیں ہم

○

پھر کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے
ہم ترا شہر چھوڑ جائیں گے

دُور افتادہ بستیوں میں کہیں
تیری یادوں سے لو لگائیں گے

شمع ماہ و نجوم گُل کر کے
آنسوؤں کے دیئے جلائیں گے

آخری بار اک غزل سُن لو
آخری بار ہم سنائیں گے

صورت موجہ ہوا جالبؔ
ساری دنیا کی خاک اڑائیں گے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

محبت کی رنگینیاں چھوڑ آئے
ترے شہر میں اک جہاں چھوڑ آئے

پہاڑوں کی وہ مست و شاداب وادی
جہاں ہم دلِ نغمہ خواں چھوڑ آئے

وہ سبزہ، وہ دریا، وہ پیڑوں کے سائے
وہ گیتوں بھری بستیاں چھوڑ آئے

حسیں پنگھٹوں کا وہ چاندی سا پانی
وہ برکھا کی رت وہ سماں چھوڑ آئے

بہت دُور ہم آگئے اس گلی سے
بہت دُور وہ آستاں چھوڑ آئے

○

بہت مہرباں تھیں وہ گلپوش راہیں
مگر ہم انہیں مہرباں چھوڑ آئے

بگولوں کی صورت یہاں پھر رہے ہیں
نشیمن سرِ گلستاں چھوڑ آئے

یہ اعجاز ہے حُسنِ آوارگی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

چلے آئے ان رہگزاروں سے جالبؔ
مگر ہم وہاں قلب و جاں چھوڑ آئے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

لوگ گیتوں کا نگر یاد آیا
آج پردیس میں گھر یاد آیا
جب چلے آئے چمن زار سے ہم
التفاتِ گلِ تر یاد آیا
تیری بیگانہ نگاہی سرِ شام
یہ ستم تابہ سحر یاد آیا
ہم زمانے کا ستم بھول گئے
جب ترا لطفِ نظر یاد آیا
تو بھی مسرور تھا اس شب سرِ بزم
اپنے شعروں کا اثر یاد آیا
پھر ہوا دردِ تمنا بیدار
پھر دلِ خاک بسر یاد آیا
ہم جسے بھول چکے تھے جالبؔ
پھر وہی راہ گزر یاد آیا

○

جاگ اٹھے سوئے ہوئے درد تمناؤں کے
راستے ذہن میں لہرا گئے اس گاؤں کے

اک تری یاد سے اک تیرے تصور سے ہمیں
آگئے یاد کئی نام حسیناؤں کے

صبح سے شام تلک گرم ہوا چلتی ہے
دن بہت سخت ہیں، تپتے ہوئے صحراؤں کے

اس کڑی دھوپ میں یاد آتے ہیں تڑپاتے ہیں
ہم کو احسان درختوں کی گھنی چھاؤں کے

وہ حسیں پھول، وہ سبزہ وہ فسوں ساز دیار
وہ مدھر گیت محبت بھرے دریاؤں کے

جانے کس حال میں ہیں، کون بتائے جالبؔ
ارضِ پنجاب میں پودے میری آشاؤں کے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

○

اس دیس کا رنگ انوکھا تھا، اس دیس کی بات نرالی تھی
نغموں سے بھرے دریا تھے رواں گیتوں سے بھری ہریالی تھی

اس شہر سے ہم آجائیں گے اشکوں کے دیپ جلائیں گے
یہ دور بھی آنے والا تھا یہ بات بھی ہونے والی تھی

وہ روشن کلیاں یاد آئیں، وہ پھول وہ کلیاں یاد آئیں
سندر من چلیاں یاد آئیں، ہر آنکھ مدھر متوالی تھی

کس بستی میں آپہنچے ہم ہر گام پہ ملتے ہیں سو غم
پھر چل اس نگری میں ہمدم ہر شام جہاں اُجیالی تھی

وہ بام و در وہ راہگزر، دل خاک بسر جاں خاک بسر
جالبؔ وہ پریشاں حالی بھی کیا خوب پریشاں حالی تھی

○

ہر گام پر تھے شمس و قمر اُس دیار میں
کتنے حسیں تھے شام و سحر اُس دیار میں

وہ باغ وہ بہار، وہ دریا وہ سبزہ زار
نشوں سے کھیلتی تھی نظر اُس دیار میں

آسان تھا سفر کہ ہر اِک راہگزار پر
ملتے تھے سایہ دار شجر اُس دیار میں

ہر چند تھی وہاں بھی خزاں کی اداس دھوپ
دل پر نہیں تھا غم کا اثر اُس دیار میں

محسوس ہو رہا تھا ستارے ہیں گردِ راہ
ہم تھے ہزار خاک بسر اُس دیار میں

جالب یہاں تو بات گریباں تک آگئی
رکھتے تھے صرف چاکِ جگر اُس دیار میں

○

پھر دل سے آرہی ہے صدا اس گلی میں چل
شاید ملے غزل کا پتا اس گلی میں چل

کب سے نہیں ہوا ہے کوئی شعر کام کا
یہ شعر کی نہیں ہے فضاء اس گلی میں چل

وہ بام و در وہ لوگ وہ رسوائیوں کے زخم
ہیں سب کے سب عزیز جدا اس گلی میں چل

اس پھول کے بغیر بہت جی اداس ہے
مجھ کو بھی ساتھ لے کر صبا اس گلی میں چل

دنیا تو چاہتی ہے یونہی فاصلے رہیں
دنیا کے مشوروں پہ نہ جا اس گلی میں چل

بے نور و بے اثر ہے یہاں کی صدائے ساز
تھا اس سکوت میں بھی مزا اس گلی میں چل

جالب پکارتی ہیں وہ شعلہ نوائیاں
یہ سرد رت یہ سرد ہوا، اس گلی میں چل

○

بجلیوں کی یورش سے شاخ شاخ لرزاں ہے
کیا یہی بہاراں ہے کیا یہی گلستاں ہے

آج بھی نگاہوں سے وحشتیں نہیں جاتیں
آج بھی نگاہوں میں کائنات ویراں ہے

تیرے گیسوؤں ہی پر میری جاں نہیں موقوف
ذرہ ذرہ ہستی کا آج کل پریشاں ہے

مل ہی جائے گی منزل کٹ ہی جائے گی مشکل
اے مرے نئے ساتھی کس لئے ہراساں ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

گلشن کی فضاء دھواں دھواں ہے
کہتے ہیں بہار کا سماں ہے

بکھری ہوئی پتیاں ہیں گل کی
ٹوٹی ہوئی شاخِ آشیاں ہے

جس دل سے ابھر رہے تھے نغمے
پہلو میں وہ آج نوحہ خواں ہے

ہم ہی نہیں پائمال تنہا
اے دوست! تباہ اک جہاں ہے

جالبؔ وہ کہاں ہے عشق تیرا
پیارے وہ غزل تری کہاں ہے

مہتاب صفت لوگ یہاں خاک بسر ہیں
ہم محوِ تماشائے سرِ راہ گزر ہیں
حسرت سی برستی ہے در و بام پہ ہر سو
روتی ہوئی گلیاں ہیں سسکتے ہوئے گھر ہیں
آئے تھے یہاں جن کے تصور کے سہارے
وہ چاند' وہ سورج وہ شب و روز کدھر ہیں
سوئے ہو گھنی زلف کے سائے میں ابھی تک
اے راہ رواں کیا یہی اندازِ سفر ہیں
وہ لوگ قدم جن کے لئے کاہکشاں نے
وہ لوگ بھی اے ہمنفسو ہم سے بشر ہیں
بِک جائیں جو ہر شخص کے ہاتھوں سر بازار
ہم یوسفِ کنعاں ہیں نہ ہم لعل و گہر ہیں
ہم لوگ ملیں گے تو محبت سے ملیں گے
ہم نزہتِ مہتاب ہیں ہم نورِ سحر ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

شہر ویراں اداس ہیں گلیاں
رہگزاروں سے اٹھ رہا ہے دھواں
آتشِ غم میں جل رہے ہیں دیار
گرد آلود ہے رُخِ دَوراں
بستیوں پر غموں کی یورش ہے
قریہ قریہ ہے وقفِ آہ و فغاں
صبح بے نور، شام بے مایہ
لُٹ گئی دولتِ نگاہ کہاں
پھر رہے ہیں طیُور آوارہ
برق ہر شاخ پر ہے شعلہ فشاں
میری تنہائیوں پہ صورتِ شمع
رو رہا ہے الم نصیب سماں

میرے شانوں سے تیری زلفوں تک
فاصلہ عمر کا ہے میری جاں

○

اگر دامن نہیں ان کا میّسر
کسی دیوار ہی سے لگ کے رو لیں

ملے رونے سے فرصت تو کسی شب
ستاروں کی حسیں چھاؤں میں سو لیں

نگاہوں کی زباں کوئی جو سمجھے
سرِ محفل کبھی ہم لب نہ کھولیں

بہت آسان ہو جائے گی منزل
چلو ہم ہی کسی کے ساتھ ہو لیں

کوئی جو آ بسے دل میں تو جالبؔ
کبھی اس گھر کے دروازے نہ کھولیں

○

اس شہرِ خرابی میں غمِ عشق کے مارے
زندہ ہیں یہی بات بڑی بات ہے پیارے

یہ ہنستا ہوا چاند یہ پُر نور ستارے
تابندہ و پائندہ ہیں ذرّوں کے سہارے

حسرت ہے کوئی غنچہ ہمیں پیار سے دیکھے
ارماں ہے کوئی پھول ہمیں دل سے پکارے

ہر صبح مری صبح پہ روتی رہی شبنم
ہر رات مری رات پہ ہنستے رہے تارے

کچھ اور بھی ہیں کام ہمیں اے غمِ جاناں
کب تک کوئی الجھی ہوئی زلفوں کو سنوارے

○

ہم نے سُنا تھا صحنِ چمن میں کیف کے بادل چھائے ہیں
ہم بھی گئے تھے جی بہلانے اشک بہا کر آئے ہیں

پھول کھلے تو دل مرجھائے شمع جلے تو جان جلے
ایک تمہارا غم اپنا کر کتنے غم اپنائے ہیں

ایک سُلگتی یاد، چمکتا درد، فروزاں تنہائی
پوچھ نہ اس کے شہر سے ہم کیا کیا سوغاتیں لائے ہیں

سوئے ہوئے جو درد تھے دل میں آنسو بن کر بہہ نکلے
رات ستاروں کی چھاؤں میں یاد وہ کیا کیا لائے ہیں

آج بھی سورج ڈوب گیا بے نور افق کے ساگر میں
آج بھی پھول چمن میں تجھ کو بن دیکھے مرجھائے ہیں

ایک قیامت کا سناٹا، ایک بلا کی تاریکی
اُن گلیوں سے دور نہ ہنستا چاند نہ روشن سائے ہیں

پیار کی بولی بول نہ جالبؔ اس بستی کے لوگوں سے
ہم نے سکھ کی کلیاں کھو کر دکھ کے کانٹے پائے ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

جب کوئی کلی صحنِ گلستاں میں کھلی ہے
شبنم مری آنکھوں میں وہیں تیر گئی ہے

جس کی سرِ افلاک بڑی دھوم مچی ہے
آشفتہ سری ہے، مری آشفتہ سری ہے

اپنی تو اجالوں کو ترستی ہیں نگاہیں
سورج کہاں نکلا ہے، کہاں صبح ہوئی ہے

ہم کشمکشِ دیر و حرم سے ہیں بہت دُور
انسان کی عظمت پہ نظر اپنی رہی ہے

بچھڑی ہوئی راہوں سے جو گزرے ہیں کبھی ہم
ہر گام پہ کھوئی ہوئی اک یاد ملی ہے

اک عمر سُنائیں تو حکایت نہ ہو پوری
دو روز میں ہم پر جو یہاں بیت گئی ہے

تم سادہ و معصوم ہو اور ہم ہیں گنہگار
دنیا کی نگاہوں سے کہیں بات چھپی ہے

ہنسنے پہ نہ مجبور کرو، لوگ ہنسیں گے
حالات کی تفسیر تو چہرے پہ لکھی ہے

دیکھا ہے زمانے کو گلے ہم نے لگا کر
سینہ تری دنیا کا محبت سے تہی ہے

وہ بھول گئے ہم کو، انہیں بھول گئے ہم
اے دوست مگر دل میں خلش اب بھی وہی ہے

مل جائیں کہیں وہ بھی تو ان کو بھی سُنائیں
جالبؔ یہ غزل جن کے لئے ہم نے کہی ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

کبھی تو مہرباں ہو کر بُلا لیں
یہ مہوش ہم فقیروں کی دُعا لیں

نہ جانے پھر یہ رت آئے نہ آئے
جواں پھولوں کی کچھ خوشبو چرا لیں

بہت روئے زمانے کے لئے ہم
ذرا اپنے لئے آنسو بہا لیں

ہم ان کو بھولنے والے نہیں ہیں
سمجھتے ہیں غمِ دوراں کی چالیں

ہماری بھی سنبھل جائے گی حالت
وہ پہلے اپنی زلفیں تو سنبھالیں

نکلنے کو ہے وہ مہتاب گھر سے
ستاروں سے کہو نظریں جھکا لیں

ہم اپنے راستے پر چل رہے ہیں
جنابِ شیخ اپنا راستہ لیں

زمانہ تو یونہی روٹھا رہے گا
چلو جالبؔ انہیں چل کر منا لیں

○

سونی ہیں آنکھوں کی گلیاں دل کی بستی ویراں ہے
ایک خموشی ایک اندھیرا چاروں جانب رقصاں ہے

کتنی دور چلا آیا ہوں چھوڑ کے تیری بستی کو
لیکن دل تیری گلیوں میں آج تلک سرگرداں ہے

پھر سورج کے ساتھ ترے ملنے کا امکاں ڈوب گیا
پھر بام و در کی تاریکی دیدہ و دل پر خنداں ہے

پھر ان پیار بھری ندیوں کی یاد میں آنکھیں پُرنم ہیں
پھر اس بچھڑے دیس کے غم میں شہرِ دل و جاں ویراں ہے

جالبؔ آپ اس جانِ غزل کے پیار سے لاکھ انکار کریں
آنکھوں کی پُر سوز چمک سے دل کا درد نمایاں ہے

○

وہ جن کی رفعتوں کے سامنے ہے گردِ آسماں
ترے دیار میں ہیں صورتِ متاعِ رائیگاں

یہیں ٹھہر یہیں ٹھہر، میں آرہا ہوں میری جاں
بلا رہا ہے اک ذرا سی دیر کو غمِ جہاں

فریبِ رنگ و بو نہ کھا ابھی چمن، چمن کہاں
ابھی تو شاخ شاخ پر چمک رہی ہیں بجلیاں

چلو دیارِ نغمہ و شباب میں پناہ لیں
سمٹ کے آگئی ہیں دل میں سب جہاں کی تلخیاں

چلو غزل کے شہر میں چلو طرب کے دیس میں
چلو نگاہ کو نگاہ کی سنائیں داستاں

○

دل والو کیوں دل سی دولت یوں بیکار لٹاتے ہو
کیوں اس اندھیاری بستی میں پیار کی جوت جگاتے ہو
تم ایسا نادان جہاں میں کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
پھر ان گلیوں میں جاتے ہو پگ پگ ٹھوکر کھاتے ہو
سندر کلیو، کومل پھولو یہ تو بتاؤ یہ تو کہو
آخر تم میں کیا جادو ہے کیوں من میں بس جاتے ہیں
یہ موسم رم جھم کا موسم، یہ برکھا یہ مست فضاء
ایسے میں آؤ تو جانیں، ایسے میں کب آتے ہو
ہم سے روٹھ کے جانے والو اتنا بھید بتا جاؤ
کیوں نت راتوں کو سپنوں میں آتے ہو من جاتے ہو
چاند ستاروں کے جھرمٹ میں پھولوں کی مسکاہٹ میں
تم چھپ چھپ کر ہنستے ہو تم روپ کا مان بڑھاتے ہو

چلتے پھرتے روشن رستے تاریکی میں ڈوب گئے
سو جاؤ اب جالب تم بھی کیوں آنکھیں سلگاتے ہو

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

○

میں چُپ ہوں ذرا ڈوبتے خورشید سے پوچھو
کِس کرب سے کس حال میں کس طور کٹا دن

لو آج بھی کم ہو نہ سکی یاس کی ظلمت
لو آج بھی بیکار گیا آس بھرا دن

یہ شہر جہاں ہم ہیں یہاں کون ہے اپنا
یہ بات ہی کیا کم ہے یہاں بیت گیا دن

یہ کون سی بستی ہے جہاں چاند نہ سورج
کس درجہ بُری رات ہے کس درجہ بُرا دن

ظلمت کدۂ زیست میں پھر دیکھیے کب آئے
تیرے لب و رخسار سے شرمایا ہُوا دن

اس شہر سے دور آکے جو دن دیکھ رہے ہیں
دشمن کو بھی ایسے تو دکھائے نہ خدا دن

○

کیا کیا لوگ گزر جاتے ہیں رنگ برنگی کاروں میں
دل کو تھام کے رہ جاتے ہیں دل والے بازاروں میں

یہ بے درد زمانہ ہم سے تیرا درد نہ چھین سکا
ہم نے دل کی بات کہی ہے تیروں میں تلواروں میں

ہونٹوں پر آہیں کیوں ہوتیں آنکھیں نِسدن کیوں روتیں
کوئی اگر اپنا بھی ہوتا اونچے عہدیداروں میں

صدرِ محفل داد جسے دے داد اسی کو ملتی ہے
ہائے کہاں ہم آن پھنسے ہیں ظالم دنیا داروں میں

رہنے کو گھر بھی مل جاتا چاکِ جگر بھی سل جاتا
جالبؔ تم بھی شعر سناتے جاکے اگر درباروں میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

کٹی اب کٹی منزلِ شامِ غم
بڑھائے چلو پانگارو قدم
ہمیں سے فروزاں ہے شمعِ وفا
ہمیں نے بھرا ہے محبت کا دم
کہیں یاس کے حوصلے بڑھ نہ جائیں
کہیں آس کے رک نہ جائیں قدم
پڑھے گا زمانہ بڑے شوق سے
کیے جاؤں دل کی کہانی رقم
بدل جائے گا دیکھتے دیکھتے
یہ عہدِ خرابی، یہ عہدِ ستم
نکلنے کو ہے آفتابِ سحر
شبِ تار ہے بس کوئی اور دم

مٹا کر اندھیروں کا نام و نشاں
اجالوں کی بستی بسائیں گے ہم

○

شب کو چاند اور دن کو سورج بن کر روپ دکھاتی ہو
پل چھن آنکھوں کی گلیوں میں تم آنچل لہراتی ہو

تم سے جگ اجیارا سارا روشن بستی بستی ہے
سانجھ سویرے ڈیرے ڈیرے جیون جوت جگاتی ہو

کتنی روشن ہے تنہائی جب سے یہ معلوم ہُوا
میرے لئے اپنی پلکوں پر تم بھی دیپ جلاتی ہو

اے میری انمول غزل یہ بات بھی مجھ تک پہنچی ہے
یارانِ لاہور میں اب تک تم میری کہلاتی ہو

میرؔ ہو غالبؔ ہو یا جالبؔ گیت تمہارے گاتے ہیں
شب کے شعروں میں تم اپنی سندر چھب دکھلاتی ہو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اب تیری ضرورت بھی بہت کم ہے مری جاں
اب شوق کا کچھ اور ہی عالم ہے مری جاں

اب تذکرۂ خندۂ گل بار ہے جی پر
جاں وقفِ غمِ گریۂ شبنم ہے مری جاں

رُخ پر ترے بکھری ہوئی یہ زلفِ سیہ تاب
تصویرِ پریشانیٔ عالم ہے مری جاں

یہ کیا کہ تجھے بھی ہے زمانے سے شکایت
یہ کیا کہ تری آنکھ بھی پُرنم ہے مری جاں

ہم سادہ دلوں پر یہ شبِ غم کا تسلّط
مایوس نہ ہو اور کوئی دم ہے مری جاں

یہ تیری توجّہ کا ہے اعجاز کہ مجھ سے
ہر شخص ترے شہر کا برہم ہے مری جاں

اے نزہتِ مہتاب ترا غم ہے مری زیست
اے نازشِ خورشید ترا غم ہے مری جاں

تُو رنگ ہے غبار ہیں تیری گلی کے لوگ
تو پھول ہے شرار ہیں تیری گلی کے لوگ

تو رونقِ حیات ہے تو حُسنِ کائنات
اجڑا ہوا دیار ہیں تیری گلی کے لوگ

تو پیکرِ وفا ہے مجسّم خلوص ہے
بدنامِ روزگار ہیں تیری گلی کے لوگ

روشن ترے جمال سے ہیں مہر و ماہ بھی
لیکن نظر پہ بار ہیں تیری گلی کے لوگ

دیکھو جو غور سے تو زمیں سے بھی پست ہیں
یوں آسماں شکار ہیں تیری گلی کے لوگ

پھر جا رہا ہوں تیرے تبسّم کو لوٹ کر
ہر چند ہوشیار ہیں تیری گلی کے لوگ

کھو جائیں گے سحر کے اجالوں میں آخرش
شمع سرِ مزار ہیں تیری گلی کے لوگ

یہ اُجڑے باغ ویرانے پرانے
سناتے ہیں کچھ افسانے پرانے

اک آہ سرد بن کر رہ گئے ہیں
وہ بیتے دن وہ یارانے پرانے

جنوں کا ایک ہی عالم ہو کیونکر
نئی ہے شمع پروانے پُرانے

نئی منزل کی دشواری مسلّم
مگر ہم بھی ہیں دیوانے پرانے

ملے گا پیار غیروں ہی میں جالبؔ
کہ اپنے تو ہیں بیگانے پُرانے

○

شعر ہوتا ہے اب مہینوں میں
زندگی ڈھل گئی مشینوں میں

پیار کی روشنی نہیں ملتی
ان مکانوں میں ان مکینوں میں

دیکھ کر دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ
سانپ ہوتے ہیں آستینوں میں

قہر کی آنکھ سے نہ دیکھ ان کو
دل دھڑکتے ہیں آبگینوں میں

آسمانوں کی خیر ہو یارب
اک نیا عزم ہے زمینوں میں

وہ محبت نہیں رہی جالبؔ
ہم صفیروں میں ہم نشینوں میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اس نے جب ہنس کے نمسکار کیا
مجھ کو انسان سے اوتار کیا

دشتِ غربت میں دلِ ویراں نے
یاد جمنا کو کئی بار کیا

پیار کی بات نہ پوچھو یارو
ہم نے کس کس سے نہیں پیار کیا

کتنی خوابیدہ تمناؤں کو
اس کی آواز نے بیدار کیا

ہم پجاری ہیں بتوں کے جالبؔ
ہم نے کعبے میں بھی اقرار کیا

ماورائے جہاں سے آئے ہیں
آج ہم خمستاں سے آئے ہیں

اس قدر بے رُخی سے بات نہ کر
دیکھ تو ہم کہاں سے آئے ہیں

ہم سے پوچھو چمن پہ کیا گزری
ہم گزر کر خزاں سے آئے ہیں

راستے کھو گئے ضیاؤں میں
یہ ستارے کہاں سے آئے ہیں

اس قدر تو بُرا نہیں جالبؔ
مل کے ہم اس جواں سے آئے ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

عشق میں نام کر گئے ہوں گے
جو ترے غم میں مر گئے ہوں گے

اب وہ نظریں اِدھر نہیں اُٹھتیں
ہم نظر سے اُتر گئے ہوں گے

کچھ فضاؤں میں انتشار سا ہے
ان کے گیسو بکھر گئے ہوں گے

نور بکھرا ہے رہ گزاروں میں
وہ اِدھر سے گزر گئے ہوں گے

میکدے میں کہ بزمِ جاناں تک
اور جالبؔ کدھر گئے ہوں گے

آج پھر تم نظر نہیں آئے
پھر تمنا کے پھول مرجھائے

آج پھر سوگوار آنکھوں نے
لالہ و گل پہ اشک برسائے

آج پھر عہدِ غم کے افسانے
میری بے تابیوں نے دہرائے

اس بھرے شہر میں تمہارا پتہ
کس کو معلوم کون بتلائے

کن دیاروں میں کھو گئے ہو تم
ہم ستاروں کی خاک چھان آئے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کون بتائے کون سمجھائے کون سے دیس سدھار گئے
ان کا رستہ تکتے تکتے نین ہمارے ہار گئے

کانٹوں کے دکھ سہنے میں تسکین بھی تھی آرام بھی تھا
ہنسنے والے بھولے بھالے پھول چمن کے مار گئے

ایک لگن کی بات ہے جیون ایک لگن ہی جیون ہے
پوچھ نہ کیا کھویا کیا پایا کیا جیتے کیا ہار گئے

آنے والی برکھا دیکھیں کیا دکھلائے آنکھوں کو
یہ برکھا برساتے دن تو بن پریتم بیکار گئے

جب بھی لوٹے پیاسے لوٹے پھول نہ پاکر گلشن میں
بھنورے امرت رس کی دھن میں پل پل سو سو بار گئے

ہم سے پوچھو ساحل والو کیا بیتی دکھیاروں پر
کھیون ہارے بیچ بھنور میں چھوڑ کے جب اُس پار گئے

پھول سے ہونٹ چاند سا ماتھا
ہم نے بھی ایک خواب دیکھا تھا

کوئی بات ان لبوں تک آئی تھی
کوئی غنچہ ضرور چٹکا تھا

رات صحنِ خیال میں جالبؔ
اک عجب شخص رقص فرما تھا

○

نظر نظر میں لئے تیرا پیار پھرتے ہیں
مثالِ موجِ نسیمِ بہار پھرتے ہیں

ترے دیار سے ذرّوں نے روشنی پائی
ترے دیار میں ہم سوگوار پھرتے ہیں

یہ حادثہ بھی عجب ہے کہ تیرے دیوانے
لگائے دل سے غمِ روزگار پھرتے ہیں

لئے ہوئے ہیں وہ عالم کا درد سینے میں
تری گلی میں جو دیوانہ وار پھرتے ہیں

بہار آکے چلی بھی گئی مگر جالب
ابھی نگاہ میں وہ لالہ زار پھرتے ہیں

○

پھول کو دیکھنے سے ایک نظر
کتنے عالم گزر گئے دل پر

یوں بھی بے چینیاں نہیں جاتیں
ہم نے دیکھا خموش بھی رہ کر

شب کی تاریکیوں میں تیرا خیال
جیسے کھو جائے روشنی میں نظر

تیری بدلی ہوئی نظر توبہ
کتنا گہرا ہے زندگی پہ اثر

اس دیارِ ستم ظریفاں میں
فرصتِ ہاؤ ہو بہت ہے مگر

قہقہے بے شعور لوگوں کے
کس قدر بار ہیں سماعت پر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

شوق آوارگی میں کیا نہ ہوا
ایک تیرا ہی سامنا نہ ہوا

حرفِ مطلب نہ آسکا لب پر
مطمئن ہیں کوئی خفا نہ ہوا

اس کے آنچل کو چھو رہی ہے صبا
وائے قسمت کہ میں صبا نہ ہوا

دل میں نوحہ کناں رہا اک غم
گھر کبھی اپنا بے صدا نہ ہوا

ناخدا تو ہمیں ڈبو دیتا
خیر گزری کہ وہ خدا نہ ہوا

○

اُس گلی کے لوگوں کو منہ لگا کے پچھتائے
ایک درد کی خاطر کتنے درد اپنائے

تھک کے سو گیا سورج شام کے دھندلکوں میں
آج بھی کئی غنچے پھول بن کے مرجھائے

ہم ہنسے تو آنکھوں میں تیرنے لگی شبنم
تم ہنسے تو گلشن نے تم پہ پھول برسائے

اس گلی میں کیا کھویا اس گلی میں کیا پایا
تشنہ کام پہنچے تھے تشنہ کام لوٹ آئے

پھر رہی ہیں آنکھوں میں تیرے شہر کی گلیاں
ڈوبتا ہوا سورج پھیلتے ہوئے سائے

جالبؔ ایک آوارہ الجھنوں کا گہوارہ
کون اس کو سمجھائے کون اس کو سلجھائے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

هم پہ اس عہدِ کم نگاہی میں
کون سا جورِ ناروا نہ ہوا

اب تو ہم خاک ہو چکے جالبؔ
اب ہمارا کوئی ہوا نہ ہوا

○

حسرت رہی کوئی تو یہاں دیدہ ور ملے
لیکن تری گلی میں سبھی کم نظر ملے
ایسے بھی آشنا ہیں نہ دیکھا جنہیں کبھی
نا آشنا تھے وہ بھی جو شام و سحر ملے
شاید اسی لئے ہمیں منزل نہ مل سکی
جتنے بھی ہم کو لوگ ملے راہبر ملے
لکھی تھیں جن پہ اپنے جنوں کی حکایتیں
آوارگی میں ایسے بھی کچھ بام و در ملے
کیا کیا نظر میں ہوئی گفتگو نہ پوچھ
مدت کے بعد جب وہ سرِ رہ گزر ملے
ہم کو تو داغِ دل کے سوا کچھ نہ مل سکا
ان بستیوں میں پیار کسی کو اگر ملے
جالبؔ ہوائے لعل و گہر تھی نہ آج ہے
وہ سنگِ در عزیز ہے وہ سنگِ در ملے

○

اس کوئے ملامت پہ ہی موقوف نہیں ہے
ہر شہر میں آوارہ و بدنام رہے ہم

کس شوق سے بڑھتے رہے ہر شخص کی جانب
ہر شخص سے محروم بہر گام رہے ہم

اک عمر رہے منتظرِ عہدِ بہاراں
اک عمر اسیرِ خلشِ خام رہے ہم

ہم کہہ نہ سکے کھل کے کوئی بات کسی سے
ہر گام پہ لذت کشِ ابہام رہے ہم

کیوں اپنا مقدر نہ ہوئے عارض و گیسو
اس فکر میں سوزاں سحر و شام رہے ہم

اس پھول کو پانا تو بڑی بات ہے جالبؔ
اس پھول کو چھونے میں بھی ناکام رہے ہم

○

تیری آنکھوں کا عجب طُرفہ سماں دیکھا ہے
ایک عالم تری جانب نگراں دیکھا ہے

کتنے انوار سمٹ آئے ہیں ان آنکھوں میں
اک تبسم ترے ہونٹوں پہ رواں دیکھا ہے

ہم کو آوارہ و بے کار سمجھنے والو
تم نے کب اس بتِ کافر کو جواں دیکھا ہے

صحنِ گلشن میں کہ انجم کی طرب گاہوں میں
تم کو دیکھا ہے کہیں، جانے کہاں دیکھا ہے؟

وہی آوارہ و دیوانہ و آشفتہ مزاج
ہم نے جالبؔ کو سرکوئے بتاں دیکھا ہے

○

جی دیکھا ہے مر دیکھا ہے
ہم نے سب کچھ کر دیکھا ہے

برگِ آوارہ کی صورت
رنگِ خشک و تر دیکھا ہے

ٹھنڈی آہیں بھرنے والو
ٹھنڈی آہیں بھر دیکھا ہے

تیری زلفوں کا افسانہ
رات کے ہونٹوں پر دیکھا ہے

اپنے دیوانوں کا عالم
تم نے کب آکر دیکھا ہے

انجمُ کی خاموش فضاء میں
میں نے تمہیں اکثر دیکھا ہے

ہم نے اس بستی میں جالبؔ
جھوٹ کا اونچا سر دیکھا ہے

○

تباہیوں پہ بھی دل کو ذرا ملال نہ تھا
خوشا وہ دور کہ جب زیست کا خیال نہ تھا

کہاں کہاں مری نظروں کو اک تلاش نہ تھی
کہاں کہاں مرے ہونٹوں پہ اک سوال نہ تھا

تری نگاہ سے کوئی گلہ نہیں اے دوست
تری نگاہ کے قابل ہمارا حال نہ تھا

کہاں گیا وہ زمانہ کہ جب ہمیں جالبؔ
خیالِ دہر نہ تھا فکرِ ماہ و سال نہ تھا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

اُٹھتا ہوا چمن سے دھواں دیکھتے چلو
شاخوں پہ رقصِ برقِ تپاں دیکھتے چلو

لُٹتی ہوئی متاعِ بیاں دیکھتے چلو
کٹتی ہوئی وفا کی زباں دیکھتے چلو

ہر سو فروغِ وہم و گماں دیکھتے چلو
مٹتا ہوا یقیں کا نشاں دیکھتے چلو

اپنے سے کچھ کہو نہ پرائے سے کچھ کہو
دل سوز و دل گداز سماں دیکھتے چلو

جلتا ہوا کسی کا نشیمن سرِ چمن
خاطر پہ ہو ہزار گراں دیکھتے چلو

توہینِ اہلِ حُسن کہ تضحیکِ اہلِ شوق
سب کچھ بجرمِ زیست یہاں دیکھتے رہو

ہر چند ناپسند ہو تحسینِ ناشناس
چپ چاپ شعریت کا زیاں دیکھتے چلو

اس شہرِ تیرگی میں نگاہِ خموش سے
شب دوستوں کو رقصِ کناں دیکھتے چلو

○

اب نہ وہ غزل اپنی اب نہ وہ بیاں اپنا
راکھ ہو گیا جل کر ہر حسیں گماں اپنا

وہ چمن جسے ہم نے خونِ دل سے سینچا تھا
اس پہ حق جتاتی ہیں آج بجلیاں اپنا

بجلیوں نے دنیا کو کچھ سکون تو بخشا
ہم بنائے لیتے ہیں اور آشیاں اپنا

کچھ دنوں رہی تو ہے داستانِ دل رنگین
کچھ دنوں رہا تو ہے کوئی ہم زباں اپنا

اس دیار کی راتیں نغمہ ریز برساتیں
ہر نظر شراب آلود ہر نفس جواں اپنا

منزلوں نہیں ملتا کوئی سایۂ دیوار
کس کے پاس جائیں ہم کون ہے یہاں اپنا

سرزمیں دو آبے کی ہم سے چھن گئی جالبؔ
آج تک اسی غم میں دل ہے نوحہ خواں اپنا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دل ہے اب پہلو میں یوں سہما ہُوا
جیسے کٹیا میں دیا جلتا ہُوا

اب نہ تیرا غم نہ تیری جستجو
زندگی میں کون یوں تنہا ہُوا

پھر رہا ہوں یوں تری گلیوں سے دور
جیسے کوئی راستہ بھولا ہُوا

جاگنے والو تابہ سحر خاموش رہو
کل کیا ہوگا کس کو خبر خاموش رہو

کس نے سحر کے پاؤں میں زنجیریں ڈالیں
ہوجائے گی رات بسر خاموش رہو

شاید چُپ رہنے میں عزت رہ جائے
چُپ ہی بھلی اے اہلِ نظر خاموش رہو

قدم قدم پر پہرے ہیں ان راہوں میں
دار و رسن کا ہے یہ نگر خاموش رہو

یوں بھی کہاں بے تابیٔ دل کم ہوتی ہے
یوں بھی کہاں آرام، مگر خاموش رہو

شعر کی باتیں ختم ہوئیں اس عالم میں
کیسا جوشؔ اور کس کا جگرؔ خاموش رہو

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

غالبؔ و یگانہؔ سے لوگ بھی تھے جب تنہا
ہم سے طے نہ ہوگی کیا منزلِ ادب تنہا

فکرِ انجمن کس کو کیسی انجمن پیارے
اپنا اپنا غم سب کو سوچئے تو سب تنہا

سن رکھو زمانے کی کل زبان پر ہوگی
ہم جو بات کرتے ہیں آج زیرِ لب تنہا

اپنی رہنمائی میں کی ہے زندگی ہم نے
ساتھ کون تھا پہلے ہوگئے جو اب تنہا

مہر و ماہ کی صورت مسکرا کے گزرے ہیں
خاکدانِ تیرہ سے ہم بھی روز و شب تنہا

کتنے لوگ آبیٹھے پاس مہرباں ہوکر
ہم نے خود کو پایا ہے تھوڑی دیر جب تنہا

یاد بھی ہے ساتھ اُن کی اور غمِ زمانہ بھی
زندگی میں اے جالبؔ ہم ہوئے ہیں کب تنہا

اپنوں نے وہ رنج دیئے ہیں، بیگانے یاد آتے ہیں
دیکھ کے اس بستی کی حالت ویرانے یاد آتے ہیں

اس نگری میں قدم قدم پہ سر کو جھکانا پڑتا ہے
اس نگری میں قدم قدم پر بُت خانے یاد آتے ہیں

آنکھیں پُرنم ہوجاتی ہیں غربت کے صحراؤں میں
جب اُس رم جھم کی وادی کے افسانے یاد آتے ہیں

ایسے ایسے درد ملے ہیں نئے دیاروں میں ہم کو
بچھڑے ہوئے کچھ لوگ پرانے یارانے یاد آتے ہیں

جن کے کارن آج ہمارے حال پہ دنیا ہنستی ہے
کتنے ظالم چہرے جانے پہچانے یاد آتے ہیں

یوں نہ لُٹی تھی گلیوں گلیوں دولت اپنے اشکوں کی
روتے ہیں تو ہم کو اپنے غم خانے یاد آتے ہیں

کوئی تو پرچم لے کر نکلے اپنے گریباں کا جالبؔ
چاروں جانب سناٹا ہے دیوانے یاد آتے ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

نہ ڈگمگائے کبھی ہم وفا کے رستے میں
چراغ ہم نے جلائے ہوا کے رستے میں

کسے لگائے گلے اور کہاں کہاں ٹھہرے
ہزار غنچہ و گُل ہیں صبا کے رستے میں

خدا کا نام کوئی لے تو چونک اٹھتے ہیں
ملے ہیں ہم کو وہ رہبر خدا کے رستے میں

کہیں سلاسلِ تسبیح اور کہیں زُنّار
بچھے ہیں دام بہت مدّعا کے رستے میں

ابھی وہ منزلِ فکر و نظر نہیں آئی
ہے آدمی ابھی جرم و سزا کے رستے میں

ہیں آج بھی وہی دارورسن وہی زنداں
ہر اک نگاہِ رُموز آشنا کے رستے میں

یہ نفرتوں کی فصیلیں' جہالتوں کے حصار
نہ رہ سکیں گے ہماری صدا کے رستے میں

مٹا سکے نہ کوئی سیلِ انقلاب جنہیں
وہ نقش چھوڑے ہیں ہم نے وفا کے رستے میں

زمانہ ایک سا جالبؔ سدا نہیں رہتا
چلیں گے ہم بھی کبھی سر اُٹھا کے رستے میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

ویراں ہے میری شام، پریشاں مری نظر
اچھا ہوا کہ تم نہ ہوئے میرے ہم سفر

کوئی صدا نہیں کہ جسے زندگی کہوں
مدّت سے ہے خموش مرے دل کی رہ گزر

لو اب تو شورِ نالہ و فریاد تھم گیا
میرے جنوں پہ ایک زمانے کی تھی نظر

اے میرے ماہتاب کہاں چُھپ گیا ہے تو
تجھ بن بجھے ہیں محبت کے بام و در

تیرے بغیر کتنی فسردہ ہے بزمِ شعر
اے دوست اب پڑھوں میں غزل کس کو دیکھ کر

میں تیری بے رخی کو بھی سمجھوں گا التفات
پیارے مرے قریب سے اک بار پھر گزر

جالبؔ مجھے تو اُن کے گریبان کی فکر ہے
جو ہنس رہے ہیں میرے گریباں کے چاک پر

○

جس کی آنکھیں غزل ہر ادا شعر ہے
وہ مری شاعری ہے مرا شعر ہے

وہ حسیں زلف شب کا فسانہ لئے
وہ بدن نغمگی وہ قبا شعر ہے

وہ تکلّم لہکتی ہوئی چاندنی
وہ تبسم مہکتا ہوا شعر ہے

پھول بھی ہیں، بہاریں بھی ہیں گیت بھی
ہم نشیں اس گلی کی فضا شعر ہے

جس سے روشن تھا دل وہ کرن چھن گئی
اپنے جینے کا اب آسرا شعر ہے

اپنے انداز میں بات اپنی کہو
میرؔ کا شعر تو میرؔ کا شعر ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

میں جہانِ ادب میں اکیلا نہیں
ہر قدم پر مراحمِ نوا شعر ہے

عرش پر خود کو محسوس ہم نے کیا
جب کسی نے کہا واہ کیا شعر ہے

اک قیامت ہے جالبؔ یہ تنقیدِ نَو
جو سمجھ میں نہ آئے بڑا شعر ہے

○

جیون مجھ سے میں جیون سے شرماتا ہوں
مجھ سے آگے جانے والو میں آتا ہوں

جن کی یادوں سے روشن ہیں میری آنکھیں
دل کہتا ہے ان کو بھی میں یاد آتا ہوں

سُر سے سانسوں کا ناتا ہے توڑوں کیسے
تم جلتے ہو کیوں جیتا ہوں کیوں گاتا ہوں

تم اپنے دامن میں ستارے بیٹھ کے ٹانکو
اور میں نئے برن لفظوں کو پہناتا ہوں

جن خوابوں کو دیکھ کے میں نے جینا سیکھا
اُن کے آگے ہر دولت کو ٹھکراتا ہوں

زہر اگلتے ہیں جب مِل کر دنیا والے
میٹھے بولوں کی وادی میں کھو جاتا ہوں

جالبؔ میرے شعر سمجھ میں آجاتے ہیں
اسی لئے کم رُتبہ شاعر کہلاتا ہوں

Scanned by Iqbalmt@oneurdu.com

○

ہم کو نظروں سے گرانے والے
ڈھونڈ اب ناز اُٹھانے والے

چھوڑ جائیں گے کچھ ایسی یادیں
روئیں گے ہم کو زمانے والے

رہ گئے نقش ہمارے باقی
مٹ گئے ہم کو مٹانے والے

منزلِ گُل کا پتا دیتے ہیں
راہ میں خار بچھانے والے

ان زمینوں پہ گُہر برسیں گے
ایسے کچھ اَبر ہیں چھانے والے

دیکھ وہ صبح کا سورج نکلا
مسکرا اشک بہانے والے

آس میں بیٹھے ہیں جن کی جالبؔ
وہ زمانے بھی ہیں آنے والے

○

ناشناسوں کی محفل میں اے نغمہ گر!
فن کو رسوا نہ کر، فن کو رسوا نہ کر

کون اس انجمن میں ہے اہلِ نظر
دولتِ رائیگاں ہے متاعِ ہنر

کتنے بے نور ہیں آفتاب و قمر
گردشِ روز و شب آگئے ہم کدھر

کتنی ویران ہیں پیار کی بستیاں
نوحہ گر ہے وفا رہگزر رہگزر

جہل مسند نشیں ہے بصد تمکنت
ہم نشیں کیوں نہ ہو علم کی آنکھ تر

شیخ کی آنکھ میں بھی مروّت نہیں
برہمن بھی محبت سے ہے بے خبر

میں بھی منصور ہوں، میں بھی منصور ہوں
کاٹ دو میرا سر، کاٹ دو میرا سر

دل میں روشن ہے اب تک تری آرزو
اے دیارِ سحر، اے دیارِ سحر

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

○

یہ زندگی، گزار رہے ہیں جو ہم یہاں
یہ زندگی نصیب ہے لوگوں کو کم یہاں

کوشش کے باوجود بھلائے نہ جائیں گے
ہم پر جو دوستوں نے کئے ہیں کرم یہاں

کہنے کو ہم سفر ہیں بہت اس دیار میں
چلتا نہیں ہے ساتھ کوئی دو قدم یہاں

دیوارِ یار ہو کہ شبستانِ شہرِ یار
دو پل کو بھی کسی کے نہ سائے میں تھم یہاں

ان بستیوں میں رسمِ وفا ختم ہو چکی
اے چشمِ نم کسی سے نہ کر عرضِ غم یہاں

صد حیف جن کے دم سے پریشاں ہے آدمی
سب کی نگاہ میں ہے وہی محترم یہاں

نظمیں اُداس، اُداس فسانے بجھے بجھے
مدت سے اشکبار ہیں لوح و قلم یہاں

اے ہم نفس یہی تو ہمارا قصور ہے
کرتے ہیں دھڑکنوں کے فسانے رقم یہاں

○

آج ہمارے حال پہ ہنس لو شہر کے عزت دارو
کل کو تمہارے حال پہ ہم کو اشک بہانے ہوں گے

ابھی کہاں تکمیل ہوئی ہے اپنے جنوں کی پیارے
اور ابھی لڑکوں کے ہاتھوں پتھر کھانے ہوں گے

اور ابھی توہینِ محبت قدم قدم پر ہوگی
اور ابھی بے درد جہاں کے ناز اٹھانے ہوں گے

تم تو کسی کو بھولے سے بھی یاد نہیں آؤ گے
آنے والے عہد کے لب پر اپنے فسانے ہوں گے

تم نے بھی تو محفل میں سب راز کی باتیں کہہ دیں
شہروں میں جالبؔ تم سے بھی کم ہی دیوانے ہوں گے

○

ترے ماتھے پہ جب تک بل رہا ہے
اجالا آنکھ سے اوجھل رہا ہے

سماتے کیا نظر میں چاند تارے
تصور میں ترا آنچل رہا ہے

تری شانِ تغافل کو خبر کیا
کوئی تیرے لئے بے کل رہا ہے

شکایت ہے غمِ دوراں کو مجھ سے
کہ دل میں کیوں ترا غم پل رہا ہے

تعجب ہے ستم کی آندھیوں میں
چراغِ دل ابھی تک جل رہا ہے

لہو روئیں گی مغرب کی فضائیں
بڑی تیزی سے سورج ڈھل رہا ہے

زمانہ تھک گیا، جالب ہی تنہا
وفا کے راستے پر چل رہا ہے

○

کہیں آہ بن کے لب پر ترا نام آ نہ جائے
تجھے بے وفا کہوں میں وہ مقام آ نہ جائے

ذرا زلف کو سنبھالو مرا دل دھڑک رہا ہے
کوئی اور طائرِ دل تہہِ دام آ نہ جائے

جسے سُن کے ٹوٹ جائے مرا آرزو بھرا دل
تری انجمن سے مجھ کو وہ پیام آ نہ جائے

وہ جو منزلوں پہ لاکر کسی ہم سفر کو لُوٹیں
انہیں رہزنوں میں تیرا کہیں نام آ نہ جائے

اسی فکر میں ہیں غلطاں یہ نظامِ زر کے بندے
جو تمام زندگی ہے وہ نظام آ نہ جائے

یہ مہ و نجوم ہنس لیں مرے آنسوؤں پہ جالب
مرا ماہتاب جب تک لبِ بام آ نہ جائے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

○

کیسی ہوا گلشن میں چلی
مُرجھائی ایک ایک کلی

دل کی کہانی کیا کہیے
اپنی آگ ہی شمع جلی

اُس لَٹ کا اُلجھاؤ کیا
ایک بَلا تو سر سے ٹلی

دنیا نے وہ درد دیے
بھول گئے ہم ان کی گلی

بول کے جالب قدر نہ کھو
اس ماحول میں چُپ ہی بھلی

○

نہ وہ ادائے تکلّم نہ احتیاطِ زباں
مگر یہ ضد کہ ہمیں اہلِ لکھنؤ کہیے

نہ دل میں رقصِ غزل ہے نہ دھڑکنوں کے گیت
اُجڑ گیا ہے جسے شہرِ آرزو کہیے

کہاں اب اُن کو پکاریں، کہاں گئے وہ لوگ
جنہیں فسونِ طرب موجِ رنگ و بو کہیے

غزل کی بات جو کرتا ہے کم نظر نقّاد
اسے بھی شیخ کا اندازِ گفتگو کہیے

ادب کا آپ ہی تنہا نہ ساتھ دیں جالب
کہے جو آپ کو 'تم' آپ اس کو 'تو' کہیے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

بھلا بھی دے اُسے جو بات ہوگئی پیارے
نئے چراغ جلا رات ہوگئی پیارے

تری نگاہِ پشیماں کو کیسے دیکھوں گا
کبھی جو تجھ سے ملاقات ہوگئی پیارے

نہ تیری یاد' نہ دنیا کا غم نہ اپنا خیال
عجیب صورتِ حالات ہوگئی پیارے

اداس اُداس ہیں شمعیں بجھے بجھے ساغر
یہ کیسی شامِ خرابات ہوگئی پیارے

کبھی کبھی تیری یادوں کی سانولی رُت میں
بہے جو اشک تو برسات ہوگئی پیارے

وفا کا نام نہ لے گا کوئی زمانے میں
ہم اہلِ دل کو اگر مات ہوگئی پیارے

تمہیں تو ناز بہت دوستوں پہ تھا جالب
الگ تھلگ سے ہو' کیا بات ہوگئی پیارے

○

درخت سوکھ گئے رک گئے ندی نالے
یہ کس نگر کو روانہ ہوئے گھروں والے

کہانیاں جو سناتے تھے عہدِ رفتہ کی
نشاں وہ گردشِ ایّام نے مٹا ڈالے

میں شہر شہر پھرا ہوں اسی تمنا میں
کسی کو اپنا کہوں' کوئی مجھ کو اپنا لے

صدا نہ دے کسی مہتاب کو اندھیروں میں
لگا نہ دے یہ زمانہ زبان پر تالے

کوئی کرن ہے یہاں تو کوئی کرن ہے وہاں
دل و نگاہ نے کس درجہ روگ ہیں پالے

ہمیں پہ ان کی نظر ہے ہمیں پہ ان کا کرم
یہ اور بات یہاں اور بھی ہیں دل والے

کچھ اور تجھ پہ کھلیں گی حقیقتیں جالب
جو ہو سکے تو کسی کا فریب بھی کھا لے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

بڑھائیں گے نہ کبھی ربط ہم بہاروں سے
ٹپک رہا ہے لہو اب بھی شاخساروں سے

کہیں تو اپنی محبت پہ حرف آتا ہے
کچھ ایسے داغ بھی ہم کو ملے ہیں یاروں سے

نگاہِ دہر میں ذرّے سہی مگر ہم لوگ
ضیا کی بھیک نہیں مانگتے ستاروں سے

وہ داستاں ہیں کہ دُہرائے گی جسے دنیا
وہ بات ہیں جو سنی جائے گی نگاروں سے

ہمارے نام سے ہے آشنا چمن سارا
سخن کی داد ملی ہے ہمیں ہزاروں سے

فضا نہیں ہے ابھی کھل کے بات کرنے کی
بدل رہے ہیں زمانے کو ہم اشاروں سے

نہ چھوڑنا کبھی طوفاں میں آس کی پتوار
یہ آ رہی ہے صدا دم بہ دم کناروں سے

جہاں میں آج بھی محفوظ ہیں وہی نغمے
محبتوں میں جو اُبھرے ہیں دل کے تاروں سے

بزرگ بیٹھ کے لکھتے تھے عرش پر جالبؔ
اٹھائی بات مگر ہم نے رہگزاروں سے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

غزلیں تو کہی ہیں کچھ ہم نے ان سے نہ کہا احوال تو کیا
کل مثلِ ستارہ ابھریں گے، ہیں آج اگر پامال تو کیا

جینے کی دعا دینے والے یہ راز تجھے معلوم نہیں
تخلیق کا اک لمحہ ہے بہت، بیکار جئے سو سال تو کیا

سکوں کے عوض جو بِک جائے وہ میری نظر میں حُسن نہیں
اے شمعِ شبستانِ دولت! تو ہے جو پری تمثال تو کیا

ہر پھول کے لب پر نام مرا چرچا ہے چمن میں عام مرا
شہرت کی یہ دولت کیا کم ہے گر پاس نہیں ہے مال تو کیا

ہم نے جو کیا محسوس کہا جو درد ملا ہنس ہنس کے سہا
بھولے گا نہ مستقبل ہم کو نالاں ہے جو ہم سے حال تو کیا

ہم اہلِ محبت پالیں گے اپنے ہی سہارے منزل کو
یارانِ سیاست نے ہر سُو پھیلائے ہیں رنگیں جال تو کیا

دنیائے ادب میں اے جالبؔ اپنی بھی کوئی پہچان تو ہو
اقبالؔ کا رنگ اڑانے سے تو بن بھی گیا اقبالؔ تو کیا

○

نہ کلیوں میں رنگت نہ پھولوں میں باس
بہار آئی پہنے خزاں کا لباس

گھنی چھاؤں میں دو گھڑی بیٹھ لو
کڑی دھوپ میں جاؤ گے کس کے پاس

ستارو یونہی جگمگاتے رہو
رفیقو، کہیں ٹوٹ جائے نہ آس

○

شہر سے بستی سے ویرانے سے دل گھبرا گیا
اے جنوں تیرے ہر افسانے سے دل گھبرا گیا

اِک مکمل خامُشی اِک بیکراں گہرا سکوت
آج صحرا کا بھی دیوانے سے دل گھبرا گیا

پھر گئے جالبؔ نگاہوں میں کئی اُجڑے چمن
موسمِ گُل کا خیال آنے سے جی گھبرا گیا

○

اُٹھ گیا ہے دلوں سے پیار یہاں
کتنے بے نُور ہیں دیار یہاں

روشنی روشنی، حیات حیات
ہر طرف ہے یہی پُکار یہاں

راستہ کیا سجھائی دے اے دوست
جہل ہے شمعِ رہگزار یہاں

○

ابھی دیاروں میں پھر رہے ہیں آوارہ
اے غمِ جہاں تو نے یہ بھی دن دکھائے ہیں

تیرے بام و در سے دُور تیرے رہگزر سے دور
رات کی سیاہی ہے تیرگی کے سائے ہیں

اس نگاہ سے جالبؔ رسم و راہ کی خاطر
ہم نے کم نگاہوں کے ناز بھی اٹھائے ہیں

Scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

حُسن کا ہم نے کیا چرچا بہت
حُسن کے ہاتھوں ہوئے رسوا بہت

موج نکہت اپنی قسمت میں نہ تھی
دور سے اس پھول کو دیکھا بہت

وہ ملا تھا راہ میں اک شام کو
پھر اسے میں نے یہاں ڈھونڈا بہت

○

میں بھی ہُوں تری طرح سے آوارہ و بیکار
اُڑتے ہوئے پتّے مجھے ہمراہ لئے چل

○

مرا قصور کہ میں ان کے ساتھ چل نہ سکا
وہ تیز گام مرا انتظار کیوں کرتے

○

کسے خبر تھی ہمیں راہبر ہی لُوٹیں گے
بڑے خلوص سے ہم کارواں کے ساتھ رہے

○

○

ہم اُن نجوم کی تابش بھی چھین سکتے ہیں
بنا دیا ہے جنہیں فخرِ آسماں ہم نے

○

ابھی اے دوست ذوقِ شاعری ہے وجہِ رسوائی
تری بستی میں ہم پر اور بھی الزام آئیں گے

اگر اب بھی ہمارا ساتھ تُو اے دل نہیں دے گا
تو ہم اس شہر میں تجھ کو اکیلا چھوڑ جائیں گے

○

خامشی سے ہزار غم سہنا
کتنا دشوار ہے غزل کہنا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

شہر دہلی

دیارِ داغؔ و بیخودؔ شہرِ دہلی چھوڑ کر تجھ کو
نہ تھا معلوم یوں روئے گا دل شام و سحر تجھ کو

کہاں ملتے ہیں دنیا کو کہاں ملتے ہیں دنیا میں
ہوئے تھے جو عطا اہلِ سخن اہلِ نظر تجھ کو

تجھے مرکز کہا جاتا تھا دنیا کی نگاہوں کا
محبت کی نظر سے دیکھتے تھے سب نگر تجھ کو

بقولِ میرؔ اوراقِ مصور تھے ترے کوچے
مگر ہائے زمانے کی لگی کیسی نظر تجھ کو

نہ بھولے گا ہماری داستاں تو بھی قیامت تک
دلائیں گے ہماری یاد تیرے رہگزر تجھ کو

جو تیرے غم میں بہتا ہے وہ آنسو رشکِ گوہر ہے
سمجھتے ہیں متاعِ دیدہ و دل دیدہ ور تجھ کو

میں جالبؔ دہلوی کہلا نہیں سکتا زمانے میں
مگر سمجھا ہے میں نے آج تک اپنا ہی گھر تجھ کو

لائل پور

لائل پور اک شہر ہے جس میں دل ہے مرا آباد
دھڑکن دھڑکن ساتھ رہے گی اس بستی کی یاد
میٹھے بولوں کی وہ نگری گیتوں کا سنسار
ہنستے بستے ہائے وہ رستے نغمہ ریز دیار
وہ گلیاں، وہ پھول، وہ کلیاں رنگ بھرے بازار
میں نے ان گلیوں، پھولوں، کلیوں سے کیا ہے پیار
برگِ آوارہ میں بکھری ہے جس کی روداد
لائل پور اک شہر ہے جس میں دل ہے مرا آباد
کوئی نہیں تھا کام مجھے پھر بھی تھا کتنا کام
ان گلیوں میں پھرتے رہنا دن کو کرنا شام
گھر گھر میرے شعر کے چرچے گھر گھر میں بدنام
راتوں کو دہلیزوں پر ہی کر لینا آرام

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دکھ سہنے میں چپ رہنے میں دل تھا کتنا شاد
لائل پور اک شہر ہے جس میں دل ہے مرا آباد

میں نے اس نگری میں رہ کر کیا کیا لکھے گیت
جن کے کارن لوگوں کے من میں ہے میری پریت
ایک لگن کی بات ہے جیون کیسی ہار اور جیت
سب سے مجھ کو پیار ہے جالبؔ سب ہیں میرے میت

داد تو ان کی یاد ہے مجھ کو بھول گیا بے داد
لائل پور اک شہر ہے جس میں دل ہے مرا آباد

متاعِ غیر

آخر کار یہ ساعت بھی قریب آپہنچی
تو مری جان کسی اور کی ہوجائے گی
کل تلک میرا مقدر تھی تری زلف کی شام
کیا تغیر ہے کہ تو غیر کی کہلائے گی
میرے غم خانے میں تو اب نہ کبھی آئے گی

تیری سہمی ہوئی معصوم نگاہوں کی زباں
میری محبوب کوئی اجنبی کیا سمجھے گا
کچھ جو سمجھا بھی تو اس عینِ خوشی کے ہنگام
تیری خاموش نگاہی کو حیا سمجھے گا
تیرے بہتے ہوئے اشکوں کو ادا سمجھے گا

میری دم ساز زمانے سے چلی آتی ہیں
رہنِ غم وقفِ الم سادہ دلوں کی آنکھیں
یہ نیا ظلم نہیں پیار کے متوالوں پر
ہم نے دیکھیں یونہی نم سادہ دلوں کی آنکھیں
اور رولیں کوئی دم سادہ دلوں کی آنکھیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

رخصتی

تو کلی نزہتوں نکہتوں میں پلی
چھوڑ کر شہرِ گُل سوے صحرا چلی

وہ سلگتا دیا تو سحر کی کرن
سوچتا ہوں یہی کیسے بہلے گا من
دھڑکنوں کو سکوں کیسے بخشے گا دھن
لوگ تجھ کو کہیں گے نصیبوں جلی
تو کلی نزہتوں نکہتوں میں پلی
چھوڑ کر شہرِ گل سوئے صحرا چلی
تو جہاں سے گزرتی تھی شام و سحر
اب کہاں کہکشاں وہ حسیں رہ گزر
شامِ غم چھائی ہے دیکھتا ہوں جدھر
کتنی ویران ہے آج تیری گلی
تو کلی نزہتوں نکہتوں میں پلی
چھوڑ کر شہر گل سوئے صحرا چلی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

رخصتی کا گیت

جب تو جائے گی گھر اپنے
یاد آئیں گے سندر سپنے
دھڑکن لگ جائے گی جپنے
بیتی برساتوں کی مالا
جادوگر راتوں کی مالا

بیٹھے بیٹھے کھو جائے گی
خاموشی کے صحراؤں میں
اک ہلچل سی مچ جائے گی
سہمی سہمی آشاؤں میں

ناتھ آئیں گے پیار جتانے
روٹھی ہوئی رادھا کو منانے
دل کا درد کوئی کیا جانے

سونے کی دنیا میں رہ کر
پیلی پیلی ہوجائے گی
بھیگی بھیگی سی آنکھوں میں
پل چھن سرسوں لہرائے گی

پیڑوں کی وہ ٹھنڈی چھاؤں
سندر سکھیاں پنگھٹ گاؤں
چھن چھن پائل ننگے پاؤں

حسبِ فرمائش

میں تجھے پھول کہوں اور کہوں بھونروں سے
"آؤ اس پھول کا رس چوس کے ناچو جھومو"
میں تجھے شمع کہوں اور کہوں "پروانو!"
آؤ اس شمع کے ہونٹوں کو خوشی سے چومو"

میں تری آنکھ کو شیشہ دوں میخانے سے
اور خود زہر جدائی کا طلب گار رہوں
غیر سوئے تری زلفوں کی گھنی چھاؤں میں
اور میں چاندنی راتوں میں فقط شعر کہوں

مجھ سے یہ تیرے قصیدے نہ لکھے جائیں گے
مجھ سے تیرے لئے غزلیں نہ کہی جائیں گی
یاد میں تیری میں سُلگا نہ سکوں گا آنکھیں
سختیاں درد کی مجھ سے نہ سہی جائیں گی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

شہر میں ایسے مصوّر ہیں جو سِکوّں کے عوض
حسن میں لیلیٰ و عذرا سے بڑھا دیں گے تجھے
طول دے کر تری زلفوں کو شبِ غم کی طرح
فن کے اعجاز سے ناگن سی بنا دیں گے تجھے

تجھ کو شہرت کی ضرورت ہے محبت کی مجھے
اے حسینہ تری منزل مری منزل میں نہیں
ناچ گھر تیری نگاہوں میں ہیں رقصاں لیکن
اس تعیش کی تمنائیں مرے دل میں نہیں

دیکھ کے غیر کے پہلو میں تجھے رقص کناں
بھیگ جاتی ہے مری آنکھ سرشکِ غم سے
مجھ کو برسوں کی غلامی کا خیال آتا ہے
جس نے اندازِ وفا چھین لیا ہے ہم سے

مجھ کو بھونرا نہ سمجھ' مجھ کو پتنگا نہ سمجھ
مجھ کو انسان سمجھ میری صداقت سے نہ کھیل
تیری تفریح کا ساماں نہ بنوں گا ہرگز
میری دنیا ہے یہی میری محبت سے نہ کھیل

کافی ہاؤس

دن بھر کافی ہاؤس میں بیٹھے کچھ دُبلے پتلے نقاد
بحث یہی کرتے رہتے ہیں ست ادب کی ہے رفتار
صرف ادب کے غم میں غلطاں چلنے پھرنے سے لاچار
چہروں سے ظاہر ہوتا ہے جیسے برسوں کے بیمار

اردو ادب میں ڈھائی ہیں شاعر میرؔ و غالبؔ آدھا جوشؔ
یا اک آدھ کسی کا مصرع یا اقبالؔ کے چند اشعار
یا پھر نظم ہے اک چوہے پر حامد مدنیؔ کا شہکار
کوئی نہیں ہے اچھا شاعر کوئی نہیں افسانہ نگار

منٹو کرشنؔ ندیمؔ اور بیدیؔ ان میں جان تو ہے لیکن
عیب یہ ہے ان کے ہاتھوں میں کند زباں کی ہے تلوار
عالیؔ افسرؔ انشاؔ بابو' ناصرؔ میرؔ کے برخوردار
فیضؔ نے جواب تک لکھا ہے' کیا لکھا ہے سب بیکار

ان کو ادب کی صحت کا غم مجھ کو ان کی صحت کا
یہ بے چارے دکھ کے مارے جینے سے ہیں کیوں بیزار
حسن سے وحشت عشق سے نفرت اپنی ہی صورت سے پیار
خندۂ گل پر ایک تبسم گریۂ شبنم سے انکار

نئی پود

ریستوراں میں بیٹھو اور کانٹے سے کھانا کھاؤ
الجھے الجھے شعر کہو ذہنوں کو خوب الجھاؤ
میر کے مصرعے آگے رکھ کر غزلیں کہتے جاؤ
خود کو پورا میرؔ کو آدھا ہی شاعر بتلاؤ
اور پھر نئی پود کہلاؤ

ٹیبل پر جو بات کرو بس لکھتے جاؤ یارو
اور پھر اس کو ماہِ نو کے ماتھے پر دے مارو
سب تم کو فن کار کہیں تم روپ کچھ ایسا دھارو
مکتب کے لڑکوں کو اپنی نظمیں یاد کراؤ
اور پھر نئی پود کہلاؤ

ارباب ذوق

گھر سے نکلے کار میں بیٹھے، کار سے نکلے دفتر پہنچے
دن بھر دفتر کو ٹرخایا
شام کو جب اندھیارا چھایا
محفل میں ساغر چھلکایا
پھول پھول بھونرا لہرایا رات کے ایک بجے گھر پہنچے
گھر سے نکلے کار میں بیٹھے کار سے نکلے دفتر پہنچے

غالب سے ہے ان کو رغبت
میر سے بھی کرتے ہیں اُلفت
اور تخلص بھی ہے عظمت
گھر اقبال کے کھانے دعوت چھوٹی عمر میں اکثر پہنچے
گھر سے نکلے کار میں بیٹھے کار سے نکلے دفتر پہنچے

حلقے میں اتوار منایا
ان کا ہے انداز پرانا
نئی ادائیں نیا زمانہ
منٹو کا سننے افسانا اکثر پہنے نیکر پہنچے
گھر سے نکلے کار میں بیٹھے کار سے نکلے دفتر پہنچے

ناک پہ چشمہ سا اٹکائے
گردن میں ٹائی لٹکائے
انگلش لٹریچر کو کھائے
اردو لٹریچر پہ ہائے کالج دینے لیکچر پہنچے
گھر سے نکلے کار میں بیٹھے، کار سے نکلے دفتر پہنچے

روئے بھگت کبیر

پوچھ نہ کیا لاہور میں دیکھا ہم نے میاں نظیر
پہنیں سوٹ انگریزی بولیں اور کہلائیں میر
چودھریوں کی مٹھی میں ہے شاعر کی تقدیر
روئے بھگت کبیر

اک دوجے کو جاہل سمجھیں نٹ کھٹ بدھی وان
میٹرو میں جو چائے پلائے بس وہ باپ سمان
سب سے اچھا شاعر وہ ہے جس کا یار مدیر
روئے بھگت کبیر

سڑکوں پہ بھوکے پھرتے ہیں شاعر موسیقار
ایکٹرسوں کے باپ لئے پھرتے ہیں موٹر کار
فلم نگر تک آپہنچے ہیں سیّد پیر فقیر
روئے بھگت کبیر

لال دین کی کوٹھی دیکھی رنگ بھی جس کا لال
شہر میں رہ کر خوب اڑائے دہقانوں کا مال
اور کہے اجداد نے بخشی مجھ کو یہ جاگیر
روئے بھگت کبیر

iqbalmt@oneurdu.com

جس کو دیکھو لیڈر ہے اور جس سے ملو وکیل
کسی طرح بھرتا ہی نہیں ہے پیٹ ہے' ان کا جھیل
مجبوراً سننا پڑتی ہے ان سب کی تقریر
روئے بھگت کبیر

محفل سے جو اٹھ کر جائے کہلائے وہ بور
اپنی مسجد کی تعریفیں باقی جوتے چور
اپنا جھنگ بھلا ہے پیارے جہاں ہماری ہیر
روئے بھگت کبیر

بھئے کبیر اُداس

اک پٹڑی پر سردی میں اپنی تقدیر کو روئے
دوجا زلفوں کی چھاؤں میں سکھ کی سیج پہ سوئے
راج سنگھاسن پر اک بیٹھا اور اک اس کا داس
بھئے کبیر اداس

اونچے اونچے ایوانوں میں مورکھ حکم چلائیں
قدم قدم پر اس نگری میں پنڈت دھکے کھائیں
دھرتی پر بھگوان بنے ہیں دھن ہے جن کے پاس
بھئے کبیر اداس

گیت لکھائیں پیسے نا دیں فلم نگر کے لوگ
ان کے گھر باجے شہنائی لیکھک کے گھر سوگ
گائک سُر میں کیونکر گائے کیوں نا کاٹے گھاس
بھئے کبیر اداس

کل تک تھا جو حال ہمارا حال وہی ہے آج
جالبؔ اپنے دیس میں سُکھ کا کال وہی ہے آج
پھر بھی موچی گیٹ پہ لیڈر روز کریں بکواس
بھئے کبیر اُداس

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

یہ وزیرانِ کرام

کوئی ممنون فرنگی، کوئی ڈالر کا غلام
دھڑکنیں محکوم ان کی لب پہ آزادی کا نام
ان کو کیا معلوم کس حالت میں رہتے ہیں عوام
یہ وزیران کرام

ان کو فرصت ہے بہت اونچے امیروں کے لئے
ان کے ٹیلیفون قائم ہیں سفیروں کے لئے
وقت ان کے پاس کب ہے ہم فقیروں کے لئے
چھو نہیں سکتے انہیں ہم، ان کا اونچا ہے مقام
یہ وزیران کرام

صبح چائے ہے یہاں تو شام کھانا ہے وہاں
کیوں نہ ہوں مغرور چلتی ہے میاں ان کی دکاں
جب یہ چاہیں ریڈیو پر جھاڑ سکتے ہیں بیاں
ہم ہیں پیدل، کار پر یہ کس طرح ہوں ہم کلام
یہ وزیران کرام

قوم کی خاطر اسمبلی میں یہ مرجاتے بھی ہیں
قوت بازو سے اپنی بات منواتے بھی ہیں
گالیاں دیتے بھی ہیں اور گالیاں کھاتے بھی ہیں
یہ وطن کی آبرو ہیں، کیجئے ان کو سلام
یہ وزیران کرام

ان کی محبوبہ وزارت داشتائیں کرسیاں
جان جاتی ہے تو جائے پر نہ جائیں کرسیاں
دیکھیے یہ کب تلک یوں ہی چلائیں کرسیاں
عارضی ان کی حکومت عارضی ان کا قیام
یہ وزیران کرام

مشاعرہ

ابھی جو پاس سے گزری ہے خاک اڑاتی ہوئی
یہی وہ کار تھی جس میں وہ لوگ آئے تھے
حضور آپ ہی جالبؔ ہیں' آپ کی خاطر
تمام شہر میں دیوانہ وار گھومے ہیں
کسی طرح سے کہیں آپ کا سُراغ ملے
حضور ہم نے بگولوں کے پاؤں چومے ہیں
ابھی جو پاس سے گزری ہے خاک اڑاتی ہوئی
مشاعرے میں اسی کار سے گیا تھا میں

ہم دیکھتے ہیں

21 جون 1958ء کو لاہور میں نابیناؤں کی امدادی انجمن کے مشاعرے میں پڑھی گئی

وہی عالم ہے جو تم دیکھتے ہو
نہیں کچھ مختلف عالم ہمارا
جلائے ہم نے پلکوں پر دیئے بھی
نہ چمکا پھر بھی قسمت کا ستارا
وہی ہے وقت کا بے نور دھارا

وہی سر پر مسلّط ہے شبِ غم
اندھیرے ہر طرف چھائے ہوئے ہیں
نہیں ملتی خوشی کی اک کرن بھی
مہ و خورشید گہنائے ہوئے ہیں
یہ کس بستی میں ہم آئے ہوئے ہیں

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

شکایت ہے تمہیں آنکھوں سے اپنی
یہاں آنکھیں کہاں روشن رفیقو
کلی کی آنکھ نم، روتی ہے شبنم
سلگتے ہیں گلوں کے تن رفیقو
نظر آتے ہیں گلشن بَن رفیقو

جنہیں ہم شعر میں کہتے ہیں جادو
اُن آنکھوں کو یہاں نم دیکھتے ہیں
لبوں پہ آہ اور زلفیں پریشاں
غزل کو وقفِ ماتم دیکھتے ہیں
ستم کیا کم ہے یہ ہم دیکھتے ہیں

احمد ریاض کی یاد میں

پہلے ہی اپنا کون تھا اے دوست
اب جو تو ہوگیا جُدا اے دوست

ساتھ کس نے دیا کسی کا یہاں
ساری دنیا ہے بے وفا اے دوست

تو جلا شمع کی طرح سرِ بزم
نور تھا تیرا ہم نوا اے دوست

کتنی خوش بخت ہے زمیں وہ بھی
اب جو دے گی ترا پتا اے دوست

یہ زمانہ ہے شعر کا دشمن
اس زمانے کا کیا گِلا اے دوست

صبح آئے گی لے کے وہ خورشید
جس پہ تو ہوگیا فدا اے دوست

شہرِ ظلمات کو ثبات نہیں

اے نظامِ کہن کے فرزندو
اے شبِ تار کے جگر بندو

یہ شبِ تار جاوداں تو نہیں
یہ شبِ تار جانے والی ہے
تابکے تیرگی کے افسانے
صبحِ نو مسکرانے والی ہے

اے شبِ تار کے جگر گوشو
اے سحر دشمنو ستم کوشو

صبح کا آفتاب چمکے گا
ٹوٹ جائے گا جہل کا جادو
پھیل جائے گی ان دیاروں میں
علم و دانش کی روشنی ہر سُو

اے شبِ تار کے نگہبانو
شمعِ عہدِ زیاں کے پروانو
شہرِ ظلمات کے ثنا خوانو
شہرِ ظلمات کو ثبات نہیں
اور کچھ دیر صبح پر ہنس لو
اور کچھ دیر — کوئی بات نہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

مستقبل

تیرے لئے میں کیا کیا صدمے سہتا ہوں
سنگینوں کے راج میں بھی سچ کہتا ہوں
میری راہ میں مصلحتوں کے پھول بھی ہیں
تیری خاطر کانٹے چنتا رہتا ہوں
تو آئے گا، اسی آس پر جھوم رہا ہے دل
دیکھ اے مستقبل

اک اک کر کے سارے ساتھی چھوڑ گئے
مجھ سے میرے رہبر بھی منہ موڑ گئے
سوچتا ہوں بے کار گلہ ہے غیروں کا
اپنے ہی جب پیار کا ناتا توڑ گئے
تیرے بھی دشمن ہیں میرے خوابوں کے قاتل
دیکھ اے مستقبل

جہل کے آگے سر نہ جھکایا میں نے کبھی
سفلوں کو اپنا نہ بنایا میں نے کبھی
دولت اور عہدوں کے بل پر جو اینٹھیں
ان لوگوں کو منہ نہ لگایا میں نے کبھی
میں نے چور کہا چوروں کو کھل کے سرِ محفل
دیکھ اے مستقبل

Scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

زلف کی بات کیے جاتے ہیں
دن کو یوں رات کیے جاتے ہیں
چند آنسو ہیں، انھیں بھی جالبؔ
نذرِ حالات کیے جاتے ہیں

نام کیا لوں

ایک عورت جو میرے لئے مُدتوں
شمع کی طرح آنسو بہاتی رہی
میری خاطر زمانے سے منہ موڑ کر
میرے ہی پیار کے گیت گاتی رہی
میرے غم کو مقدر بنائے ہوئے
مسکراتی رہی
اس کے غم کی کبھی میں نے پروا نہ کی
اس نے ہر حال میں نام میرا لیا
چھین کر اس کے ہونٹوں کی میں نے ہنسی
تیری دہلیز پر اپنا سر رکھ دیا
تو نے میری طرح میرا دل توڑ کر
مجھ پہ احساں کیا

یُوری گیگرین

موت کے بیاباں سے زندگی گزر آئی
ظلمتوں کے صحرا میں روشنی نظر آئی

آدمی کی راہوں میں گرد ہیں مہ و انجم
ماورائے امکاں سے ہم کو یہ خبر آئی

صبح و شام لرزاں تھے سامنے نگاہوں کے
اہلِ دل کی منزل میں وہ بھی رہ گزر آئی

جب سے دکھ زمانے کے صفر بنائے ہیں
چھب مرے خیالوں کی اور بھی نکھر آئی

○

مری نگاہ سے وہ دیکھتے رہے ہیں مجھے
رہا ہوں میں بھی کبھی اس نگاہ کا معیار
یہاں نہ تلخ نوائی سے کام لو جالبؔ
رہینِ درد نہیں ہیں بستیاں یہ دیار

○

اشک آنکھوں میں اب ہیں آئے سے
بات چھپتی نہیں چھپائے سے
اپنی باتیں کہیں تو کس سے کہیں
سب یہاں لوگ ہیں پرائے سے

○

نت نئے شہر نت نئی دُنیا
ہم کو آوارگی سے پیار رہا
ان کے آنے کے بعد بھی جالبؔ
دیر تک ان کا انتظار رہا

○

کوچۂ صبح میں جا پہنچے ہم
صورتِ موجِ صبا پہنچے ہم
نزہتِ گل کا پیام آیا تھا
لاکھ تھے آبلہ پا، پہنچے ہم

○

تیری بستی میں جدھر سے گزرے
ہائے کیا لوگ نظر سے گزرے
کتنی یادوں نے ہمیں تھام لیا
ہم جو اُس راہ گزر سے گزرے

○

سو گئے انجمِ شب یاد نہ آ
اے مری جانِ طرب یاد نہ آ
مری پتھرائی ہوئی آنکھوں میں
کوئی آنسو نہیں اب یاد نہ آ

○

ڈوب جائے گا آج بھی خورشید
آج بھی تم نظر نہ آؤ گے
بیت جائے گی اس طرح ہر شام
زندگی بھر ہمیں رُلاؤ گے

○

غم کے سانچے میں ڈھل سکو تو چلو
تم مرے ساتھ چل سکو تو چلو
دور تک تیرگی میں چلنا ہے
صورتِ شمع جل سکو تو چلو

○

دوستو مشورے نہ دو ہم کو
مشوروں سے دماغ جلتا ہے
یہ کسی نے غلط کہا تم سے
ان کھلونوں سے جی بہلتا ہے

○

جہاں آساں تھا دن کو رات کرنا
وہ گلیاں ہوگئی ہیں ایک سپنا
اب ان کی یاد ہے پلکوں پہ روشن
اب ان کو کہہ نہیں سکتے ہم اپنا

○

سبزہ زاروں میں گزر تھا اپنا
مست و شاداب نگر تھا اپنا
جب اٹھاتا ہے کوئی محفل سے
یاد آتا ہے کہ گھر تھا اپنا

○

تجھے پایا کہ تجھ کو کھو دیا ہے
یہ اکثر سوچ کر دل رو دیا ہے
ہمارا داغِ دل جائے نہ جائے
ترا دامن تو ہم نے دھو دیا ہے

○

دیارِ سبزہ و گُل سے نکل کر
دل و جاں نذرِ صحرا ہو گئے ہیں
کہاں وہ چاند سی ہنستی جبینیں
گھنی تاریکیوں میں کھو گئے ہیں

○

مدتیں ہو گئیں خطا کرتے
شرم آتی ہے اب دعا کرتے
چاند تارے بھی ان کا اے جالب
تھرتھراتے ہیں سامنا کرتے

○

رنگ و بوئے گلاب کہہ لوں گا
موجِ جامِ شراب کہہ لوں گا
لوگ کہتے ہیں تیرا نام نہ لوں
میں تجھے ماہتاب کہہ لوں گا

دستور

دیپ جس کا محلّات ہی میں جلے
چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
وہ جو سائے میں ہر مصلحت کے پلے
ایسے دستور کو صبحِ بے نور کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

میں بھی خائف نہیں تختہ دار سے
میں بھی منصور ہوں کہہ دو اغیار سے
کیوں ڈراتے ہو زنداں کی دیوار سے
ظلم کی بات کو، جہل کی رات کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

پھول شاخوں پہ کھلنے لگے، تم کہو
جام رندوں کو ملنے لگے، تم کہو
چاک سینوں کے سلنے لگے، تم کہو
اِس کھُلے جھوٹ کو، ذہن کی لوٹ کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

تم نے لُوٹا ہے صدیوں ہمارا سکوں
اب نہ ہم پر چلے گا تمہارا افسوں
چارہ گر میں تمہیں کس طرح سے کہوں
تم نہیں چارہ گر، کوئی مانے، مگر
میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

جمہوریت

دس کروڑ انسانو!
زندگی سے بیگانو!
صرف چند لوگوں نے حق تمہارا چھینا ہے
خاک ایسے جینے پر یہ بھی کوئی جینا ہے
بے شعور بھی تم کو بے شعور کہتے ہیں
سوچتا ہوں یہ ناداں کس ہوا میں رہتے ہیں
اور یہ قصیدہ گو فکر ہے یہی جن کو
ہاتھ میں عَلم لے کر تم نہ اُٹھ سکو لوگو
کب تلک یہ خاموشی چلتے پھرتے زندانو
دس کروڑ انسانو!
یہ ملیں یہ جاگیریں کس کا خون پیتی ہیں
بیرکوں میں یہ فوجیں کس کے بل پہ جیتی ہیں
کس کی محنتوں کا پھل داشتائیں کھاتی ہیں
جھونپڑوں سے رونے کی کیوں صدائیں آتی ہیں
جب شباب پر آکر کھیت لہلہاتا ہے
کس کے نین روتے ہیں کون مُسکراتا ہے
کاش تم کبھی سمجھو کاش تم کبھی جانو
دس کروڑ انسانو!

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

علم و فن کے رستے میں   لاٹھیوں کی یہ باڑیں
کالجوں کے لڑکوں پر   گولیوں کی بوچھاڑیں
یہ کرائے کے غنڈے   یادگارِ شب دیکھو
کس قدر بھیانک ہے   ظلم کا یہ ڈھب دیکھو
رقصِ آتش و آہن   دیکھتے ہی جاؤ گے
دیکھتے ہی جاؤ گے   ہوش میں نہ آؤ گے
اے خموش طوفانو!
دس کروڑ انسانو!

سینکڑوں حسن ناصرؔ   ہیں شکار نفرت کے
صبح و شام لٹتے ہیں   قافلے محبت کے
جب سے کالے باغوں نے   آدمی کو گھیرا ہے
مشعلیں کرو روشن   دور تک اندھیرا ہے
میرے دیس کی دھرتی   پیار کو ترستی ہے
پتھروں کی بارش ہی   اس پہ کیوں برستی ہے
مُلک کو بچاؤ بھی   مُلک کے نگہبانو
دس کروڑ انسانو!

بولنے پہ پابندی   سوچنے پہ تعزیریں
پاؤں میں غلامی کی   آج بھی ہیں زنجیریں
آج حرفِ آخر ہے   بات چند لوگوں کی
دن ہے چند لوگوں کا   رات چند لوگوں کی
اُٹھ کے درد مندوں کے   صبح و شام بدلو بھی
جس میں تم نہیں شامل   وہ نظام بدلو بھی
دوستوں کو پہچانو   دشمنوں کو پہچانو
دس کروڑ انسانو!

Scanned by iqbalmt@

اپنی جنگ رہے گی

جب تک چند لٹیرے اِس دھرتی کو گھیرے ہیں
اپنی جنگ رہے گی
اہلِ ہوس نے جب تک اپنے دام بکھیرے ہیں
اپنی جنگ رہے گی
مغرب کے چہرے پر یارو اپنے خون کی لالی ہے
لیکن اب اس کے سورج کی ناؤ ڈوبنے والی ہے
مشرق کی تقدیر میں جب تک غم کے اندھیرے ہیں
اپنی جنگ رہے گی
ظلم کہیں بھی ہو ہم اس کا سر خم کرتے جائیں گے
محلوں میں اب اپنے لہو کے دیئے نہ جلنے پائیں گے
کٹیاؤں سے جب تک صبحوں نے منہ پھیرے ہیں
اپنی جنگ رہے گی
جان لیا اے اہلِ کرم تم ٹولی ہو عیاروں کی
دست نگر کیوں بنکے رہے یہ بستی ہے خودداروں کی
ڈوبے ہوئے دُکھ درد میں جب تک سانجھ سویرے ہیں
اپنی جنگ رہے گی

بھیک نہ مانگو

پاکستان کی غیرت کے رکھوالو
بھیک نہ مانگو
توڑ کے اس کشکول کو آدھی کھالو
بھیک نہ مانگو
اپنے بل پر چلنا کب سیکھو گے
طوفانوں میں پلنا کب سیکھو گے
یہ کہنہ تقدیر کا شکوہ کب تک
اس کو آپ بدلنا کب سیکھو گے
خود اپنی بگڑی تقدیر بنالو
بھیک نہ مانگو
یہ جو راہ میں کالے باغ کھڑے ہیں
کب یہ آزادی کی جنگ لڑے ہیں
جن کا آزادی میں خون ہے شامل
جب تک جیلوں میں وہ لوگ پڑے ہیں
وقت کٹھن ہے دیس کی آن بچالو
بھیک نہ مانگو

انگریزوں کے پٹھو کہلاؤ نا
امریکہ کے تلوے سہلاؤ نا
آج تلک ان کے دھوکے کھائے ہیں
اور مگر ان کے دھوکے کھاؤ نا
آزادی کے سر پہ خاک نہ ڈالو
بھیک نہ مانگو

بیس گھرانے

بیس گھرانے ہیں آباد
اور کروڑوں ہیں ناشاد
صدر ایوب "زندہ باد"
آج بھی ہم پر جاری ہے
کالی صدیوں کی بیداد
صدر ایوب زندہ باد
بیس رُوپیہ من آٹا
اس پر بھی ہے سناٹا
گوہر، سہگل، آدم جی
بنے ہیں برلا اور ٹاٹا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ملک کے دشمن کہلاتے ہیں
جب ہم کرتے ہیں فریاد
صدر ایوب زندہ باد

لائسنسوں کا موسم ہے
کنونشن کو کیا غم ہے
آج حکومت کے در پر
ہر شاہیں کا سر خم ہے
درسِ خودی دینے والوں کو
بھول گئی اقبال کی یاد
صدر ایوب زندہ باد

عام ہوئی غنڈہ گردی
چپ ہیں سپاہی باوردی
شمعِ نوائے اہلِ سخن
کالے باغ نے گُل کر دی
اہلِ قفس کی قید بڑھا کر
کم کر لی اپنی میعاد
صدر ایوب زندہ باد

یہ میثاقِ استنبول
کیا کھولوں میں اس کا پول
بجتا رہے گا محلوں میں
کب تک یہ بے ہنگم ڈھول
سارے عرب ناراض ہوئے ہیں
سیٹو اور سنٹو ہیں شاد
صدر ایوب زندہ باد

گلی گلی میں جنگ ہوئی
خلقت دیکھ کے دنگ ہوئی
اہلِ نظر کی ہر بستی
جہل کے ہاتھوں تنگ ہوئی
وہ دستور ہمیں بخشا ہے
نفرت ہے جس کی بنیاد
صدر ایوب زندہ باد

مشیر

میں نے اُس سے یہ کہا
یہ جو دس کروڑ ہیں
جہل کا نچوڑ ہیں
ان کی فکر سو گئی
ہر امید کی کرن
ظلمتوں میں کھو گئی
یہ خبر درست ہے
ان کی موت ہوگئی
بے شعور لوگ ہیں
زندگی کا روگ ہیں
اور تیرے پاس ہے
ان کے درد کی دوا
میں نے اُس سے یہ کہا
تو خدا کا نور ہے
عقل ہے شعور ہے
قوم تیرے ساتھ ہے
تیرے ہی وجود سے
ملک کی نجات ہے
تو ہے مہرِ صبحِ نو
تیرے بعد رات ہے
بولتے جو چند ہیں
سب یہ شرپسند ہیں
ان کی کھینچ لے زباں
ان کا گھونٹ دے گلا
میں نے اُس سے یہ کہا

جن کو تھا زباں پہ ناز
چُپ ہیں وہ زباں دراز
چَین ہے سماج میں
بے مثال فرق ہے
کل میں اور آج میں
اپنے خرچ پر ہیں قید
لوگ تیرے راج میں
آدمی ہے وہ بڑا
در پہ جو رہے پڑا
جو پناہ مانگ لے
اُس کی بخش دے خطا
میں نے اُس سے یہ کہا

ہر وزیر ہر سفیر
بے نظیر ہے مشیر
واہ کیا جواب ہے
تیرے ذہن کی قسم
خوب انتخاب ہے
جاگتی ہے افسری

قوم محوِ خواب ہے
یہ ترا وزیرِ خاں
دے رہا ہے جو بیاں
پڑھ کے ان کو ہر کوئی
کہہ رہا ہے مرحبا
میں نے اُس سے یہ کہا

چِین اپنا یار ہے
اس پہ جاں نثار ہے
پر وہاں ہے جو نظام
اس طرف نہ جائیو
اس کو دُور سے سلام
دس کروڑ یہ گدھے
جن کا نام ہے عوام
کیا بنیں گے حکمراں
تُو "یقیں" ہے یہ "گماں"
اپنی تو دُعا ہے یہ
صدر تو رہے سدا
میں نے اُس سے یہ کہا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

وطن کو کچھ نہیں خطرہ

وطن کو کچھ نہیں خطرہ نظامِ زر ہے خطرے میں
حقیقت میں جو رہزن ہے وہی رہبر ہے خطرے میں

جو بیٹھا ہے صفِ ماتم بچھائے مرگِ ظلمت پر
وہ نوحہ گر ہے خطرے میں، وہ دانشور ہے خطرے میں

اگر تشویش لاحق ہے تو سلطانوں کو لاحق ہے
نہ تیرا گھر ہے خطرے میں نہ میرا گھر ہے خطرے میں

جہاں اقبالؔ بھی نذرِ خطِ تنسیخ ہو جالبؔ
وہاں تجھ کو شکایت ہے ترا جوہر ہے خطرے میں

تم سے امیدِ خیر لا حاصل

بے ضمیری جسے گوارا ہو
بس وہی ہم سفر تمہارا ہو

ضبط کرتے ہو روز تم اخبار
یہ ہے آزادیٔ لبِ اظہار

مفلس و اہلِ دانش و زردار
آج ہیں تم سے سب کے سب بیزار

سچ نہ بولا نہ بول سکتے ہو
جانے کیا کیا جنوں میں بکتے ہو

تالیاں قہقہے کرو تقریر
کوئی کچھ بھی کہے کرو تقریر

ملک کٹتا رہے کرو تقریر
خون بہتا رہے کرو تقریر

سب ہیں خوشحال ہاتھ اٹھواؤ
یوں تماشا جہاں کو دکھلاؤ

دل تمہارے ہیں نفرتوں سے بھرے
کون اب تم پہ اعتبار کرے

جو بھی تم سے ملائے ہاتھ ڈرے
مرگئے اچھے لوگ تم نہ مرے

قاتلو اب خدا سے کچھ تو ڈرو
باقی ماندہ وطن پہ رحم کرو

قصہ خوانی کے شہیدوں کی نذر

گولیاں تم پہ چلانے والے اب تک زندہ ہیں
قصہ خوانی کے شہیدو، تم سے ہم شرمندہ ہیں

ہے خزاں کی دسترس میں صحنِ گلشن آج بھی
اور کانٹوں سے بھرا ہے اپنا دامن آج بھی
کل بھی تھے جو صاحبِ اقبال چشمِ غیر سے
اُن کی قِسمت کے ستارے آج بھی تابندہ ہیں
قصہ خوانی کے شہیدو تم سے ہم شرمندہ ہیں

سر نہیں تم نے جُھکایا، اپنا سر کٹوالیا
جان دے دی اور حیاتِ جاوداں کو پالیا
ہم غلاموں کی بھی کوئی زندگی ہے دہر میں
نقش جو چھوڑے ہیں تم نے بس وہی پائندہ ہیں
قصہ خوانی کے شہیدو تم سے ہم شرمندہ ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کراچی میں جب صاحبِ جاہ نے
جھونپڑے جلائے

نشیمنوں کو جلا کر کیا چراغاں خوب
سنوارتے ہیں یونہی چہرۂ گلستاں خوب

کھلا کے شاخِ دل و جاں پہ پھول زخموں کے
مسرتوں کو کیا آپ نے نمایاں خوب

لہو اُچھال کے اہلِ وفا کا راہوں میں
قدم قدم پہ کیا پاسِ دلفگاراں خوب

مچی ہے چاروں طرف آپ کے کرم کی دھوم
نبھائے آپ نے الفت کے عہد و پیماں خوب

ہر ایک بجھتا ہوا دیپ کہہ رہا ہے یہی
تمام رات رہا جشنِ نو بہاراں خوب

فرضی مقدمات میں جھوٹی شہادتیں
ہم پھر بھی لکھ رہے ہیں جنوں کی حکایتیں
مجرم کی اب نشان دہی کون کر سکے
اب تک ہیں بند اہلِ قلم کی عدالتیں
زنجیرِ پا جو توڑ رہے ہیں قفس نصیب
ہیں اہلِ آشیاں کی نظر میں بغاوتیں
پہنچے ہیں اہلِ جور ملیس لئے ہوئے
آئی ہیں جب بھی سامنے کھل کر صداقتیں
جو لوگ جھونپڑوں میں پڑے تھے پڑے رہے
کچھ اہلِ زر نے اور بنالیں عمارتیں
آیا ہی چاہتا ہے اب اہلِ خرد کا دور
مسند نشیں رہیں گی کہاں تک جہالتیں
جالبؔ بزرگ کیوں ہیں خفا بات بات پر
کرتا رہا ہے یوں ہی لڑکپن شرارتیں

وطن سے الفت ہے جُرم اپنا یہ جرم تا زندگی کریں گے
ہے کس کی گردن پہ خونِ ناحق یہ فیصلہ لوگ ہی کریں گے

وطن پرستوں کو کہہ رہے ہو وطن کا دشمن ڈرو خدا سے
جو آج ہم سے خطا ہوئی ہے یہی خطا کل سبھی کریں گے

وظیفہ خواروں سے کیا شکایت ہزار دیں شاہ کو دعائیں
مدار جن کا ہے نوکری پر وہ لوگ تو نوکری کریں گے

لئے جو پھرتے ہیں تمغۂ فن، رہے ہیں جو ہم خیالِ رہزن
ہماری آزادیوں کے دشمن ہماری کیا رہبری کریں گے

نہ خوفِ زنداں نہ دار کا غم یہ بات دُہرا رہے ہیں پھر ہم
کہ آخری فیصلہ وہ ہوگا جو دس کروڑ آدمی کریں گے

ستم گروں کے ستم کے آگے نہ سر جُھکا ہے نہ جُھک سکے گا
شعارِ صادق پہ ہم ہیں نازاں جو کہہ رہے ہیں وہی کریں گے

یہ لوگ کچھ کم نگاہ جن کو سمجھ رہے ہیں کہ نا سمجھ ہیں
یہی زمانے میں عام جالبؔ شعور کی روشنی کریں گے

نہ گفتگو سے نہ وہ شاعری سے جائے گا
عصا اٹھاؤ کہ فرعون اسی سے جائے گا

اگر ہے فکرِ گریباں تو گھر میں جا بیٹھو
یہ وہ عذاب ہے، دیوانگی سے جائے گا

بجھے چراغ، لُٹیں عصمتیں، چمن اجڑا
یہ رنج جس نے دیئے، کب خوشی سے جائے گا

جیو ہماری طرح سے مرو ہماری طرح
نظامِ زر تو اسی سادگی سے جائے گا

جگا نہ شہ کے مصاحب کو خواب سے جالبؔ
اگر وہ جاگ اٹھا، نوکری سے جائے گا

کہاں قاتل بدلتے ہیں، فقط چہرے بدلتے ہیں
عجب اپنا سفر ہے، فاصلے بھی ساتھ چلتے ہیں

بہت کم ظرف تھا جو محفلوں کو کر گیا ویراں
نہ پوچھو حالِ یاراں شام کو جب سائے ڈھلتے ہیں

وہ جس کی روشنی کچّے گھروں تک بھی پہنچتی ہے
نہ وہ سُورج نکلتا ہے نہ اپنے دن بدلتے ہیں

کہاں تک دوستوں کی بیدلی کا ہم کریں ماتم
چلو اس بار بھی ہم ہی سرِ مقتل نکلتے ہیں

ہمیشہ اَوج پر دیکھا مقدر اُن ادیبوں کا
جو ابن الوقت ہوتے ہیں ہوا کے ساتھ چلتے ہیں

بہر صورت مسائل کو تو حل کرنا ہی پڑتا ہے
مسائل ایسے سائل ہیں کہاں ٹالے سے ٹلتے ہیں

ہم اہلِ درد نے یہ راز آخر پالیا جالبؔ
کہ دیپ اونچے مکانوں میں ہمارے خُوں سے جلتے ہیں

تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا
اس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا

کوئی ٹھہرا ہو جو لوگوں کے مقابل تو بتاؤ
وہ کہاں ہیں کہ جنہیں ناز بہت اپنے تئیں تھا

آج سوئے ہیں تہِ خاک نہ جانے یہاں کتنے
کوئی شعلہ، کوئی شبنم، کوئی مہتاب جبیں تھا

اب وہ پھرتے ہیں اسی شہر میں تنہا لئے دل کو
اک زمانے میں مزاج ان کا سرِ عرشِ بریں تھا

چھوڑنا گھر کا ہمیں یاد ہے جالبؔ نہیں بھولے
تھا وطن ذہن میں اپنے کوئی زنداں تو نہیں تھا

اپنی بات کرو

چھوڑو قصہ زرداروں کا اپنی بات کرو
نام نہ لو ان بدکاروں کا اپنی بات کرو
کل جو ہم پر چلی تھی گولی آج بھی وہی چلی
نوابوں کے وعدوں سے کب غم کی شام ڈھلی
کوئی نہیں ہم دکھیاروں کا اپنی بات کرو
چھوڑو قصہ زرداروں کا اپنی بات کرو
حال ہمارا کیا جانے گا کوئی دھن والا
آپ ہی آئیں گے تو ہوگا جیون اجالا
گیا زمانہ سرداروں کا اپنی بات کرو
چھوڑو قصہ زرداروں کا اپنی بات کرو
رنگ برنگی کاروں والے آخر اپنے کون
یہ تو صورت ہی سے مجھ کو لگتے ہیں فرعون
ساتھ نہ دو ان خونخواروں کا اپنی بات کرو
چھوڑو قصہ زرداروں کا اپنی بات کرو

اس رعونت سے وہ جیتے ہیں کہ مرنا ہی نہیں
تخت پر بیٹھے ہیں یوں جیسے اترنا ہی نہیں

یوں مہ و انجم کی وادی میں اُڑے پھرتے ہیں وہ
خاک کے ذروں پہ جیسے پاؤں دھرنا ہی نہیں

ان کا دعویٰ ہے کہ سورج بھی انہی کا ہے غلام
شب جو ہم پر آئی ہے اس کو گزرنا ہی نہیں

کیا علاج اس کا اگر ہو مدّعا ان کا یہی
اہتمامِ رنگ و بو گلشن میں کرنا ہی نہیں

ظلم سے ہیں برسرِ پیکار آزادی پسند
اُن پہاڑوں میں جہاں پر کوئی جھرنا ہی نہیں

دل بھی اُن کے ہیں سیہ خوراک زنداں کی طرح
ان سے اپنا غم بیاں اب ہم کو کرنا ہی نہیں

انتہا کرلیں ستم کی لوگ ابھی ہیں خواب میں
جاگ اُٹھے جب لوگ تو اُن کو ٹھہرنا ہی نہیں

آگ ہے پھیلی ہوئی کالی گھٹاؤں کی جگہ
بد دعائیں ہیں لبوں پر اب دعاؤں کی جگہ

انتخابِ اہلِ گلشن پر بہت روتا ہے دل
دیکھ کر زاغ و زغن کو خوش نواؤں کی جگہ

کچھ بھی ہوتا پر نہ ہوتے پارہ پارہ جسم و جاں
راہزن ہوتے اگر ان رہنماؤں کی جگہ

لُٹ گئی اس دور میں اہلِ قلم کی آبرو
بک رہے ہیں اب صحافی بیسواؤں کی جگہ

کچھ تو آتا ہم کو بھی جاں سے گزرنے کا مزہ
غیر ہوتے کاش جالبؔ آشناؤں کی جگہ

میں غزل کہوں تو کیسے کہ جدا ہیں میری راہیں
مرے ارد گرد آنسو، مرے آس پاس آہیں

نہ وہ عارضوں کی صبحیں نہ وہ گیسوؤں کی شامیں
کہیں دور رہ گئی ہیں مرے شوق کی پناہیں

نہ فریب دے سکے گی ہمیں اب کسی کی چاہت
کہ رُلا چکی ہیں ہم کو تری کم سخن نگاہیں

کہیں گیس کا دھواں ہے کہیں گولیوں کی بارش
شبِ عہدِ کم نگاہی تجھے کس طرح سراہیں

کوئی دم کی رات ہے یہ کوئی پل کی بات ہے یہ
نہ رہے گا کوئی قاتل نہ رہیں گی قتل گاہیں

میں زمیں کا آدمی ہوں مجھے کام ہے زمیں سے
یہ فلک پہ رہنے والے مجھے چاہیں یا نہ چاہیں

نہ مذاق اُڑا سکیں گے مری مفلسی کا جالبؔ
یہ بلند بام ایواں یہ عظیم بارگاہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

آج کل

قانون اہلِ جور نے ایسے بنا دیئے
لرزاں عدالتوں کے ترازو ہیں آج کل
مسند نشیں ہوئی ہے تب و تابِ شیطنت
انسانیت کی آنکھ میں آنسو ہیں آج کل

وطن فروش

اصول بیچ کے مسند خریدنے والو
نگاہ اہلِ وفا میں بہت حقیر ہو تم
وطن کا پاس تمہیں تھا نہ ہو سکے گا کبھی
کہ اپنی حرص کے بندے ہو بے ضمیر ہو تم

رحم آتا ہے

ہر ایک شاخ پہ برق تپاں ہے رقص کناں
فضائے صحنِ چمن تجھ پہ رحم آتا ہے
قدم قدم پہ یہاں پر ضمیر بکتے ہیں
مرے عظیم وطن تجھ پہ رحم آتا ہے

فصلِ قرار آئے گی

ڈھلے گی شام، سحر نغمہ بار آئے گی
ہم آئیں گے تو چمن میں بہار آئے گی
امید، عہد ستم کے گماشتوں سے نہ رکھ
ہمارے ساتھ ہی فصلِ بہار آئے گی

غم یہاں پر وہاں پہ شادی ہے
مسئلہ سارا اقتصادی ہے

پاکستان کا مطلب کیا؟

روٹی، کپڑا اور دوا
گھر رہنے کو چھوٹا سا
مفت مجھے تعلیم دلا
میں بھی مسلماں ہوں واللہ
پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ ...

امریکہ سے مانگ نہ بھیک
مت کر لوگوں کی تضحیک
روک نہ جمہوری تحریک
چھوڑ نہ آزادی کی راہ
پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ ...

کھیت وڈیروں سے لے لو
ملیں لٹیروں سے لے لو
مُلک اندھیروں سے لے لو
رہے نہ کوئی عالی جاہ
پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ ....

سرحد، سندھ، بلوچستان
تینوں ہیں پنجاب کی جان
اور بنگال ہے سب کی آن
آئے نہ ان کے لب پر آہ
پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ ....

بات یہی ہے بنیادی
لوگوں کو ہو آزادی
غاصب کی ہو بربادی
حق کہتے ہیں حق آگاہ
پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ ....

خطرے میں اسلام نہیں

خطرہ ہے زرداروں کو
گرتی ہوئی دیواروں کو
صدیوں کے بیماروں کو
خطرہ میں اسلام نہیں
ساری زمیں کو گھیرے ہوئے ہیں آخر چند گھرانے کیوں
نام نبی کا لینے والے الفت سے بیگانے کیوں

خطرہ ہے خوں خواروں کو
رنگ برنگی کاروں کو
امریکہ کے پیاروں کو
خطرے میں اسلام نہیں
آج ہمارے نعروں سے لرزہ ہے بپا ایوانوں میں
بِک نہ سکیں گے حسرت و ارماں اونچی سجی دکانوں میں

خطرہ ہے بٹ ماروں کو
مغرب کے بازاروں کو
چوروں کو مکّاروں کو
خطرے میں اسلام نہیں
امن کا پرچم لے کر اٹھو ہر انساں سے پیار کرو
اپنا تو منشور ہے جالبؔ سارے جہاں سے پیار کرو

خطرہ ہے درباروں کو
شاہوں کے غمخواروں کو
نوابوں، غداروں کو
خطرے میں اسلام نہیں

علمائے سُو کے نام

امیروں کی حمایت میں دیا تم نے سدا فتویٰ
نہیں ہے دیں فروشو! ہم پہ یہ کوئی نیا فتویٰ

سفینہ اہلِ زر کا ڈوبنے والا ہے شب زادو
کوئی فتویٰ بچا سکتا نہیں جاگیرداروں کو
بہت خوں پی چکے ہو اپنا بھی انجام اب دیکھو

تمہاری حیثیت کیا' کون ہو تُم اور کیا فتویٰ
امیروں کی حمایت میں دیا تم نے سدا فتویٰ

رضائے ایزدی تم نے کہا دینِ الٰہی کو
نہیں مٹنے دیا تم نے نظامِ کجکلاہی کو
دیا تم نے سہارا ہر قدم پر زار شاہی کو

مگر انسانیت کے سامنے کس کا چلا فتویٰ
امیروں کی حمایت میں دیا تم نے سدا فتویٰ

کہا تم نے کہ جائز ہے فرنگی کی وفاداری
بنایا تم نے ہر اک عہد میں مذہب کو سرکاری
لئے پرمٹ دیئے فتوے رکھی ایوبؔ سے یاری

دکاں کھولو نئی' جاؤ پرانا ہوچکا فتویٰ
امیروں کی حمایت میں دیا تم نے سدا فتویٰ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

مولانا

بہت میں نے سنی ہے آپ کی تقریر مولانا
مگر بدلی نہیں اب تک مری تقدیر مولانا

خدارا شکر کی تلقین اپنے پاس ہی رکھیں
یہ لگتی ہے مرے سینے پہ بن کر تیر مولانا

نہیں میں بول سکتا جھوٹ اس درجہ ڈھٹائی سے
یہی ہے جرم میرا اور یہی تقصیر مولانا

حقیقت کیا ہے یہ تو آپ جانیں یا خدا جانے
سُنا ہے جمیؔ کارٹر آپ کا ہے پیر مولانا

زمینیں ہوں وڈیروں کی مشینیں ہوں لٹیروں کی
خدا نے لکھ کے دی ہے یہ تمھیں تحریر مولانا

کروڑوں کیوں نہیں مل کر فلسطیں کے لئے لڑتے
دعا ہی سے فقط کٹتی نہیں زنجیر مولانا

○

میں تو سورج ہوں، ستارے مرے آگے کیا ہیں
شب ہے کیا شب کے سہارے مرے آگے کیا ہیں
جو ہمیشہ رہے شاہوں کے ثنا خواں جالبؔ
وہ سخن ساز بچارے مرے آگے کیا ہیں

○

اشکوں کے جگنوؤں سے اندھیرا نہ جائے گا
شب کا حصار توڑ کوئی آفتاب لا
ہر عہد میں رہا ہوں میں لوگوں کے درمیاں
میری مثال دے کوئی میرا جواب لا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

شہر بدر طلباء کے نام

فضاء میں اپنا لہو جس نے بھی اچھال دیا
ستم گروں نے اسے شہر سے نکال دیا
یہی تو ہم سے رفیقانِ شب کو شکوہ ہے
کہ ہم نے صبح کے رستے پہ خود کو ڈال دیا

کتنے خاموش تھے چپ چاپ تھے، رستے گلیاں
یہ زمیں بول اُٹھی میرے سخن سے یارو
ملک میں عام کریں اپنے قلم کی دولت
یہ گزارش ہے مری اہلِ سخن سے یارو

جواں آگ

گولیوں سے یہ جواں آگ نہ بجھ پائے گی
گیس پھینکو گے تو کچھ اور بھی لہرائے گی

یہ جواں آگ جو ہر شہر میں جاگ اٹھی ہے
تیرگی دیکھ کے اس آگ کو بھاگ اٹھی ہے

کب تلک اس سے بچاؤ گے تم اپنے داماں
یہ جواں آگ جلا دے گی تمہارے ایواں

یہ جواں خون بہایا ہے جو تم نے اکثر
یہ جواں خون نکل آیا ہے بن کے لشکر

یہ جواں خون سیہ رات نہ رہنے دے گا
دکھ میں ڈوبے ہوئے حالات نہ رہنے دے گا

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

یہ جواں خون ہے محلوں پہ لپکتا طوفاں
اس کی یلغار سے ہر اہلِ ستم ہے لرزاں

یہ جواں فکر تمہیں خون نہ پینے دے گی
غاصبو! اب نہ تمہیں چین سے جینے دے گی

قاتلو! راہ سے ہٹ جاؤ کہ ہم آتے ہیں
اپنے ہاتھوں میں لئے سرخ علم آتے ہیں

توڑ دے گی یہ جواں فکر حصارِ زنداں
جاگ اُٹھے ہیں میرے دیس کے بیکس انساں

طلبہ کے نام

افسوس تمہیں کار کے شیشے کا ہوا ہے
پروا نہیں اک ماں کا جو دل ٹوٹ گیا ہے
ہوتا ہے اثر تم پہ کہاں نالۂ غم کا
برہم جو ہوئی بزمِ طرب اس کا گلا ہے
فرعون بھی نمرود بھی گزرے ہیں جہاں میں
رہتا ہے یہاں کون یہاں کون رہا ہے
تم ظلم کہاں تک تہِ افلاک کرو گے
یہ بات نہ بھولو کہ ہمارا بھی خدا ہے
آزادیٔ انساں کے وہیں پھول کھلیں گے
جس جا پہ ظہیر آج ترا خون گرا ہے
تاچند رہے گی یہ شبِ غم کی سیاہی
رستہ کوئی سورج کا کہیں روک سکا ہے
تو آج کا شاعر ہے تو کر میری طرح بات
جیسے مرے ہونٹوں پہ مرے دل کی صدا ہے

گھیراؤ

صدیوں سے گھیراؤ میں ہم تھے، ہمیں بچانے کوئی نہ آیا
کچھ دن ہم نے گھیرا ڈالا، ہر ظالم نے شور مچایا
پھر ہم نے زنجیریں پہنیں، ہر سُو پھیلا چپ کا سایا

پھر توڑیں گے ہم زنجیریں، ہر لب کو آزاد کریں گے
جان پہ اپنی کھیل کے پھر ہم شہرِ وفا آباد کریں گے
آخر کب تک چند گھرانے لوگوں پر بیداد کریں گے

امریکہ کے ایجنٹوں سے ملک بچانا ہے ہم کو
گلی گلی میں آزادی کا دیپ جلانا ہے ہم کو

جن کے کارن اپنے وطن میں گھر گھر آج اندھیارا ہے
اُن کالی دیواروں کو رستے سے ہٹانا ہے ہم کو

نوکر شاہی اصل میں پیارے انگریزوں کی لعنت ہے
اس انگریزی لعنت کا ہر اک نقش مٹانا ہے ہم کو

بیڑا غرق جو کر دے ساتھی اس امریکی بیڑے کا
بحرِ ہند میں اک ایسا طوفان اٹھانا ہے ہم کو

iqbalmt@oneurdu.com

نام چلے ہر نام داس کا کام چلے امریکہ کا
مورکھ اس کوشش میں ہیں سورج نہ ڈھلے امریکہ کا

نردھن کی آنکھوں میں آنسو آج بھی ہیں اور کل بھی تھے
برلاؔ کے گھر دیوالی ہے تیل جلے امریکہ کا

دنیا بھر کے مظلوموں نے بھید یہ سارا جان لیا
آج ہے ڈیرا زرداروں کے سائے تلے امریکہ کا

کام ہے اس کا سودا بازی سارا زمانہ جانے ہے
اسی لئے تو مجھ کو پیارے نام کھلے امریکہ کا

غیر کے بل بوتے پر جینا مردوں والی بات نہیں
بات تو جب ہے اے جالبؔ احسان نہ لے امریکہ کا

ہندوستان بھی میرا ہے اور پاکستان بھی میرا ہے
لیکن ان دونوں ملکوں میں امریکہ کا ڈیرا ہے

ایڈ کی گندم کھا کر ہم نے کتنے دھوکے کھائے ہیں
پوچھ نہ ہم نے امریکہ کے کتنے ناز اٹھائے ہیں

پھر بھی اب تک وادیٔ گل کو سنگینوں نے گھیرا ہے
ہندوستان بھی میرا ہے اور پاکستان بھی میرا ہے

خان بہادر چھوڑنا ہوگا اب تو ساتھ انگریزوں کا
تا بہ گریباں آپہنچا ہے پھر سے ہاتھ انگریزوں کا

میکملن تیرا نہ ہوا تو کینیڈی کب تیرا ہے
ہندوستان بھی میرا ہے اور پاکستان بھی میرا ہے

یہ دھرتی ہے اصل میں پیارے مزدوروں دہقانوں کی
اس دھرتی پر چل نہ سکے گی مرضی چند گھرانوں کی

ظلم کی رات رہے گی کب تک اب نزدیک سویرا ہے
ہندوستان بھی میرا ہے اور پاکستان بھی میرا ہے

iqbalmt@oneurdu.com

سفید بینا

قرض دے کر غریب ملکوں کو
چھین لیتا ہے روحِ آزادی
آج زیرِ عتاب ہے اس کے
ہر بڑا شہر ہر حسیں وادی

مدتوں سر اٹھا کے چل نہ سکا
اس کے کھاتے میں جس کا نام آیا
صاف دامن بچا گیا ہم سے
جب بھی مشکل کوئی مقام آیا
بحرِ ہند آج تیری موجیں بھی
اس کی توپوں کے سائے میں ہیں خموش
کوئی طوفان کیوں نہیں اٹھتا
کیا ہوا آج تیرا جوش و خروش

آپ چین ہو آئے آپ روس ہو آئے

اب بھی پیٹ کی خاطر بک رہی ہے مجبوری
اب بھی ہے غریبوں کی اشک و آہ مزدوری
اب بھی جھونپڑوں سے ہے نُورِ علم کی دوری
آج بھی لبوں پر ہے داستانِ مجبوری
آج بھی مسلط ہیں سامراج کے سائے
آپ چین ہو آئے آپ روس ہو آئے

توڑتے ہیں دم مفلس ہسپتال کے در پر
چارہ گر بھی ان کے ہیں جن کی جیب میں ہے زر
پارکوں میں سوتے ہیں کتنے نوجواں بے گھر
یہ بھی چاہتے ہوں گے ہم چلیں اٹھا کے سر
کتنے پھول مرجھائے کتنے چاند گہنائے
آپ چین ہو آئے آپ روس ہو آئے

ہم کبھی نہ چھوڑیں گے بات برملا کہنا
ہاں نہیں شعار اپنا درد کو دوا کہنا
گر عوام خوش ہوں گے ہم کہیں گے کیا کہنا
جھوٹ ہے خوشامد ہے "فخرِ ایشیاء" کہنا
رہنما وہی ہے جو فخرِ مُلک کہلائے
آپ چین ہو آئے آپ روس ہو آئے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

امریکہ یاترا کے خلاف

طوافِ کوئے ملامت کو پھر نہ جا اے دل
نہ اپنے ساتھ ہماری بھی خاک اڑا اے دل

نہیں ہے کوئی وہاں درد آشنا اے دل
اُس انجمن میں نہ کر عرضِ مدعا اے دل

خیال تجھ سے زیادہ اُسے عدو کا ہے
وہ بے وفا ہے اسے اب نہ منہ لگا اے دل

دیئے ہیں داغ بہت اس کی دوستی نے تجھے
اب اور دشمنِ جاں کو نہ آزما اے دل

جو اُس سے دور ہیں وہ بھی ہیں آج تک زندہ
سمجھ نہ اس بُتِ کافر کو تو خدا اے دل

اُسے رہی ہے سدا اپنی مصلحت درپیش
اُسے کسی کے زیاں کا ملال کیا اے دل

ہمارے ساتھ رہے ہیں جو بازوؤں کی طرح
نہ ہوسکیں گے کبھی ان سے ہم جدا اے دل

ہر اک دور میں ہم ظلم کے خلاف رہے
یہی ہے جُرم ہمارا یہی خطا اے دل

زمانہ آج نہیں معترف تو کل ہوگا
ہر ابتلا میں تُو ثابت قدم رہا اے دل

وطن کے چاہنے والے سمجھ رہے ہوں گے
ہے کس خلوص سے جالبؔ غزل سرا اے دل

صدر امریکہ نہ جا

ایک ہی نعرہ ہے سب کا، ایک ہی سب کی صدا
صدر امریکہ نہ جا، اے صدر امریکہ نہ جا

سودا بازوں، سودخواروں سے ہماری دوستی
کس قدر توہین ہے یہ لفظِ پاکستان کی

موت سے بدتر ہے ہم کو بھیک کی یہ زندگی
پاؤں پر اپنے کھڑا ہو وقت ہے پیارے یہی

جانسن کی اب نہ سُن اے جان اپنا کر بھلا
صدر امریکہ نہ جا اے صدر امریکہ نہ جا

ظلمت کو ضیا صرصر کو صبا بندے کو خدا کیا لکھنا
پتھر کو گہر، دیوار کو در، کرگس کو ہُما کیا لکھنا
اک حشر بپا ہے گھر گھر میں دم گھٹتا ہے گنبد بے در میں
اک شخص کے ہاتھوں مدت سے رسوا ہے وطن دنیا بھر میں
اے دیدہ ورو اس ذلت کو قسمت کا لکھا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا بندے کو خدا کیا لکھنا

یہ اہلِ حشم، یہ دارا و جم سب نقش بر آب ہیں اے ہمدم
مٹ جائیں گے سب پروردۂ شب اے اہلِ وفا رہ جائیں گے ہم
ہو جاں کا زیاں پر قاتل کو معصوم ادا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

لوگوں پہ ہی ہم نے جاں واری کی ہم نے انہی کی غمخواری
ہوتے ہیں تو ہوں یہ ہاتھ قلم شاعر نہ بنیں گے درباری
ابلیس نما انسانوں کی اے دوست ثنا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

حق بات پہ کوڑے اور زنداں، باطل کے شکنجے میں ہے یہ جاں
انساں ہیں کہ سہمے بیٹھے ہیں خونخوار درندے ہیں رقصاں
اس ظلم و ستم کو لطف و کرم اس دکھ کو دوا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

ہر شام یہاں شامِ ویراں آسیب زدہ رستے گلیاں
جس شہر کی دھن میں نکلے تھے وہ شہرِ دلِ برباد کہاں
صحرا کو چمن بَن کر گلشن، بادل کو رِدا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صر صر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

اے میرے وطن کے فنکارو ظلمت پہ نہ اپنا فن وارو
یہ محل سراؤں کے باسی قاتل ہیں سبھی اپنے یارو
ورثے میں ہمیں یہ غم ہے ملا اس غم کو نیا کیا لکھنا
ظلمت کو ضیا، صر صر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

میں خوش نصیب شاعر

ہر دور کے بھکاری شاعر ادیب سارے
بکتے قدم قدم پہ دیکھے خطیب سارے
بیچا نہیں ہے میں نے اپنا ضمیر جالبؔ
میں خوش نصیب شاعر اور بدنصیب سارے

آدم جی ایوارڈ

سینۂ انساں کا یارو
زخم سلے اب یا نہ سلے
اپنی تو بس دوڑ ہے یہ
آدم جی ایوارڈ ملے

صحافی سے

اب شعر وہی ہے اے جالبؔ جس پر کوئی افسر جھوم اُٹھے
کر ایسی غزل سے بسم اللہ دفتر کا دفتر جھوم اُٹھے
جینا ہے اگر اس بستی میں اے دوست قصیدہ خواں ہو جا
اخبار میں لکھ ایسی باتیں صاحب کا سکتر جھوم اُٹھے

رائٹرز گلڈ

ذہانت رو رہی ہے منہ چھپائے
جہالت قہقہے برسا رہی ہے
ادب پر افسروں کا ہے تسلط
حکومت شاعری فرما رہی ہے

ادیبوں کے نام

کج فہم و کج کلاہ ادیبوں کو دیکھئے
بستی اجڑ چکے گی تو لکھیں گے مرثیے

تم نے تو یہ کہا تھا اجالا کریں گے ہم
تم نے تو سب چراغ دلوں کے بجھا دیئے

کرتے ہیں یونہی دُور جہالت کی تیرگی
رکھنا تھا جن پہ ہاتھ وہی سر قلم کئے

اپنوں سے اختلاف ہے غیروں سے جنگ ہے
ہو صورتِ عذاب ہر اک جان کے لئے

زنداں ہیں گام گام کٹہرے قدم قدم
تم ہی بتاؤ کوئی یہاں کس طرح جیئے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

جینے کی آرزو ہے تو مرنا پڑے گا اب
اشکوں سے اپنے زخم کوئی کب تلک سیئے

جس ہاتھ نے اجاڑ دیا میرا گلستاں
اُس ہاتھ کو خدا کے لئے اُٹھ کے روکئے

تم شر کے پاسبان ہو میں خیر کا نشان
جو چیز تم بچے ہو' وہی میں بھی ہوں بچے

ہوگا طلوع کوہ کے پیچھے سے آفتاب
شب مستقل رہے گی کبھی یہ نہ سوچئے

میں تو مایوس نہیں اہلِ وطن سے یارو
کوئی ڈرتا نہیں اب دار و رسن سے یارو

پھول دامن پہ سجائے ہوئے پھرتے ہیں وہ لوگ
جن کو نسبت ہی نہ تھی کوئی چمن سے یارو

سینۂ قوم کے ناسور ہیں یہ پھول نہیں
خوف سا آنے لگا سرو و سمن سے یارو

ظلم کے سر پہ کبھی تاج نہیں رہ سکتا
یہ صدا آنے لگی کوہ و دمن سے یارو

منزلِ کیف و طرب اپنے قدم چومے گی
ہم گزر آئے ہیں ہر رنج و محن سے یارو

کتنے خاموش تھے چپ چاپ تھے رستے گلیاں
یہ زمیں بول اٹھی میرے سخن سے یارو

ملک میں عام کریں اپنے قلم کی دولت
یہ گزارش ہے مری اہلِ سخن سے یارو

Scanned by Iqbalmt@oneurdu.com

مادرِ ملت

ایک آواز سے ایوان لرز اُٹھے ہیں
لوگ جاگے ہیں تو سلطان لرز اُٹھے ہیں

آمدِ صبحِ بہاراں کی خبر سنتے ہی
ظلمتِ شب کے نگہبان لرز اُٹھے ہیں

دیکھ کے لہر مرے دیس میں آزادی کی
قصرِ افرنگ کے دربان لرز اٹھے ہیں

مشعلیں لے کے نکل آئے ہیں مظلوم عوام
غم و اندوہ میں ڈوبی ہے محلات کی شام

یاس کا دور گیا خوف کی زنجیر کٹی
آج سہمے ہوئے لوگوں کو ملا اذنِ کلام

راہ میں لاکھ صداقت کے مخالف آئے
قوم نے سُن ہی لیا مادرِ ملت کا پیام

ماں کے قدموں ہی میں جنت ہے ادھر آجاؤ
ایک بے لوث محبت ہے ادھر آجاؤ

وہ پھر آئی ہیں ہمیں ملک دلانے کے لئے
ان کی یہ ہم پر عنایت ہے ادھر آجاؤ

اُس طرف ظلم ہے بیداد ہے حق تلفی ہے
اِس طرف پیار ہے الفت ہے ادھر آجاؤ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ماں

بچوں پہ چلی گولی
ماں دیکھ کے یہ بولی
یہ دل کے مِرے ٹکڑے
یوں روئیں مِرے ہوتے
میں دُور کھڑی دیکھوں
یہ مجھ سے نہیں ہوگا

میں دُور کھڑی دیکھوں
اور اہلِ ستم کھیلیں
خوں سے مِرے بچوں کے
دن رات یہاں ہولی
بچوں پہ چلی گولی
ماں دیکھ کے یہ بولی

یہ دل کے مِرے ٹکڑے
یوں روئیں مِرے ہوتے
میں دُور کھڑی دیکھوں
یہ مجھ سے نہیں ہوگا

میداں میں نکل آئی
اک برق سی لہرائی
ہر دستِ ستم کانپا
بندوق بھی تھرائی
ہر سمت صدا گونجی
میں آتی ہوں، میں آئی
میں آتی ہوں، میں آئی

ہر ظلم ہوا باطل
اور سہم گئے قاتل
جب اس نے زباں کھولی
بچوں پہ چلی گولی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اس نے کہا خونخوارو!
دولت کے پرستارو
دھرتی ہے یہ ہم سب کی
اس دھرتی کو نادانو!
انگریز کے دربانو!
صاحب کی عطا کردہ

جاگیر نہ تم جانو
اس ظلم سے باز آؤ
بیرک میں چلے جاؤ
کیوں چند لٹیروں کی
پھرتے ہو لیے ٹولی
بچوں پہ چلی گولی

گھر کے زنداں سے اسے فرصت ملے تو آئے بھی
جاں فزا باتوں سے آ کے میرا دل بہلائے بھی

لگ کے زنداں کی سلاخوں سے مجھے وہ دیکھ لے
کوئی یہ پیغام میرا اس تلک پہنچائے بھی

ایک چہرے کو ترستی ہیں نگاہیں صبح و شام
ضو فشاں خورشید بھی ہے چاندنی کے سائے بھی

سسکیاں لیتی ہوائیں پھر رہی ہیں دیر سے
آنسوؤں کی رُت مرے اب گلستاں سے جائے بھی

روز ہنستا ہے صلیبوں سے ادھر ماہِ منیر
اس کے پیچھے کون ہے وہ چھب مجھے دکھلائے بھی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

14 اگست

کہاں ٹوٹی ہیں زنجیریں ہماری
کہاں بدلی ہیں تقریریں ہماری

وطن تھا ذہن میں زنداں نہیں تھا
چمن خوابوں کا یوں ویراں نہیں تھا

بہاروں نے دیئے وہ داغ ہم کو
نظر آتا ہے مقتل باغ ہم کو

گھروں کو چھوڑ کر جب ہم چلے تھے
ہمارے دل میں کیا کیا ولولے تھے

یہ سوچا تھا ہمارا راج ہوگا
سرِ محنت کشاں پر تاج ہوگا

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

نہ لوٹے گا کوئی محنت کسی کی
ملے گی سب کو دولت زندگی کی

نہ چاٹیں گی ہمارا خوں مشینیں
بنیں گی رشکِ جنت یہ زمینیں

کوئی گوہر کوئی آدم نہ ہوگا
کسی کو رہزنوں کا غم نہ ہوگا

لُٹی ہر گام پر اُمیدؔ اپنی
محرّم بن گئی ہر عید اپنی

مسلّط ہے سروں پر رات اب تک
وہی ہے صورتِ حالات اب تک

خوشی ہے چند لوگوں کی وراثت
کہا جاتا ہے غم ہیں اپنی قسمت

ہوئے ہیں جھونپڑے ہی نذرِ طوفاں
مگر قائم ہیں اب تک قصر و ایواں

خدایا کوئی آندھی اس طرف بھی
الٹ دے ان کلہداروں کی صف بھی

زمانے کو جلال اپنا دکھا دے
جلا دے تخت و تاج ان کے جلا دے

ہے اب تک پابجولاں خطۂ پاک
پڑی آزادیوں کے سر پہ ہے خاک

ستارہ اوج پر ہے، رہزنوں کا
نہیں پرساں کوئی خستہ تنوں کا

○

نہیں وقعت کسی اہلِ نظر کی
عبادت ہو رہی ہے سیم و زر کی

خوشامد کا صلہ تمغائے خدمت
خوشامد سے ملے سِفلوں کو عزّت

خوشامد جو کرے فن کار ہے وہ
جو سچ بولے یہاں غدّار ہے وہ

○

لبِ اہلِ قلم پر ہیں قصیدے
دکاں نکیائی کی ہیں یا جریدے

ثناء بندوں کی ہم سنتے ہیں اکثر
خدا سے بھی زیادہ ریڈیو پر

ادیب و شاعر و ملاّ و رہبر
سبھی کچھ ہوگیا ڈپٹی کمشنر

ادیبوں کو ہے آدم جی نے گھیرا
چٹانوں پر کہاں ان کا بسیرا

ادب میں اب کہاں دل کا اجالا
ادیبوں نے قلم کو بیچ ڈالا

○

ہیں باہر بائیاں سازندے اندر
یہ سب غنڈوں کے ہیں کارندے اندر

ابھی غنڈے تو ہیں محلوں میں آباد
کریں گے ہم وطن کو ان سے آزاد

کریں گے ضبط ہم جاگیر ان کی
نہ چلنے دیں گے ہم تدبیر ان کی

یہ دولت کی ہوس، جاگیرداری
ہیں دونوں لعنتیں دشمن ہماری

یہ دونوں لعنتیں جب تک رہیں گی
جہاں میں ندیاں خوں کی بہیں گی

بہتے لہو میں سب ترا مفہوم بہہ گیا
14 اگست صرف ترا نام رہ گیا

جلنا ہے غم کی آگ میں، ہم کو تمام شب
بجھتا ہوا چراغ سرِ شام کہہ گیا

ہوتا اگر پہاڑ تو لاتا نہ تابِ غم
جو رنج اس نگر میں یہ دل ہنس کے سہہ گیا

گزرے ہیں اس دیار میں یوں اپنے روز و شب
خورشید بجھ گیا کبھی مہتاب گہہ گیا

مجھ سے خفیف ہیں مرے ہم عصر اس لئے
میں داستانِ عہدِ ستم کھل کے کہہ گیا

شاعر حضورِ شاہ سبھی سر کے بل گئے
جالبؔ ہی اس گناہ سے بس دور رہ گیا

عورت

بازار ہے وہ اب تک جس میں تجھے نچوایا
دیوار ہے وہ اب تک جس میں تجھے چُنوایا

دیوار کو آ توڑیں، بازار کو آ ڈھائیں
انصاف کی خاطر ہم سڑکوں پہ نکل آئیں
مجبور کے سر پہ ہے شاہی کا وہی سایا
بازار ہے وہ اب تک جس میں تجھے نچوایا

تقدیر کے قدموں پہ سر رکھ کے پڑے رہنا
تائیدِ ستم گر ہے چپ رہ کے ستم سہنا

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

حق جس نے نہیں چھینا حق اُس نے کہاں پایا
بازار ہے وہ اب تک جس میں تجھے نچوایا

کُٹیا میں تیرا پیچھا غربت نے نہیں چھوڑا
اور محل سرا میں بھی زردار نے دل توڑا
اُف تجھ پہ زمانے نے کیا کیا نہ ستم ڈھایا
بازار ہے وہ اب تک جس میں تجھے نچوایا

تُو آگ میں اے عورت زندہ بھی جلی برسوں
سانچے میں ہر اک غم کے چپ چاپ ڈھلی برسوں
تجھ کو کبھی جلوایا تجھ کو کبھی گڑوایا
بازار ہے وہ اب تک جس میں تجھے نچوایا

نیلو

تو کہ ناواقفِ آدابِ شہنشاہی تھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے
تجھ کو انکار کی جرأت جو ہوئی تو کیونکر
سایۂ شاہ میں اس طرح جیا جاتا ہے؟

اہلِ ثروت کی یہ تجویز ہے سرکش لڑکی
تجھ کو دربار میں کوڑوں سے نچایا جائے
ناچتے ناچتے ہوجائے جو پائل خاموش
پھر نہ تازیست تجھے ہوش میں لایا جائے

لوگ اس منظرِ جانکاہ کو جب دیکھیں گے
اور بڑھ جائے گا کچھ سطوتِ شاہی کا جلال

تیرے انجام سے ہر شخص کو عبرت ہوگی
سر اٹھانے کا رعایا کو نہ آئے گا خیال

طبعِ شاہانہ پہ جو لوگ گراں ہوتے ہیں
ہاں اُنہیں زہر بھرا جام دیا جاتا ہے

تو کہ ناواقفِ آدابِ شہنشاہی تھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

○

مشکلیں دنیا میں اوروں کی تو آساں ہوگئیں
بند کمروں میں سلگتے ہم کو صدیاں ہوگئیں

اپنے پہلو میں لئے پھرتے ہیں دل کی لاش کو
زندگی کی حسرتیں خوابِ پریشاں ہوگئیں

اب بھی شرمندہ نہیں ہیں لوگ اپنی سوچ پر
شہر اجڑے بستیاں کتنی ہی ویراں ہوگئیں

ترانہ

اب دہر میں بے یارومددگار نہیں ہم
پہلے کی طرح بے کس و لاچار نہیں ہم

آتا ہے ہمیں اپنے مقدّر کو بنانا
تقدیر پہ شاکر پسِ دیوار نہیں ہم

تم ظلم کیے جاؤ خدا ہی رہو اپنے
ساتھی ہیں برابر کے پرستار نہیں ہم

سب جور و ستم لطف و کرم پیش نظر ہیں
یہ وہم تمہارا ہے کہ بیدار نہیں ہم

کیوں دست نگر ہوکے جبیں برسرِ عالم
ذی عقل ہیں ذی علم ہیں بیمار نہیں ہم

ایمان خدا پر ہے محمدؐ پہ یقیں ہے
لیکن یہ بجا واقفِ اسرار نہیں ہم

اے جہاں دیکھ لے!

اے جہاں دیکھ لے کب سے بے گھر ہیں ہم
اب نکل آئے ہیں لے کے اپنا علم
یہ محلّات یہ اونچے مکاں
ان کی بنیاد میں ہے ہمارا لہو
کل جو مہمان تھے گھر کے مالک بنے
شاہ بھی ہے عدو، شیخ بھی ہے عدو
کب تلک ہم سہیں غاصبوں کے ستم
اے جہاں دیکھ لے کب سے بے گھر ہیں ہم
اب نکل آئے ہیں لے کے اپنا علم

اتنا سادہ نہ بن تجھ کو معلوم ہے
کون گھیرے ہوئے ہے فلسطین کو

آج کھُل کے یہ نعرہ لگا اے جہاں
قاتلو، رہزنو، یہ زمیں چھوڑ دو
ہم کو لڑنا ہے جب تک کہ دم میں ہے دم
اے جہاں دیکھ لے کب سے بے گھر ہیں ہم
اب نکل آئے ہیں لے کے اپنا علم

فلسطین

روشنیوں کی راہ میں جو دیوار بنے گا
نہیں رہے گا
غاصب کو غاصب جو کھل کر نہیں کہے گا
نہیں رہے گا
شاہی ہے صدیوں کی سیاہی چھٹ جائے گی
کٹ جائے گی درد کی منزل کٹ جائے گی
جو خونخوار لٹیروں کے ہمراہ چلے گا
نہیں رہے گا
گرتی ہوئی دیوار سے ناطہ توڑو بھی
خوش فہمو! اب سامراج کو چھوڑو بھی
وقت کی جو آواز کو اب بھی نہیں سنے گا
نہیں رہے گا

غاصبوں کے ساتھیو!

یہ جو لمحہ جا رہا ہے

چھوڑتا جاتا ہے تم کو کتنا پیچھے بے حسو!
اور بزعم خود بہت ایماندار و بزدلو!
امن و ایماں سے ہیں بڑھ کر تم کو اپنے تخت و تاج
غاصبوں کے ساتھیو' او قاتلوں کے دوستو!

یہ سمجھ میں آ چکا ہے

امن اور انسانیت کے تم بھی ہو دشمن تمام
فتح یاسر اصل میں ہے مرگ کا تم کو پیام
اپنے آقاؤں کے آگے کس طرح آنکھیں اٹھاؤ
زندگی سے ہے انہی کی بادشاہت کا نظام

تم بھی ہو گھیراؤ میں اب

تم کو بھی ہونا ہے غارت غاصبوں کے ساتھ ساتھ
چاہتے ہو زندگی تو مان لو لوگوں کی بات
فتح ہے جس کا مقدر آؤ اس لشکر میں آؤ
آؤ انسانوں کی جانب مت بنو شیطاں صفات

جہاں خطرے میں ہے اسلام اس میدان میں جاؤ
ہماری جان کے درپے ہو کیوں لبنان میں جاؤ
دھواں ہے خون ہے، چیخیں ہیں اور لاشیں ہی لاشیں ہیں
ستم کی آندھیوں میں ظلم کے طوفان میں جاؤ
کنارے سے کہاں ہوتا ہے اندازہ تلاطم کا
ذرا موجوں سے ٹکراؤ ذرا طغیان میں جاؤ
فقط تشویش ہی سے ظلم کا سر جھک نہیں سکتا
یہاں جولانیاں کیا خطۂ جولان میں جاؤ
کیے ہیں غاصبوں نے ظلم وہ اہلِ فلسطیں پر
قیامت کا سماں ہے خانۂ جبران میں جاؤ
اجازت مانگتے ہیں ہم بھی جب بیروت جانے کی
تو اہل الحکم فرماتے ہیں تم زندان میں جاؤ

برق پاشی

نظر جائے تو کیونکر سامیوں کی بدمعاشی پر
توجہ ان دنوں ہے شیخ صاحب کی فحاشی پر
سلگتے ہیں نشیمن اور خوں شاخوں سے بہتا ہے
مشوش ہیں فقط وہ اس بلا کی برق پاشی پر

اے لوگو!

شیوخ و شاہ بھی کب ہیں ہمارے یار اے لوگو!
ہمارا خون پیتے ہیں یہ سب مکار اے لوگو!
یہ تخت و تاج والے غاصبوں ہی کے مصاحب ہیں
ہمارے راستے کی یہ بھی ہیں دیوار اے لوگو!

خدایا یہ مظالم بے گھروں پر

خدایا یہ مظالم بے گھروں پر
کوئی بجلی گرا فتنہ گروں پر

یہ اے اہلِ جور یہ ظالم لٹیرے
مسلط جانے کب سے ہیں سروں پر

یہ خوں بچوں کا اور ماؤں کا خوں ہے
پڑا ہے جو سروں کی چادروں پر

خوش و خرّم شہ و شہزادگاں ہیں
ہر آفت ٹوٹتی ہے بے زروں پر

ثنا خواں اب بھی ہیں جو قاتلوں کے
خدایا رحم ان دانشوروں پر

لبنان چلو، لبنان چلو

شیطان جہاں ہے برق فشاں
انسان جہاں ہے نوحہ کُناں
خطرے میں جہاں ہے امنِ جہاں
کہتا ہے وہیں ایمان چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

کشتی کو بچانے طوفاں سے
انساں کو چھڑانے شیطاں سے
بیگن کو بھگانے میداں سے
کہتا ہے دل ہر آن چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

اے اہلِ عرب اے اہلِ عجم
کرنا ہے تکبّر کا سر خم
غاصب کو مٹا کر لینا ہے دم
پیارو ہو کر یک جان چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

قاتل سے کہاں جاں چھوٹی ہے
ہر دل پہ قیامت ٹوٹی ہے
خونخوار عدو نے لوٹی ہے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

بچوں کی جہاں مُسکان چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

یاسر کے بہادر جیالوں پر
ظلمت کے مٹانے والوں پر
خورشیدِ سحر کے اجالوں پر
ہونے کے لئے قربان چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

دم اہلِ جنوں کا بھرنے کو
جاں حق پہ نچھاور کرنے کو
رستے میں وفا کے مرنے کو
سر لے کر سرِ میدان چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

یہ جنگ ہے امنِ عالم کی
یہ جنگ ہے ہر اہلِ غم کی
یہ جنگ ہے نسلِ آدم کی
انساں کی بڑھانے شان چلو
لبنان چلو، لبنان چلو

ریگن

ہر غاصب کے سر پر ہاتھ ہے ریگن کا
رہبر ہے یہ دنیا کے ہر رہزن کا
اسرائیل کی پُشت پہ بھی ہے ہاتھ یہی
بانٹتا پھرتا ہے جنگی آلات یہی
سُکھ لُوٹا ہے اس نے آنگن آنگن کا
ہر غاصب کے سر پر ہاتھ ہے ریگن کا

روشنیوں سے لڑنا اس کی عادت ہے
ظلم سے اس کو پیار ہے، پیار سے نفرت ہے
اس کو کھیل پسند ہے آتش و آہن کا
ہر غاصب کے سر پر ہاتھ ہے ریگن کا

ہوش کا دامن کب تک چھوڑے رکھو گے
موت سے کب تک ناطہ جوڑے رکھو گے
آؤ دکھاؤں تم کو رستہ جیون کا
رہبر ہے یہ دنیا کے ہر رہزن کا
ہر غاصب کے سر پر ہاتھ ہے ریگن کا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

یزید سے ہیں نبرد آزما فلسطینی

یزید سے ہیں نبرد آزما فلسطینی
اٹھائے ہاتھوں میں اپنے حسینیت کا علم
ادیبو، شاعرو، دانشورو، سخن دانو
کرو حکایتِ بیروت خونِ دل سے رقم
شکست جہل کو ہوگی شعور جیتے گا
کرے گا جہل کہاں تک سرِ شعور قلم

○

چلی ہے وہ ہوائے زہر آگیں
کہ بجھ کر رہ گئی ہے شمعِ تمکیں
دعا گویانِ عالم کو خبر کیا
کہ کس عالم میں ہیں اہلِ فلسطیں
ہوا لبنان میں وہ حشر برپا
زمیں خونِ شہیداں سے ہے رنگیں

○

شیوخ و شاہ کو سمجھو نہ پاسبانِ حرم
یہ بندگانِ زر و سیم ہیں خدا کی قسم
شیوخ و شاہ تو ہیں خود شریکِ ظلم و ستم
شیوخ و شاہ سے رکھو نہ کچھ امیدِ کرم
امیر کیسے نہ واشنگٹن کے ساتھ رہیں
انہی کے دم سے ہیں ساری امارتیں ہمدم
یہ مانگتے ہیں دعائیں برائے اسرائیل
کہ اسرائیل سے ہیں بادشاہتیں قائم
غرض انہیں تو فقط اپنے تخت و تاج سے ہے
انہیں شہید فلسطینیوں کا کیوں ہو غم

گماشتے ہیں، یہ سب سامراج کے یارو
عدو کے ساتھ ہی کرتا ہے ان کا بھی سرخم

فلک پر ہے تکبر کرگسوں کا
مگر منقارِ زیرِ پر ہیں شاہیں
بہ اندازِ دگر دشمن ہیں یہ بھی
امیدیں کب شیوخ و شاہ سے تھیں
ہماری جنگ آخر کیوں لڑیں وہ
عزیز از دیں جنہیں ہیں قصرِ زریں

1971ء کے خوش آشام بنگال کے نام

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خوں سے دھو رہے ہو
گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقیں مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

(مشرقی پاکستان میں فوج کشی کے موقع پر)

لوگو

آخری رات ہے یہ سر نہ جھکانا لوگو
حسنِ ادراک کی شمعیں نہ بجھانا لوگو
انتہاءِ ظلم کی ہوجائے وفا والوں پر
غیر ممکن ہے محبت کو مٹانا لوگو

وہ کہہ رہے ہیں محبت نہیں وطن سے مجھے
سکھا رہے ہیں محبت مشین گن سے مجھے
میں بے شعور ہوں، کہتا نہیں ستم کو کرم
یہی خطاب ملا ان کی انجمن سے مجھے

جھکے گا ظلم کا پرچم یقیں آج بھی ہے
مرے خیال کی دنیا حسین آج بھی ہے

بہت ہوائیں چلیں میرا رخ بدلنے کو
مگر نگاہ میں وہ سرزمین آج بھی ہے

صعوبتوں کے سفر میں ہے کاروانِ حسین
یزید چین سے مسند نشین آج بھی ہے

iqbalmt@oneurdu.com

بگیا لہولہان

ہریالی کو آنکھیں ترسیں بگیا لہولہان
پیار کے گیت سُناؤں کس کو شہر ہوئے ویران
بگیا لہولہان
ڈستی ہیں سورج کی کرنیں چاند جلائے جان
پگ پگ موت کے گہرے سائے جیون موت سمان
چاروں اُور ہوا پھرتی ہے لے کر تیر کمان
بگیا لہولہان
چھلنی ہیں کلیوں کے سینے خون میں لت پت پات
اور نہ جانے کب تک ہوگی اشکوں کی برسات
دُنیا والو کب بیتیں گے دُکھ کے یہ دن رات
خون سے ہولی کھیل رہے ہیں دھرتی کے بلوان
بگیا لہولہان

داستانِ دلِ دو نیم

اک حسیں گاؤں تھا کنارِ آب
کتنا شاداب تھا دیارِ آب

کیا عجب بے نیاز بستی تھی
مفلسی میں بھی ایک مستی تھی

کتنے دلدار تھے ہمارے دوست
وہ بچارے وہ بے سہارے دوست

اپنا اک دائرہ تھا' دھرتی تھی
زندگی چین سے گزرتی تھی

قصہ جب یوسف و زلیخا کا
بیٹھے بیٹھے سروں میں چھِڑتا تھا

قصر شاہوں کے ہلنے لگتے تھے
چاک سینوں کے سلنے لگتے تھے

گیت سُنتے تھے گیت گاتے تھے
ڈوب کر سُر میں دن بِتاتے تھے

یوں بھڑک اٹھی نفرتوں کی آگ
زندگی میں رہے وہ رنگ نہ راگ

دیکھنے کیا لگے سہانے خواب
ہوگئے اپنے آشیانے خواب

یہ بجا زیست پاپیادہ تھی
دھوپ سے چھاؤں تو زیادہ تھی

شاخ سے ٹوٹ کر ہوا کے ہوئے
در بدر اُس گلی سے آ کے ہوئے

اجنبی لوگ، اجنبی راہیں
لب پہ آباد ہوگئیں آہیں

ہوئے آقا فرنگیوں کے غُلام
شبِ آلام ہو سکی نہ تمام

ہوگئے حکمراں کمینے لوگ
خاک میں مل گئے نگینے لوگ

ہر محبِ وطن ذلیل ہوا
رات کا فاصلہ طویل ہوا

بے حیائی کو جس نے اپنایا
وہی عزّت مآب کہلایا

آمروں کے جو گیت گاتے رہے
وہی انعام و داد پاتے رہے

رہزنوں نے جو رہزنی کی تھی
رہبروں نے بھی کیا کمی کی تھی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ایک بار اور ہم ہوئے تقسیم
ایک بار اور دل ہوا دونیم

ہوگئے دور راہبر کیا کیا
چھن گئے ہائے ہم سفر کیا کیا

یہ فسانہ ہے پاسبانوں کا
چاق و چوبند نوجوانوں کا

سرحدوں کی نہ پاسبانی کی
ہم سے ہی داد لی جوانی کی

اس زمانے کی کیا لکھوں رُوداد
خوف، مہنگائی، جبر و استبداد

اب کمشنر زکوٰۃ دیتے ہیں
اور ٹی، وی پہ داد لیتے ہیں

بھیک سے ملک بھی چلے ہیں کبھی
زندہ قوموں کا یہ شعار نہیں

اک نظر اپنی زندگی پر ڈال
اک نظر اپنے اردلی پر ڈال

فاصلہ خود ہی کر ذرا محسوس
یوں نہ اسلام کا نکال جلوس

یہ زمیں تو حسین ہے بے حد
حکمرانوں کی نیتیں ہیں بد

حکمراں جب تلک ہیں یہ بے درد
اس زمیں کا رہے گا چہرہ زرد

یہ زمیں جب تلک نہ لیں گے ہم
اس سے اُگتے رہیں گے یونہی غم

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

بے گھری کو کریں گے ہم ہی دُور
ہم ہی دیں گے دلوں کو پیار کا نور

خلق صدیوں کے ظلم کی ماری
یوں نہ حیران پھرے گی بے چاری

روٹی، کپڑا، مکان ہم دیں گے
اہلِ محنت کو شان ہم دیں گے

اس خزاں کو مٹائیں گے ہم ہی
فصلِ گل لے کے آئیں گے ہم ہی

گوشے میں قفس کے........

بہت سے دکھ سہے ہیں اور سہہ جا
یہ فرصت پھر کہاں، کچھ شعر کہہ جا
وفا کی راہ میں خود کو مٹا کے
زمانے کو ہمیشہ یاد رہ جا
بہت مشکل مری پہچان ہوگی
بدل ڈالوں اگر میں اپنا لہجا

○

دل کی کچھ پروا نہیں زخمِ جگر کا غم نہیں
غم اگر ہے تو وطن کا، ہم کو گھر کا غم نہیں
اس جہادِ زندگی میں ہم تو سمجھے ہیں یہی
وہ بشر ہی کیا جسے نوعِ بشر کا غم نہیں

○

گناہِ عشق پہ کیونکر نہ ہو یہ دل نازاں
لگا رہا ہے کنارے ہمیں یہی طوفاں
اب اور جاکے کہیں اپنا سر کھپا ناصح
یہی نا، کوچہ محبوب میں ہے جاں کا زیاں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

خدا ہمارا ہے

خدا تمہارا نہیں ہے خدا ہمارا ہے
اُسے زمین پہ یہ ظلم کب گوارا ہے

لہو پیو گے کہاں تک ہمارا دھنوانو
بڑھاؤ اپنی دکاں سیم و زر کے دیوانو
نشاں کہیں نہ رہے گا تمہارا شیطانو
ہمیں یقیں ہے کہ انسان اس کو پیارا ہے
خدا تمہارا نہیں ہے خدا ہمارا ہے
اُسے زمین پہ یہ ظلم کب گوارا ہے

نئے شعور کی ہے روشنی نگاہوں میں
اک آگ سی بھی ہے اب اپنی سرد آہوں میں
کھلیں گے پھول نظر کے سحر کی بانہوں میں
دکھے دلوں کو اسی آس کا سہارا ہے
خدا تمہارا نہیں ہے، خدا ہمارا ہے
اُسے زمین پہ یہ ظلم کب گوارا ہے

طلسمِ سایۂ خوف و ہراس توڑیں گے
قدم بڑھائیں گے زنجیرِ یاس توڑیں گے
کبھی کسی کے نہ ہم دل کی آس توڑیں گے
رہے گا یاد جو عہدِ ستم گزارا ہے
اُسے زمین پہ یہ ظلم کب گوارا ہے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

کیا یہ کس نے تقاضا ہمیں شراب ملے
ہر اک فراق گوارا مگر کتاب ملے

یہ سوچ کر نہ کبھی ہم نے عرضِ حال کیا
کہ اُس طرف سے ہمیں جانے کیا جواب ملے

نہ کوہ پر اُنھیں دیکھا نہ دشت میں پایا
عدالتوں ہی میں عشاقِ انقلاب ملے

ہمارے سامنے اُبھرے اُبھر کے ڈوب گئے
اُفق پہ ایسے بھی کچھ ہم کو آفتاب ملے

بہار آئی مگر ہم کو یہ رہی حسرت
کسی روش پہ مہکتا کوئی گلاب ملے

مٹے جو راہِ وطن میں پڑے ہیں زنداں میں
وہ حکمراں ہیں سروں کے جنھیں خطاب ملے

اسیرِ رنج و مِحَن اک ہمیں نہ تھے جالبؔ
قفس میں اور بہت خانماں خراب ملے

اپنے بچوں کے نام

میں ضرور آؤں گا اک عہدِ حسیں کی صُورت
دکھ میں ڈوبے ہوئے دن رات گزر جائیں گے
کوئی تحقیر کی نظروں سے نہ دیکھے گا ہمیں
پیار کے رنگ ہر اک سمت بکھر جائیں گے
پیار اُگائے گی نگاہوں کو سکوں بخشے گی
یہ زمیں خُلدِ بریں کی صُورت
میں ضرور آؤں گا اک عہدِ حسیں کی صُورت

ایسے الفاظ نہ اوراقِ لغت میں ہوں گے
جن سے انسان کی توہین کا پہلو نکلے
ایسے افکار بھی زندہ نہ رہیں گے جن سے
چند لوگوں ہی کی تسکین کا پہلو نکلے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

خوں نہ روئے گا کبھی درد کی تنہائی میں
دل کسی خاک نشیں کی صُورت
میں ضرور آؤں گا اک عہدِ حسیں کی صُورت

کسی لہجے سے نہ مجروح سماعت ہوگی
جہل کے ناز اُٹھانے نہ پڑیں گے ہم کو
یاس انگیز اندھیرا نہ کبھی چھائے گا
آس کے دیپ بجھانے نہ پڑیں گے ہم کو
غم کے ماروں کی ہر اک شام چمک اٹھے گی
صبح فرخندہ جبیں کی صُورت
میں ضرور آؤں گا اک عہدِ حسیں کی صُورت

لتا

تیرے مدھر گیتوں کے سہارے
بیتے ہیں دِن رَین ہمارے

تیری اگر آواز نہ ہوتی
بجھ جاتی جیون کی جوتی

تیرے سچے سُر ہیں ایسے
جیسے سورج، چاند، ستارے

تیرے مدھر گیتوں کے سہارے
بیتے ہیں دن رین ہمارے

کیا کیا تو نے گیت ہیں گائے
سُر جب لاگے من جُھک جائے

تجھ کو سُن کر جی اٹھتے ہیں
ہم جیسے دکھ درد کے مارے
تیرے مدھر گیتوں کے سہارے
بیتے ہیں دن رین ہمارے
میرا تجھ میں آن بسی ہے
انگ وہی ہے رنگ وہی ہے
جگ میں تیرے داس ہیں اتنے
جتنے ہیں آکاش پہ تارے
تیرے مدھر گیتوں کے سہارے
بیتے ہیں دن رین ہمارے

(حیدر آباد جیل میں لکھی گئی)

○

تیری بھیگی ہوئی آنکھیں ہیں مجھے یاد اب تک
تو اسی طرح خیالوں میں ہے آباد اب تک

تو مرے ساتھ ہمیشہ رہی دھڑکن دھڑکن
تجھ کو بھولا نہیں اے جاں دلِ ناشاد اب تک

آنسوؤں پہ وہی پہرے ہیں ستم گاروں کے
وہی ہونٹوں پہ ہے سہمی ہوئی فریاد اب تک

اپنا افسانۂ غم کس کو سناتے جالبؔ
ہم تو سنتے رہے اوروں ہی کی روداد اب تک

○

چُور تھا زخموں سے دل، زخمی جگر بھی ہوگیا
اُس کو روتے تھے کہ سُونا یہ نگر بھی ہوگیا

لوگ اسی صورت پریشاں ہیں جدھر بھی دیکھئے
اور وہ کہتے ہیں کوہِ غم تو سر بھی ہوگیا

بام و در پر ہے مسلّط آج بھی شامِ الم
یوں تو ان گلیوں سے خورشیدِ سحر بھی ہوگیا

اُس ستمگر کی حقیقت ہم پہ ظاہر ہوگئی
ختم خوش فہمی کی منزل کا سفر بھی ہوگیا

میری بچّی

میری بچّی میں آؤں نہ آؤں
آنے والا زمانہ ہے تیرا
تیرے ننھے سے دل کو دکھوں نے
میں نے مانا کہ ہے آج گھیرا
آنے والا زمانہ ہے تیرا

تیری آشا کی بگیا کھِلے گی
چاند کی تجھ کو گڑیا ملے گی
تیری آنکھوں میں آنسو نہ ہوں گے
ختم ہوگا ستم کا اندھیرا
آنے والا زمانہ ہے تیرا

Scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

درد کی رات ہے کوئی دم کی
ٹوٹ جائے گی زنجیر غم کی
مسکرائے گی ہر آس تیری
لے کے آئے گا خوشیاں سویرا
آنے والا زمانہ ہے تیرا

سچ کی راہوں میں جو مر گئے ہیں
فاصلے مختصر کر گئے ہیں
دُکھ نہ جھیلیں گے ہم منہ چھپا کے
سُکھ نہ لوٹے گا کوئی لٹیرا
آنے والا زمانہ ہے تیرا

○

کسی سے حالِ دلِ زار مت کہو سائیں
یہ وقت جیسے بھی گزرے گزار لو سائیں

وہ اس طرح سے ہیں بچھڑے کہ مل نہیں سکتے
وہ اب نہ آئیں گے ان کو صدا نہ دو سائیں

تمہیں پیام دیئے ہیں صبا کے ہاتھ بہت
تمہارے شہر میں ہیں تم جو آسکو سائیں

نہ مال و زر کی تمنا نہ جاہ و حشمت کی
ملیں گے پیار سے ہم ایسے لوگ تو سائیں

کہیں تو کس سے کہیں اور سنے تو کون سنے
گزر گئی ہے محبت میں ہم پہ جو سائیں

اکیلے جاگتے رہنے سے کچھ نہیں ہوگا
تمام خواب میں ہیں تم بھی سو رہو سائیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

میری بانہوں میں رہے میری نگاہوں میں رہے
اِس سے پہلے اس قدر کب وہ خیالوں میں رہے

رفتگاں کو یاد کرنے کی بہت فرصت ملی
میری آنکھوں میں رہے وہ میرے اشکوں میں رہے

آشیاں سے بھی قفس کی زندگی اچھی لگی
رات دن بچھڑے ہوئے احباب یادوں میں رہے

موت بھی ان کو جدا مجھ سے نہ جالبؔ کر سکی
میرے گیتوں میں رہے وہ میری غزلوں میں رہے

کہنے کی بات

شاعر بھی زنجیر بپا ہے گائک بھی آزاد نہیں
ہر دل پر ہیں خوف کے سائے کون ہے جو ناشاد نہیں

اُونچ نیچ کی گرد نہ پڑنے دو سوچوں کے دامن پر
یہی کہا تھا ہم نے یارو اور ہمیں کچھ یاد نہیں

جو کہنے کی بات تھی کہہ کر دار و رسن تک آئے ہیں
ہونٹوں پر ہے گیت وفا کا آہ نہیں فریاد نہیں

لاکھ دھڑکتا ہو پہلو میں پتھر ہی کہلائے گا
انسانوں کے درد سے جو دل اے جالبؔ آباد نہیں

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

زندگی بھر ذہن و دل پر خوف کے سائے رہے
ہائے سچّائی کے کتنے پھول مرجھائے رہے

عمر اپنی کٹ گئی محرومیوں کی دھوپ میں
چند لوگوں کا مقدّر زلف کے سائے رہے

روشنی کے دشمنوں نے روشنی ہونے نہ دی
ایک مدّت تک خیال و فکر دھندلائے رہے

دوسروں کو روشنی دیتے رہے دن رات ہم
اپنے ارمانوں کے سورج چاند گہنائے رہے

آ رہی ہے، آنے والی ہے محبت کی سحر
ہم یہی کہہ کہہ کے اپنے دل کو بہلائے رہے

کچھ لوگ خیالوں سے چلے جائیں تو سوئیں
بیتے ہوئے دن رات نہ یاد آئیں تو سوئیں

چہرے جو کبھی ہم کو دکھائی نہیں دیں گے
آ آ کے تصور میں نہ تڑپائیں تو سوئیں

برسات کی رُت کے وہ طرب ریز مناظر
سینے میں نہ اک آگ سی بھڑکائیں تو سوئیں

صبحوں کے مقدّر کو جگاتے ہوئے مکھڑے
آنچل جو نگاہوں میں نہ لہرائیں تو سوئیں

محسوس یہ ہوتا ہے ابھی جاگ رہے ہیں
لاہور کے سب یار بھی سو جائیں تو سوئیں

ننھی جا سو جا

جب دیکھو تو پاس کھڑی ہے ننھی جا سو جا
تجھے بلاتی ہے سپنوں کی نگری جا سو جا
غصے سے کیوں گھور رہی ہے میں آجاؤں گا
کہہ جو دیا ہے تیرے لئے اک گڑیا لاؤں گا
گئی نہ ضد کرنے کی عادت تیری جا سو جا
ننھی جا سو جا
ان کالے دروازوں سے مت لگ کر دیکھ مجھے
اُڑ جاتی ہے نیند آنکھوں سے پاکر پاس تجھے
مجھ کو بھی سونے دے میری پیاری جا سو جا
ننھی جا سو جا
کیوں اپنوں اور بیگانوں کے شکوے کرتی ہے
کیوں آنکھوں میں آنسو لاکر آہیں بھرتی ہے
رونے سے کب رات کٹی ہے دکھ کی جا سو جا
ننھی جا سو جا

اپنے بیٹے طاہر عباس کی یاد میں

آج وہ زندہ جو ہوتا' وہ بھی خط لکھتا مجھے
پڑھ کے نور افشاں کا خط وہ اور یاد آیا مجھے

یوں تو کیا پایا ہے اس جینے میں اشکوں کے سوا
زندگی بھر اس کا کھو جانا نہ بھولے گا مجھے

پھول کو جب دیکھتا ہوں میری بھر آتی ہے آنکھ
لگ رہا ہے یہ جہاں صدیوں کا ویرانہ مجھے

جی بھی کیا سکتا تھا وہ اس سنگدل ماحول میں
اب سمجھ آیا جہاں سے اس کا اُٹھ جانا مجھے

باتیں تو کچھ ایسی ہیں کہ خود سے بھی نہ کی جائیں
سوچا ہے خموشی سے ہر اک زہر کو پی جائیں

اپنا تو نہیں کوئی وہاں پوچھنے والا
اُس بزم میں جانا ہے جنہیں اب تو وہی جائیں

اب تجھ سے ہمیں کوئی تعلق نہیں رکھنا
اچھا ہو کہ دل سے تری یادیں بھی چلی جائیں

اک عمر اُٹھائے ہیں سِتم غیر کے ہم نے
اپنوں کی تو اک پل بھی جفائیں نہ سہی جائیں

جالبؔ غمِ دوراں ہو کہ یادِ رُخِ جاناں
تنہا مجھے رہنے دیں مرے دل سے سبھی جائیں

صد شُکر

اہلِ سِتم کے حلقہ بگوشوں میں ہم نہیں
صد شکر اِن ضمیر فروشوں میں ہم نہیں

سچ ہی لکھتے جانا

دینا پڑے کچھ ہی ہرجانہ سچ ہی لکھتے جانا
مت گھبرانا مت ڈر جانا، سچ ہی لکھتے جانا

باطِل کی منہ زور ہَوا سے جو نہ کبھی بجھ پائیں
وہ شمعیں روشن کر جانا سچ ہی لکھتے جانا

پل دو پل کے عیش کی خاطر کیا دینا کیا جُھکنا
آخر سب کو ہے مرجانا سچ ہی لکھتے جانا

لوحِ جہاں پہ نام تمہارا لکھا رہے گا یونہی
جالبؔ سچ کا دم بھرجانا سچ ہی لکھتے جانا

○

ذرّے ہی سہی کوہ سے ٹکرا تو گئے ہم
دل لے کے سرِ عرصۂ غم آ تو گئے ہم

اب نام رہے یا نہ رہے عشق میں اپنا
رُودادِ وفا دار پہ دُہرا تو گئے ہم

کہتے تھے جو اب کوئی نہیں جاں سے گزرتا
لو جاں سے گزر کر انہیں جھٹلا تو گئے ہم

جاں اپنی گنوا کر کبھی گھر اپنا جلا کر
دل اُن کا ہر اک طور سے بہلا تو گئے ہم

کچھ اور ہی عالم تھا پسِ چہرۂ یاراں
رہتا جو یونہی راز اُسے پا تو گئے ہم

اب سوچ رہے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے
پھر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا تو گئے ہم

اٹھیں کہ نہ اٹھیں یہ رضا ان کی ہے جالبؔ
لوگوں کو سرِدار نظر آ تو گئے ہم

شکوہ نہ کر

کیا ہے عشق تو شکوہ نہ کر زمانے کا
بیاں ہوا تو گیا حسن اس فسانے کا

سزا کے طور پہ ہم کو ملا قفس جالبؔ
بہت تھا شوق ہمیں آشیاں بنانے کا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

شبِ الم کا سفر

کیا ہے صرف بہر گام خونِ قلب و جگر
بھلا سکے گی نہ ہم کو طلب کی راہ گزر

کہاں تمام ہوا ہے شبِ الم کا سفر
ابھی تو دور بہت دور ہے طلوعِ سحر

نہ اپنے لب پہ فغاں ہے نہ اپنی آنکھ ہی تر
ہمارے درد کی پھر بھی ہے اک جہاں کو خبر

اسے بجھا نہ سکے گی ہوا زمانے کی
جلا چکے ہیں لہو سے جو ہم چراغِ سحر

جگر کا خون ہوا دل بھی ہوگیا چھلنی
مگر ملال نہیں ہے ذرا بھی چہرے پہ

ضرور ان کے قدم لیں گی منزلیں اک دن
کہ ایک عمر سے اہلِ جنوں میں محوِ سفر

وہی ہوئے ہیں سرافراز دہر میں اے دوست
کٹا گئے ہیں رہِ عشق میں جو اپنے سر

سلام دیس کے جمہوریت پسندوں کو
جو سب کے حق کے لئے لڑ رہے ہیں شام سحر

ق

ہیں انقلاب کے ذاکر بہت زمانے میں
حکایتیں نہ سُنا عیشِ گفتگو سے گزر

نظر اُٹھا کے جہاں کو بھی دیکھ لے جالبؔ
عمل کی سمت بھی آ شعر و شاعری ہی نہ کر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دنیا ہے کتنی ظالم ہنستی ہے دل دُکھا کے
پھر بھی نہیں بجھائے ہم نے دیئے وفا کے

ہم نے سلوکِ یاراں دیکھا جو دشمنوں سا
بھر آیا دل ہمارا روئے ہیں منہ چھپا کے

کیوں کر نہ ہم بٹھائیں پلکوں پہ ان غموں کو
شام و سحر یہی تو ملتے ہیں مسکرا کے

تاعمر اس ہنر سے اپنی نہ جان چھوٹی
کھاتے رہے ہیں پتھر ہم آئینہ دکھا کے

اس زلفِ خم بہ خم کا سر سے گیا نہ سودا
دنیا نے ہم کو دیکھا سو بار آزما کے

جالبؔ ہوا قفس میں یہ راز آشکارا
اہلِ جنوں کے بھی تھے کیا حوصلے بلا کے

○

دشمنوں نے جو دشمنی کی ہے
دوستوں نے بھی کیا کمی کی ہے
خامشی پر ہیں لوگ زیرِ عتاب
اور ہم نے تو بات بھی کی ہے
مطمئن ہے ضمیر تو اپنا
بات ساری ضمیر ہی کی ہے
اپنی تو داستاں ہے بس اتنی
غم اٹھائے ہیں شاعری کی ہے
اب نظر میں نہیں ہے ایک ہی پھول
فکر ہم کو کلی کلی کی ہے
پاسکیں گے نہ عمر بھر جس کو
جستجو آج بھی اُسی کی ہے
جب مہ و مہر بجھ گئے جالبؔ
ہم نے اشکوں سے روشنی کی ہے

شامِ غم کو سحر کہوں کیسے
دوستوں کو فریب دوں کیسے

دار تک سب پہنچ گئے ہیں یار
دوش پر سر لئے پھروں کیسے

عمر بھر ساتھ چلنے والوں کو
یوں سرِ راہ چھوڑ دوں کیسے

اب کہاں خوں اسے پلانے کو
اُس ستمگر سے اب ملوں کیسے

دو قدم پر ہے منزلِ جاناں
اب رہِ عشق میں رُکوں کیسے

مجھ میں جب تک ہے زندگی باقی
ظلم سے ہار مان لوں کیسے

قاتلِ مہر و ماہ کو جالبؔ
امن کی روشنی کہوں کیسے

یہ منصف بھی تو قیدی ہیں ہمیں انصاف کیا دیں گے
لکھا ہے ان کے چہروں پر جو ہم کو فیصلہ دیں گے

اٹھائیں لاکھ دیواریں طلوعِ مہر تو ہوگا
یہ شب کے پاسباں کب تک نہ ہم کو راستہ دیں گے

ہمیں تو شوق ہے اہلِ جنوں کے ساتھ چلنے کا
نہیں پروا ہمیں یہ اہلِ دانش کیا سزا دیں گے

ہمارے ذہن میں آزاد مستقبل کا نقشہ ہے
زمیں کے ذرّے ذرّے کا مقدّر جگمگا دیں گے

ہمارے قتل پر جو آج ہیں خاموش کل جالبؔ
بہت آنسو بہائیں گے بہت دادِ وفا دیں گے

عہدِ سزا

یہ ایک عہد سزا ہے جزا کی بات نہ کر
دُعا سے ہاتھ اٹھا رکھ، دوا کی بات نہ کر

خدا کے نام پہ ظالم نہیں یہ ظلم روا
مجھے جو چاہے سزا دے خدا کی بات نہ کر

حیات اب تو انہی مجلسوں میں گزرے گی
ستم گروں سے کوئی التجاء کی بات نہ کر

انہی کے ہاتھ میں پتھر ہیں جن کو پیار کیا
یہ دیکھ حشر ہمارا وفا کی بات نہ کر

ابھی تو پائی ہے میں نے رہائی رہزن سے
بھٹک نہ جاؤں میں پھر رہنما کی بات نہ کر

بجھا دیا ہے ہوا نے ہر اک دیا کا دیا
نہ ڈھونڈ اہلِ کرم کو دیا کی بات نہ کر

نزولِ حبس ہُوا ہے فلک سے اے جالبؔ
گھٹا گھٹا ہی سہی دم گھٹا کی بات نہ کر

دل کی شگفتگی کے ہیں آثار پھر بہت
اہلِ جفا ہیں درپئے آزاد پھر بہت

جو لفظ کھا گئے تھے چمن کی شگفتگی
ہر صبح لکھ رہے ہیں وہ اخبار پھر بہت

جو بچ رہا ہے اس کو گنوانے کے واسطے
کوشاں ہیں اہلِ جبہ و دستار پھر بہت

○

دکھ اٹھانے میں ہے کمال ہمیں
کر گیا فن یہ لازوال ہمیں

iqbalmt@oneurdu.com
Scanned by

بیادشاہ عبداللطیف بھٹائی

پچھلے دنوں جو بلوانوں نے یہاں قیامت ڈھائی
اُس پر کیا کیا دل رویا ہے پوچھ نہ شاہ بھٹائی

اپنی اپنی سوچ ہے پیارے اپنا اپنا دل ہے
تو نے لیں قاتل کی بلائیں آنکھ مری بھر آئی

میں نے اتنی دُور سے خوں بہنے کا شور سُنا ہے
پاس ہی رہنے والوں تک کوئی آواز نہ آئی

یوسف کے قصے سے ہم کو یہ ادراک ہوا ہے
مال منال کے سب ہیں بندے کون کسی کا بھائی

تخت و تاج کی افسوں کاری اندھا کر دیتی ہے
ہر سچ کی پہچان سے عاری ہوتی ہے دارائی

جھوٹی خبریں گھڑنے والے جھوٹے شعر سنانے والے
لوگو صبر کہ اپنے کیے کی جلد سزا ہیں پانے والے

درد تو آنکھوں سے بہتا ہے اور چہرہ سب کچھ کہتا ہے
یہ مت لکھو وہ مت لکھو آئے بڑے سمجھانے والے

خود کاٹیں گے اپنی مشکل خود پائیں گے اپنی منزل
راہزنوں سے بھی بدتر ہیں راہنما کہلانے والے

ان سے پیار کیا ہے ہم نے ان کی راہ میں ہم بیٹھے ہیں
ناممکن ہے جن کا ملنا اور نہیں جو آنے والے

ان پر بھی ہنستی تھی دنیا آوازے کستی تھی دُنیا
جالب اپنی ہی صورت تھے عشق میں جاں سے جانے والے

iqbalmt@oneurdu.com

تیرے ہونے سے

دل کی کونپل ہری تیرے ہونے سے ہے
زندگی، زندگی تیرے ہونے سے ہے

کِشت زاروں میں تو، کارخانوں میں تو
ان زمینوں میں تو، آسمانوں میں تو

شعر میں، نثر میں، داستانوں میں تو
شہر و صحرا میں تو اور چٹانوں میں تو

حُسنِ صورت گری تیرے ہونے سے ہے
زندگی، زندگی تیرے ہونے سے ہے

تجھ سے ہے آفرینش، نمو، ارتقاء
تجھ سے ہیں قافلے، راستے، رہنما

تو نہ ہوتی تو کیا تھا چمن، کیا صبا
کیسے کٹتا سفر درد کا یاس کا

آس کی روشنی تیرے ہونے سے ہے
زندگی، زندگی تیرے ہونے سے ہے

خوف و نفرت کی ہر حد مٹانے نکل
عقل و دانش کی شمعیں جلانے نکل

زیر دستوں کی ہمت بندھانے نکل
ہم خیال اور اپنے بنانے نکل

لب کشا بے کسی تیرے ہونے سے ہے
زندگی، زندگی تیرے ہونے سے ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

نذرِ مصحفی

اک شخص باضمیر مرا یار مصحفی
میری طرح وفا کا پرستار مصحفی

رہتا تھا کج کلاہ امیروں کے درمیاں
یکسر لئے ہوئے مرا کردار مصحفی

دیتے ہیں داد غیر کو کب اہل لکھنؤ
کب داد کا تھا ان سے طلب گار مصحفی

ناقدری جہاں سے کئی بار آکے تنگ
اک عمر شعر سے رہا بے زار مصحفی

دربار میں تھا بار کہاں اس غریب کو
برسوں مثالِ میر پھرا خوار مصحفی

میں نے بھی اس گلی میں گزاری ہے رو کے عمر
ملتا ہے اس گلی میں کسے پیار مصحفی

ناداں نہیں ہیں یار

جن کو جہاں کا غم ہے وہ معدودے چند ہیں
ورنہ تمام اپنی ترقی پسند ہیں

دشتِ وفا میں ساتھ ہمارے وہ کیوں چلیں
ناداں نہیں ہیں یار بڑے ہوشمند ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

بہت روشن ہے شامِ غم ہماری
کسی کی یاد ہے ہم دم ہماری

غلط ہے لاتعلق ہیں چمن سے
تمہارے پھول اور شبنم ہماری

یہ پلکوں پر نئے آنسو نہیں ہیں
ازل سے آنکھ ہے پُرنم ہماری

ہر اک لب پر تبسم دیکھنے کی
تمنا کب ہوئی ہے کم ہماری

کہی ہے ہم نے خود سے بھی بہت کم
نہ پوچھو داستانِ غم ہماری

ظلمت کو جو فروغ ہے دیدہ وروں سے ہے
یہ کاروبارِ شب انہی سوداگروں سے ہے

انھیں تو ہر غرورِ شہی خاک میں ملے
قصرِ بلند بامؑ خمیدہ سروں سے ہے

یہ اور بات اس پہ مسلط ہیں بدنہاد
یہ خوش نما دیار ہمیں بے گھروں سے ہے

کیا عقل کیا شعور کی باتیں کریں یہاں
سر کو معاملہ تو یہاں پتھروں سے ہے

اب سے نہیں ہیں تشنہ لبوں کو شکایتیں
یہ میکدہ تو کب سے تہی ساغروں سے ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ملاقات

جو ہو نہ سکی بات وہ چہروں سے عیاں تھی
حالات کا ماتم تھا ملاقات کہاں تھی

اس نے نہ ٹھہرنے دیا پہروں مرے دل کو
جو تیری نگاہوں میں شکایت مری جاں تھی

گھر میں بھی کہاں چین سے سوئے تھے کبھی ہم
جو رات ہے زنداں میں وہی رات وہاں تھی

یکساں ہیں مری جان قفس اور نشیمن
انساں کی توقیر یہاں ہے نہ وہاں تھی

شاہوں سے جو کچھ ربط نہ قائم ہوا اپنا
عادت کا بھی کچھ جبر تھا کچھ اپنی زباں تھی

صیاد نے یونہی تو قفس میں نہیں ڈالا
مشہور گلستاں میں بہت میری فغاں تھی

تو ایک حقیقت ہے مری جاں مری ہمدم
جو تھی مری غزلوں میں وہ اک وہم و گماں تھی

محسوس کیا میں نے ترے غم سے غمِ دہر
ورنہ مرے اشعار میں یہ بات کہاں تھی

لمبی نہیں ہے ظلم کی عمر

ہم اور اپنوں کے کیا پاس چھوڑ آئے ہیں
یہی کہ دہشت و افلاس چھوڑ آئے ہیں

ہماری قید سے لمبی نہیں ہے ظلم کی عمر
یہی حسین سا احساس چھوڑ آئے ہیں

کسی بھی شام نہ آئے گی مے کی یاد ہمیں
درِ قفس سے اُدھر پیاس چھوڑ آئے ہیں

ہماری ذکر سے خالی نہ ہوگی بزم کوئی
ہم اپنے ذہن کی وہ باس چھوڑ آئے ہیں

چلے تھے جب تو نہ تھا رنگِ یاس چہروں پر
دلوں میں ایک عجب آس چھوڑ آئے ہیں

میر و غالب بنے یگانہ بنے
آدمی اے خدا خدا نہ بنے

موت کی دسترس میں کب سے ہیں
زندگی کا کوئی بہانہ بنے

اپنا شاید یہی تھا جرم اے دوست
با وفا بن کے بے وفا نہ بنے

ہم پہ اک اعتراض یہ بھی ہے
بے نوا ہو کے بے نوا نہ بنے

یہ بھی اپنا قصور کیا کم ہے
کسی قاتل کے ہم نوا نہ بنے

کیا گلہ سنگدل زمانے کا
آشنا ہی جب آشنا نہ بنے

چھوڑ کر اس گلی کو اے جالبؔ
اک حقیقت سے ہم فسانہ بنے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

نہ کوئی شب ہو شبِ غم یہ سوچتے ہیں ہم
کسی کی آنکھ نہ ہو نم، یہ سوچتے ہیں ہم

گلہ گزار نہ ہو کوئی چشمِ ساقی کا
کسی پہ لطف نہ ہو کم، یہ سوچتے ہیں ہم

کسی کے لب پہ نہ ہو داستانِ تشنہ لبی
زمیں پہ کوئی نہ ہو جم، یہ سوچتے ہیں ہم

زمیں پہ آگ نہ برسے فضا سدا مہکے
بپا نہ ہو کہیں ماتم، یہ سوچتے ہیں ہم

کرے نہ کوئی زمانے میں جنگ کی باتیں
جھکے نہ امن کا پرچم، یہ سوچتے ہیں ہم

کسی کا حق ہے سمندر پہ اور کوئی پیاسا
یہ کیا ہے، کیوں ہے یہ عالم، یہ سوچتے ہیں ہم

سفر ہے شب کا دلِ ہمرہاں بجھے نہ کہیں
لگن کی لو نہ ہو مدھم، یہ سوچتے ہیں ہم

سچ کہہ کے کسی دور میں پچھتائے نہیں ہم
کردار پہ اپنے کبھی شرمائے نہیں ہم

زنداں کے درو بام ہیں دیرینہ شناسا
پہنچے ہیں سرِدار تو گھبرائے نہیں ہم

ایک یاد

کچے آنگن کا وہ گھر وہ بام و در
گاؤں کی پگڈنڈیاں وہ رہ گزر
وہ ندی کا سُرمئی پانی شجر
جا نہیں سکتا بجا ان تک مگر
سامنے رہتے ہیں وہ شام و سحر

رخشندہ زویا سے

(13 اپریل 1981ء جیل کی ایک ملاقات پر)

کہہ نہیں سکتی پر کہتی ہے
مجھ سے میری ننھی بچی
ابو گھر چل
ابو گھر چل
اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا
کیوں زنداں میں رہ جاتا ہوں
کیوں نہیں ساتھ میں اُس کے چلتا
کیسے ننھی کو سمجھاؤں
گھر بھی تو زنداں کی طرح ہے

(کوٹ لکھپت جیل)

ہتھکڑی

اُس کو شاید کھلونا لگی ہتھکڑی
میری بچّی مجھے دیکھ کر ہنس پڑی

یہ ہنسی تھی سحر کی بشارت مجھے
یہ ہنسی دے گئی کتنی طاقت مجھے

کس قدر زندگی کو سہارا ملا
ایک تابندہ کَل کا اشارا ملا

کیسے کہیں کہ یادِ یار جا رات جاچکی بہت
رات بھی اپنے ساتھ ساتھ آنسو بہا چکی بہت

چاند بھی ہے تھکا تھکا تارے بھی ہیں بجھے بجھے
تیرے ملن کی آس پھر دیپ جلا چکی بہت

آنے لگی ہے یہ صدا دور نہیں ہے شہرِ گُل
دُنیا ہماری راہ میں کانٹے بِچھا چکی بہت

کھلنے کو ہے قفس کا در پانے کو ہے سکوں نظر
اے دلِ زار شامِ غم ہم کو رُلا چکی بہت

اپنی قیادتوں میں اب ڈھونڈیں گے لوگ منزلیں
راہزنوں کی رہبری راہ دکھا چکی بہت

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ہوتا ہے سرِ شام سلاخوں کا جو در بند
کرلیتے ہیں ہم بھی کئی مہتاب نظر بند

ترسیں گی اجالوں کو شبِ غم کی نگاہیں
ہوجائے گا جس روز مرا دیدۂ تر بند

رستہ کہاں سورج کا کوئی روک سکا ہے
ہوتی ہے کہاں رات کے زنداں میں سحر بند

جینا ہمیں آتا ہے بہر طور مری جاں
کرتے رہیں وہ زیست کی ہر راہ گزر بند

ہے فرض تجھی پر کہ ہر اک عہد میں جالبؔ
آلام اٹھائے جا زباں اپنی نہ کر بند

ملا کرتی نہیں عظمت یونہی تو
یہ ہاتھ آتی نہیں دولت یونہی تو

وفا کی ہے سدا اہلِ جنوں سے
نہیں حاصل ہوئی شہرت یونہی تو

بنایا آپ اسے جاتا ہے پیارے
بنا کرتی نہیں قسمت یونہی تو

رہا نا آشنا تو بھی ہے ہمدم
قفس میں ہے مری صورت یونہی تو

نہیں حق چھینتے ہم غاصبوں سے
مقدر میں ہے ہر ذلت یونہی تو

بھکاری ہیں زمانے کی نظر میں
کوئی کرتا نہیں عزت یونہی تو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ہیں قصر اُن کے ہماری ہڈیوں پر
مجھے شاہوں سے ہے نفرت یونہی تو

علاج اس میں نہیں سب کے دُکھوں کا
نظامِ زر سے ہے نفرت یونہی تو

دل پر جو زخم ہیں وہ دکھائیں کسی کو کیا
اپنا شریکِ درد بنائیں کسی کو کیا

ہر شخص اپنے اپنے غموں میں ہے مبتلا
زنداں میں اپنے ساتھ رُلائیں کسی کو کیا

بچھڑے ہوئے وہ یار وہ چھوڑے ہوئے دیار
رہ رہ کے ہم کو یاد جو آئیں کسی کو کیا

رونے کو اپنے حال پہ تنہائی ہے بہت
اُس انجمن میں خود پہ ہنسائیں کسی کو کیا

وہ بات چھیڑ جس میں جھلکتا ہو سب کا غم
یادیں کسی کی تجھ کو ستائیں کسی کو کیا

سوئے ہوئے ہیں لوگ تو ہوں گے سکون سے
ہم جاگنے کا روگ لگائیں کسی کو کیا

جالب نہ آئے گا کوئی احوال پوچھنے
دیں شہرِ بے حساں میں صدائیں کسی کو کیا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اے دلِ وہ تمہارے لئے بے تاب کہاں ہیں
دھندلائے ہوئے خواب ہیں احباب کہاں ہیں

ان پر بھی شبِ غم اسی صورت ہے مسلّط
اپنی ہی طرح وہ بھی سکوں یاب کہاں ہیں

آتے ہیں نظر بے سرو ساماں ہی قفس میں
حاکم جنہیں بننا ہے وہ نوآب کہاں ہیں

اب نالہ و شیون کی صدائیں نہیں آتیں
اے درد کی شب وہ ترے بے تاب کہاں ہیں

دن ہی کوئی روشن نہ کوئی رات منوّر
خورشید کہاں ہیں مرے مہتاب کہاں ہیں

تو شکوہ سرا ہے تو کبھی آہ بہ لب ہے
زنداں کے مری جان یہ آداب کہاں ہیں

وہ جام بکف شام نہ وہ صحبتِ یاراں
جینے کے ترے شہر میں اسباب کہاں ہیں

○

ہم جو اب تک اٹھا رہے ہیں ستم
شاید اپنا جگر ہے آہن کا

ہر کلی کی ہے آنکھ میں آنسو
حال کیا ہوگیا ہے گلشن کا

جو سپہ عورتوں سے ڈرتی ہے
سامنا کیا کرے گی دشمن کا

حیف زنداں میں ڈال رکھا ہے
کم نگاہوں نے حُسن آنگن کا

دھن کی دنیا ہے دھن کے سب دھندے
کوئی ہوتا نہیں ہے بِن دھن کا

جس کی بجنی الگ ہو زنداں میں
کیا اٹھائے وہ لُطف ساون کا

یاد آتا ہے ہم کو زنداں میں
گاؤں اپنا زمانہ بچپن کا

گیت گاتی ہے جو مرے من کے
شوق ہے مجھ کو اس کے درشن کا

دکھ کے سائے سمٹنے لگتے ہیں
کیا جواب اس نوائے روشن کا

یہ سوچ کر نہ مائلِ فریاد ہم ہوئے
آباد کب ہوئے تھے کہ برباد ہم ہوئے

ہوتا ہے شاد کام یہاں کون باضمیر
ناشاد ہم ہوئے تو بہت شاد ہم ہوئے

پرویز کے جلال سے ٹکرائے ہم بھی ہیں
یہ اور بات ہے کہ نہ فرہاد ہم ہوئے

کچھ ایسے بھا گئے ہمیں دُنیا کے درد و غم
کوئے بتاں میں بھولی ہوئی یاد ہم ہوئے

جالب تمام عمر ہمیں یہ گماں رہا
اس زلف کے خیال سے آزاد ہم ہوئے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

نگاہوں کے قفس میں اور ہوں چہروں کے زنداں میں
اگر ہو میرے بس میں تو نکل جاؤں بیاباں میں

جسے ملیئے ہمیں اس شہر میں دیوانہ کہتا ہے
نہ جانے کیا خرابی ہے مری جاں عشقِ انساں میں

ترحّم کی نگاہوں سے نہ مجھ کو دیکھ اے دنیا
رہا ہے ہاتھ میرا بھی ہر اک شہ کے گریباں میں

وہی ہیں صاحبِ توفیق بھی یارو کدھر جائیں
سُنا کر شعر دکھ ہوتا ہے بزمِ نا شناساں میں

کہیں سے بھی صدائے نالہ و شیون نہیں آتی
عجب اک ہُو کا عالم ہے دیارِ درد منداں میں

منصف ہوئے بیدار اسیروں کی فغاں سے
الجھے ہیں کچھ انوار اندھیروں کے جہاں سے

اک زلف کی خاطر نہیں، انصاف کی خاطر
ٹکرائے ہیں ہر دور میں ہم کوہِ گراں سے

نظروں میں وہی زلف کے خم عارض و لب ہیں
نکلے ہیں کہاں آج بھی ہم کوئے بتاں سے

اُبھرے نہیں ہم سطح سے دو گز بھی مری جاں
ہو آئے ہیں اغیار مہ و کاہکشاں سے

نقاد تو بن جائیں گے حاسد مرے جالبؔ
لائیں گے مرا حُسنِ ودیعت وہ کہاں سے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دلِ پُر شوق کو پہلو میں دبائے رکھا
تجھ سے بھی ہم نے ترا پیار چھپائے رکھا

چھوڑ اس بات کو اے دوست کہ تجھ سے پہلے
ہم نے کس کس کو خیالوں میں بسائے رکھا

غیر ممکن تھی زمانے کے غموں سے فرصت
پھر بھی ہم نے ترا غم دل میں بسائے رکھا

پھول کو پھول نہ کہتے سو اسے کیا کہتے
کیا ہوا غیر نے کالر پہ سجائے رکھا

جانے کس حال میں ہیں کون سے شہروں میں ہیں وہ
زندگی اپنی جنہیں ہم نے بنائے رکھا

ہائے کیا لوگ تھے وہ لوگ پری چہرہ لوگ
ہم نے جن کے لئے دنیا کو بھلائے رکھا

اب ملیں بھی تو نہ پہچان سکیں ہم ان کو
جن کو اک عمر خیالوں میں بسائے رکھا

صدا تو دے

زمیں پہ ہیں کہ سرِ آسماں ہیں اے دنیا
ہمارا ذکر بھی کر ہم کہاں ہیں اے دنیا

تو مسکرائے سدا چمن سے رہے آباد
ترے سکوں کے لئے ہی رواں ہیں اے دنیا

ترے چمن کی بہاروں کے ہم محافظ ہیں
ہمیں نہ بھول ترے پاسباں ہیں اے دنیا

ہے تجھ پہ چھائی ہوئی موت کی خموشی کیوں
صدا تو دے تیرا نام و نشاں ہیں اے دُنیا

○

جنہیں ہم چاہتے ہیں والہانہ
وہ اپنے قاتلوں کو چاہتے ہیں

ہمیں آسانیاں کیوں ہوں میسر
کہ ہم خود مشکلوں کو چاہتے ہیں

ہمیں ہے عشق بڑھتے فاصلوں سے
گریزاں منزلوں کو چاہتے ہیں

○

غریبوں کا گلشن جلا ہی کرے ہے
خدا جو کرے ہے بھلا ہی کرے ہے
نہیں جس کو آتا مقدّر بنانا
یونہی ہاتھ اپنے ملا ہی کرے ہے

○

بکھیری زلف جب کالی گھٹا نے
نظر میں پھر گئے بیتے زمانے

جنوں کچھ اور بھی نکھرا ہمارا
بگاڑا کچھ نہ صحرا کی ہوا نے

میانوالی میں کرکے قید مجھ کو
بہت احساں کیا اہلِ جفا نے

ہوا اس شہر میں محرّوم پیدا
لکھے اس نے یہاں دل کے فسانے

بنایا شہرِ جاں ریگِ رواں کو
محبت سے محبت آشنا نے

مجھے مٹتے دکھائی دے رہے ہیں
یہ زنداں اور یہ مقتل پُرانے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

گریں گی نفرتوں کی سب فصیلیں
یہاں گونجیں گے الفت کے ترانے

میانوالی مرا، لاہور میرا
مجھے لگتے ہیں سب منظر سہانے

قفس میں مر چلے تھے ہم تو جالب
بچایا ہم کو آوازِ لتا نے

سو جا

سو گیا شہر تو بھی اب سو جا
آپ ڈھل جائے گی یہ شب سو جا
سو گئے خامشی بتاتی ہے
جاگنے والے سب کے سب سو جا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

شعر سے شاعری سے ڈرتے ہیں
کم نظر روشنی سے ڈرتے ہیں

لوگ ڈرتے ہیں دشمنی سے تیری
ہم تری دوستی سے ڈرتے ہیں

دہر میں آہِ بے کساں کے سوا
اور ہم کب کسی سے ڈرتے ہیں

ہم کو غیروں سے ڈر نہیں لگتا
اپنے احباب ہی سے ڈرتے ہیں

داورِ حشر بخش دے شاید
ہاں مگر مولوی سے ڈرتے ہیں

روٹھتا ہے تو روٹھ جائے جہاں
ان کی ہم بے رُخی سے ڈرتے ہیں

ہر قدم پر ہے محتسب جالب
اب تو ہم چاندنی سے ڈرتے ہیں

اور کیا اس کے سوا چاہتے ہیں
نوعِ انساں کا بھلا چاہتے ہیں

ان کی دانست پہ آتی ہے ہنسی
جو ہماری بھی دُعا چاہتے ہیں

کتنے ناداں ہیں کہ ہر قاتل سے
اپنے ہم دُکھ کی دوا چاہتے ہیں

ہم بھی غالب کی طرح اے جالب
نہ ستائش نہ صلا چاہتے ہیں

○

آج اپنا ہے نہ کل تھا اپنا
کیوں کہیں تاج محل تھا اپنا

ایسا اُجڑا نہ ہوا پھر آباد
ہاں جو اک شہرِ غزل تھا اپنا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کوئی شعر نیا کوئی بات نئی کہنے کا جتن کرتے رہنا
انمول ہے پل پل جیون کا آہیں نہ یونہی بھرتے رہنا

کچھ کام نہیں آتی آہیں چلنے سے سمٹتی ہیں راہیں
تقدیر پہ کیا تہمت یارو بیٹھے بیٹھے دھرتے رہنا

سر ڈال کے چلتے رہنے سے کچھ اور بھی اُونچی ہوتی ہیں
دیواریں تو ہیں دیواریں ہی دیواروں سے کیا ڈرتے رہنا

دنیا کو اگر سُلجھا لیں گے ہر منزل کو ہم پا لیں گے
اک زلف کے غم میں کیا جالب جیتے رہنا مرتے رہنا

○

اگر ہے تو بس حُسن کی ذات بر حق
اگر ہے تو بس عشق کی بات اچھی

درِ میکدہ پر ملے شیخ صاحب
رہی آج ان سے ملاقات اچھی

سبھی بادہ خوار اُٹھ گئے ہیں وہ جالب
کہ جن سے تھی شامِ خرابات اچھی

○

وہ کنارِ جُو ملاقاتیں گئیں
ساتھ ان کے چاندنی راتیں گئیں

دل عجب قصوں میں اب ہے مبتلا
گیسو و رُخسار کی باتیں گئیں

iqbalmt@one.com Scanned by

غم وطن جو نہ ہوتا تو مقتدر ہوتے
ہم آسماں کے برابر زمیں پر ہوتے

ہمیں خیال نہ ہوتا جو بے نواؤں کا
قفس میں یوں نہ سلگتے ہم اپنے گھر ہوتے

نشاط و عیش سے کرتے بسر حیات اپنی
نہ بے کسی پہ کسی کی جو چشم تر ہوتے

جُھکا کے سر کو جو چلتے تو رفعتیں پاتے
صعوبتیں نہ اُٹھاتے جو بے ضرر ہوتے

بزرگ راہنما کون پھر اُنہیں کہتا
اگر یہ راہ نما راہ راست پر ہوتے

ہم ہی جب آئیں گے تو بنے گی بات میاں
ورنہ رہیں گے دکھ کے یہی حالات میاں

اب نہ بہیں گے آنسو پیاسی آنکھوں سے
رو رو کر کافی ہے بہت برسات میاں

صبح کی کرنیں ہر آنگن میں ناچیں گی
اور کوئی دم کی ہے یہ غم کی رات میاں

پھر نہ کرے گا کوئی بھی شکوہ قسمت کا
باگ ڈور آئے گی جب اپنے ہات میاں

دُکھیاروں کا راج اب آنے والا ہے
ہر ظالم کی ہوگی بازی مات میاں

○

جنوں کے بس میں ہے میرا پری جمال وطن
وہ ظلم اس پہ ہوئے ہیں کہ ہے نڈھال وطن
اسے رہائی ملے تو مری رہائی ہو
ازل سے ہے میری صورت خراب حال وطن

○

جانا ہے تمہیں دہر سے ایمان ہے اپنا
ہم آکے نہیں جائیں گے اعلان ہے اپنا

انساں سے جو نفرت کرے انسان نہیں ہے
ہر رنگ کا ہر نسل کا انسان ہے اپنا

تم امن کے دشمن ہو محبت کے ہو قاتل
دنیا سے مٹانا تمہیں ارمان ہے اپنا

کیوں اپنے رفیقوں کو پریشان کریں ہم
حالات سے دل لاکھ پریشان ہے اپنا

اس شاہ کے بھی ہم نے قصیدے نہیں لکھے
پاس اپنے گواہی کو یہ دیوان ہے اپنا

فرنگی کا جو میں دربان ہوتا
تو جینا کس قدر آسان ہوتا

مرے بچّے بھی امریکہ میں پڑھتے
میں ہر گرمی میں انگلستان ہوتا

مری انگلش بلا کی چُست ہوتی
بلا سے جو نہ اردو دان ہوتا

جھکا کے سر کو ہوجاتا جو سر میں
تو لیڈر بھی عظیم الشان ہوتا

زمینیں میری ہر صوبے میں ہوتیں
میں واللہ صدرِ پاکستان ہوتا

عورتوں کا ترانہ

جہاں ہیں محبوس اب بھی ہم وہ حرم سرائیں نہیں رہینگی
لرزتے ہونٹوں پہ اب ہمارے فقط دعائیں نہیں رہینگی

غصب شدہ حق پہ چُپ نہ رہنا ہمارا منشور ہوگیا ہے
اٹھے گا اب شور ہر ستم پر دبی صدائیں نہیں رہینگی

ہمارے عزمِ جواں کے آگے ہمارے سَیلِ رواں کے آگے
پرانے ظالم نہیں ٹکیں گے نئی بلائیں نہیں رہینگی

ہیں قتل گاہیں یہ عدل گاہیں انہیں بھلا کس طرح سراہیں
غلام عادل نہیں رہیں گے غلط سزائیں نہیں رہینگی

بنے ہیں جو خادمانِ ملّت وہ کرنا سیکھیں ہماری عزت
وگرنہ ان کے تنوں پہ بھی یہ سجی قبائیں نہیں رہینگی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

بڑے بنے تھے جالبؔ صاحب پٹے سڑک کے بیچ
گولی کھائی لاٹھی کھائی گرے سڑک کے بیچ

کبھی گریباں چاک ہُوا اور کبھی ہوا دل خوں
ہمیں تو یونہی ملے سخن کے صلے سڑک کے بیچ

جسم پہ جو زخموں کے نشاں ہیں اپنے تمغے ہیں
ملی ہے ایسی داد وفا کی کِسے سڑک کے بیچ

(خواتین کے جلوس پر لاٹھی چارج پر لکھے گئے)

یونہی پیارے کوئی منصور بنا کرتا ہے
حُسن پہ عشقِ صداقت سے ملا کرتا ہے

لاکھ کہتے رہیں وہ چاک گریباں نہ کروں
کبھی دیوانہ بھی پابند ہُوا کرتا ہے

اِذن سے لکھنے کا فن ہم کو نہ اب تک آیا
وہی لکھتے ہیں جو دل ہم سے کہا کرتا ہے

اُس کے ممنون ہی ہو جاتے ہیں درپے اُس کے
کیا بُرا کرتا ہے جو شخص بھلا کرتا ہے

اس کی آواز سُنو شہر کے دانشمندو
دُور پربت پہ کوئی آہ و بکا کرتا ہے

روز کر جاتا ہے کچھ اور پریشان مجھ کو
خوب اخبار مرے دکھ کی دوا کرتا ہے

آج یہ عیب ہے جالبؔ تجھے معلوم نہیں
جان کر حُسن تو ہر اک سے وفا کرتا ہے

نذرِ شہداء

بنائے ہیں سلطاں فرنگی کے درباں
بہت خوب کی قدرِ خونِ شہیداں

رہِ حق میں جاں اپنی دے کے مری جاں
بہت کر گئے منزلوں کو وہ آساں

مناتے ہیں چھپ چھپ کے ہم ان کی یادیں
جو باطل شکن تھے جو تھے مردِ میداں

رُخِ زندگی پر جو کچھ زندگی ہے
اُنہی کا کرم ہے اُنہی کا ہے احساں

وہ آزادیوں کے تھے خورشید جالبؔ
انہی کے لہو سے کھلے ہیں گلستاں

نذرِ مارکس

یہ جو شب کے ایوانوں میں اک ہلچل اک حشر بپا ہے
یہ جو اندھیرا سمٹ رہا ہے یہ جو اجالا پھیل رہا ہے

یہ جو ہر دکھ سہنے والا دکھ کا مداوا جان گیا ہے
مظلوموں مجبوروں کا غم یہ جو مرے شعروں میں ڈھلا ہے

یہ جو مہک گلشن گلشن ہے یہ جو چمک عالم عالم ہے
مارکسزم ہے مارکسزم ہے مارکسزم ہے مارکسزم ہے

scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

بیادِ فیضؔ

فیضؔ اور فیضؔ کا غم بھولنے والا ہے کہیں
موت یہ تیرا ستم بھولنے والا ہے کہیں

ہم سے جس وقت نے وہ شاہِ سخن چھین لیا
ہم کو وہ وقتِ الم بھولنے والا ہے کہیں

تیرے اشک اور بھی چمکائیں گے یادیں اس کی
ہم کو وہ دیدۂ نم بھولنے والا ہے کہیں

کبھی زنداں میں کبھی دُور وطن سے اے دوست
جو کیا اُس نے رقم بھولنے والا ہے کہیں

آخری بار اُسے دیکھ نہ پائے جالبؔ
یہ مُقدّر کا ستم بھولنے والا ہے کہیں

نذر ساحرؔ

یوں وہ ظلمت سے رہا دست و گریباں یارو
اس سے لرزاں تھے بہت شب کے نگہباں یارو

اُس نے ہر گام دیا حوصلۂ تازہ ہمیں
وہ نہ اک پل بھی رہا ہم سے گریزاں یارو

اس نے مانی نہ کبھی تیرگیٔ شب سے شکست
دل اندھیروں میں رہا اس کا فروزاں یارو

اُس کو ہر حال میں جینے کی ادا آتی تھی
وہ نہ حالات سے ہوتا تھا پریشاں یارو

اُس نے باطل سے نہ تازیست کیا سمجھوتہ
دہر میں اس سا کہاں صاحبِ ایماں یارو

اُس کو تھی کشمکشِ دیر و حرم سے نفرت
اُس سا ہندو نہ کوئی اس سا مسلماں یارو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اس نے سلطانیٔ جمہور کے نغمے لکھے
روح شاہوں کی رہی اس سے پریشاں یارو

اپنے اشعار کی شمعوں سے اُجالا کر کے
کر گیا شب کا سفر کتنا وہ آساں یارو

اُس کے گیتوں سے زمانے کو سنواریں آؤ
روحِ ساحرؔ کو اگر کرنا ہے شاداں یارو

بیادِ فراقؔ

کم پرانا بہت نیا تھا فراقؔ
اک عجب رمز آشنا تھا فراقؔ

دُور وہ کب ہوا نگاہوں سے
دھڑکنوں میں بسا ہوا تھا فراقؔ

شامِ غم کے سلگتے صحرا میں
اک امنڈتی ہوئی گھٹا تھا فراقؔ

امن تھا پیار تھا، محبت تھا
رنگ تھا نور تھا، نوا تھا فراقؔ

فاصلے نفرتوں کے مٹ جائیں
پیار ہی پیار سوچتا تھا فراقؔ

ہم سے رنج و الم کے ماروں کو
کس محبت سے دیکھتا تھا فراقؔ

عشق انسانیت سے تھا اس کو
ہر تعصب سے ماورا تھا فراقؔ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

بیادِ جوشؔ

ہم نے دل سے تجھے سدا مانا
تو بڑا تھا تجھے بڑا مانا

میرؔ و غالبؔ کے بعد انیسؔ کے بعد
تجھ کو مانا بڑا بجا مانا

تو کہ دیوانۂ صداقت تھا
تو نے بندے کو کب خدا مانا

تجھ کو پروا نہ تھی زمانے کی
تو نے دل ہی کا ہر کہا مانا

تجھ کو خود پہ تھا اعتماد اتنا
خود ہی کو تو نے رہنماء مانا

کی نہ شب کی کبھی پذیرائی
صبح کو لائقِ ثنا مانا

ہنس دیا سطحِ ذہنِ عالم پر
جب کسی بات کا بُرا مانا

یوں تو شاعر تھے اور بھی اے جوش
ہم نے تجھ سا نہ دوسرا مانا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

یوسف کامران

اوجھل ہوا ہے جب سے وہ چہرہ بہار سا
عالم تمام لگنے لگا ہے غبار سا

وہ کیا اٹھا یقین زمانے سے اُٹھ گیا
وہ تھا تو اس جہاں پہ تھا کچھ اعتبار سا

کذب و ریا سے اُس کا کوئی واسطہ نہ تھا
جیتا وہ کس طرح سے یہاں بن کے پارسا

اس سے ملے بغیر نہ آتا تھا ہم کو چین
رہتا تھا وہ ہمارے لئے بے قرار سا

کِس کو دکھائیں داغ کہیں کس سے حالِ دل
اب کون اس جہاں میں ہے اس غمگسار سا

اس سے دیارِ دیدہ و دل تھا چمن چمن
وہ تھا جو ایک اُس کا ہمیں انتظار سا

لے کر پھرے ہیں دل کو بہت دشت دباغ میں
سایہ نہ مل سکا کہیں دیوارِ یار سا

دشوار کب تھے اس کی رفاقت میں مرحلے
جالب نہیں ملے گا کوئی اپنے یار سا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

(نذرِ سید سبطِ حسن)

تہذیب تھا، شعور تھا سبطِ حسن تمام
وہ کیا اُٹھا کہ خواب ہوئی انجمن تمام

اُس کو کہاں تھی چند گلوں کی بقاء عزیز
اُس کو تو آرزو تھی کہ مہکے چمن تمام

اُس کی نگارشات سے بڑھتی رہے گی بات
ہوگا نہ ارتقاء کا کبھی بانکپن تمام

سیکھیں گے اور سکھائیں گے کیسے کریں حیات
اُس کے خیال و فکر سے اہلِ سخن تمام

لیتی ہے زیست اُن کے قدم اُس نے سچ کہا
ڈرتے نہیں ہیں موت سے جب مرد و زن تمام

غاصب نہیں رہیں گے وہ کیا خوب کہہ گیا
اُٹھیں گے جب عتاب زدہ خستہ تن تمام

چرچا ہے اس کے نام کا جالبؔ گلی گلی
جاگے ہیں اُس کی سوچ سے کوہ و دمن تمام

(بیادِ سید سبطِ حسن)

رُوٹھ جاؤں تو محبت سے منانے والا
اب کہاں کوئی مرے ناز اُٹھانے والا

سر کے بل جاتے ہیں دربار میں سب اہلِ قلم
کون اب میری طرح سر نہ جُھکانے والا

عُمر بھر وہ بھی رہا قصر نشینوں سے الگ
دامِ زرتار میں وہ بھی تھا نہ آنے والا

حکمرانوں کا رہا وہ بھی مُلازم نہ مشیر
اُس کو آتا تھا کہاں کام زمانے والا

خواب میں محو تھا خاموش پڑا تھا کیسے
خواب سے سارے زمانے کو جگانے والا

میں بھی ہوں آپ بھی ہیں کون مگر اُس جیسا
دشمنِ تاج وراں تخت گرانے والا

رُونقِ بزمِ جہاں یُونہی رہے گی جالبؔ
کچھ مگر اور تھا وہ رنگ جمانے والا

مشروط رہائی

دوستو جگ ہنسائی نہ مانگو
موت مانگو، رہائی نہ مانگو

عمر بھر سر جھکائے پھرو گے
سب سے نظریں بچائے پھرو گے

مل رہا ہے جو بارِ ندامت
دل پہ کیسے اٹھائے پھرو گے

اپنے حق میں برائی نہ مانگو
موت مانگو رہائی نہ مانگو

ہم ہیں جن کے ستم کا نشانہ
مت کہو ان سے غم کا فسانہ

پھر کہاں جمگھٹا یہ میسر
بن گیا ہے قفس آشیانہ

اب قفس سے جدائی نہ مانگو
موت مانگو رہائی نہ مانگو

رات سے روشنی مانگنا کیا
موت سے زندگی مانگنا کیا

ظلم کی ظلمتوں سے مری جاں
جوت انصاف کی مانگنا کیا

غاصبوں سے بھلائی نہ مانگو
موت مانگو رہائی نہ مانگو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

گیت

یہ بھی وقت گزر جائے گا
رات اگر غم کی آئی ہے
دن خوشیوں کا بھی آئے گا
یہ بھی وقت گزر جائے گا

غم سے مت گھبرانا ساتھی
ہمت ہار نہ جانا ساتھی
ملے گی منزل، کٹے گی مشکل
ہر دکھیارا سُکھ پائے گا
یہ بھی وقت گزر جائے گا

جان ہے کیا شے آن کے آگے
انساں کیا جو غم سے بھاگے
ہر دُکھ سہہ جا دل کی کہہ جا
گیت یہ جگ تیرے گائے گا
یہ بھی وقت گزر جائے گا

آنکھ کھلی تو ہم تھے قفس میں
اب بھی ہے سب کچھ غیر کے بس میں
سوگ ہے گھر گھر گنبدِ بے در
اور الم کیا دکھلائے گا
یہ بھی وقت گزر جائے گا

کھل جائیں گے در زنداں کے
جاگ اٹھیں گے بھاگ انساں کے
دیدۂ پُرنم پیار کا پرچم
چاروں جانب لہرائے گا
یہ بھی وقت گزر جائے گا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ضابطہ

یہ ضابطہ ہے کہ باطل کو مت کہوں باطل
یہ ضابطہ ہے کہ گرداب کو کہوں ساحل

یہ ضابطہ ہے بنوں دست و بازوئے قاتل
یہ ضابطہ ہے دھڑکنا بھی چھوڑ دے یہ دل

یہ ضابطہ ہے کہ غم کو نہ غم کہا جائے
یہ ضابطہ ہے ستم کو کرم کہا جائے

بیاں کروں نہ کبھی اپنے دل کی حالت کو
نہ لاؤں لب پہ کبھی شکوہ و شکایت کو

کمالِ حسن کہوں عیب کو جہالت کو
کبھی جگاؤں نہ سوئی ہوئی عدالت کو

یہ ضابطہ ہے حقیقت کو اک فسانہ کہوں
یہ ضابط ہے قفس کو بھی آشیانہ کہوں

یہ ضابطہ ہے کہوں دشت کو گلستاں زار
خزاں کے روپ کو لکھوں فروغِ حسنِ بہار

ہر ایک دشمنِ جاں کو کہوں میں ہمدم و یار
جو کاٹتی ہے سرِ حق وہ چوم لوں تلوار

خطا و جرم کہوں اپنی بے گناہی کو
سحر کا نور لکھوں رات کی سیاہی کو

جو مٹنے والے ہیں ان کے لئے دوام لکھوں
ثنا یزید کی اور شمر پر سلام لکھوں

جو ڈس رہا ہے وطن کو نہ اس کا نام لکھوں
سمجھ سکیں نہ جسے لوگ وہ کلام لکھوں

دروغ گوئی کو سچائی کا پیام کہوں
جو راہزن ہے اسے رہبرِ عوام کہوں

Scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

مرے جنوں کو نہ پہنا سکو گے تم زنجیر
نہ ہوسکے گا کبھی تم سے میرا ذہن اسیر

جو دیکھتا ہوں، جو سچ ہے کروں گا وہ تحریر
مَتاعِ ہر دو جہاں بھی نہیں بہائے ضمیر

نہ دے سکے گی سہارا تمہیں کوئی تدبیر
فنا تمہارا مُقدّر، بقاء مری تقدیر

یوم مئی

صدا آرہی ہے مرے دل سے پیہم
کہ ہوگا ہر اک دُشمنِ جاں کا سرخم

نہیں ہے نظامِ ہلاکت میں کچھ دم
ضرورت ہے انسان کی امنِ عالم

فضاؤں میں لہرائے گا سُرخ پرچم
صدا آرہی ہے مرے دل سے پیہم

نہ ذلّت کے سائے میں بچے پلیں گے
نہ ہاتھ اپنے قسمت کے ہاتھوں ملیں گے

مساوات کے دیپ گھر گھر جلیں گے
سب اہلِ وطن سر اُٹھا کر چلیں گے

نہ ہوگی کبھی زندگی وقفِ ماتم
فضاؤں میں لہرائے گا سُرخ پرچم

اے لخت لخت دیدہ ورو

بٹے رہو گے تو اپنا یونہی بہے گا لہُو
ہوئے نہ ایک تو منزل نہ بن سکے گا لہُو
ہو کس گھمنڈ میں اے لخت لخت دیدہ ورو
تمہیں بھی قاتلِ محنت کشاں کہے گا لہُو
اسی طرح سے اگر تم انا پرست رہے
خود اپنا راہنما آپ ہی بنے گا لہُو
سنو تمہارے گریبان بھی نہیں محفوظ
ڈرو تمہارا بھی اک دن حساب لے گا لہُو
اگر نہ عہد کیا ہم نے ایک ہونے کا
غنیم سب کا یونہی پیتا رہے گا لہُو
کبھی کبھی مرے بچّے بھی مجھ سے پوچھتے ہیں
کہاں تک اور تو خشک اپنا ہی کرے گا لہُو
سدا کہا یہی میں نے قریب تر ہے وہ دور
کہ جس میں کوئی ہمارا نہ پی سکے گا لہُو

○

آئے سرِ عالم کئی غاصب کئی قاتل
ظلمت کہاں ٹھہری ہے اُجالوں کے مقابل
حق ہی نے کیے پار امنڈتے ہوئے دریا
باطل کو ملا ہے نہ ملے گا کبھی ساحل

ایک شام

یہ شام نغمہ بہ لب شام خوبصورت شام
یہ شام ایک زمانے کے بعد آئی ہے
یہ شام جام بکف شام رنگ و نور کی شام
خرد کے نام جنوں کا پیام لائی ہے

تمام عمر پڑی ہے غمِ جہاں کے لئے
غمِ جہاں سے نگاہیں ذرا بچالیں آج
بجا کہ محتسبوں کی نظر ہمیں پہ ہے
ہر ایک خوف پہ جی بھر کے مسکرالیں آج

سکون لوٹنے والے تو چاہتے ہیں یہی
کہیں سکوں نہ ملے ہم سے غم کے ماروں کو
چمن اداس رہے یونہی اپنے خوابوں کا
یونہی ترستے رہیں ہم حسیں بہاروں کو

کریں بہار کی باتیں صبا کے لہجے میں
کسی حسیں سے کہیں فیضؔ کی غزل گائے
دیارِ دل کو اجالیں عدمؔ کے شعروں سے
رُخِ حیات پہ رنگ آئے روشنی آئے

زمانے بھر کے غموں کو ہے دعوت آزار
ہمارے دل کو نہیں چھو سکے گا غم کوئی
ہمارے ہاتھ میں ہے آفتابِ عالم تاب
فریب آکے دکھائے شبِ الم کوئی

اختر شیرانی مرحوم

○

اور سب بھول گئے حرفِ صداقت لکھنا
رہ گیا کام ہمارا ہی بغاوت لکھنا

لاکھ کہتے رہیں ظلمت کو نہ ظلمت لکھنا
ہم نے سیکھا نہیں پیارے بہ اجازت لکھنا

نہ صلے کی نہ ستائش کی تمنا ہم کو
حق میں لوگوں کے ہماری تو ہے عادت لکھنا

ہم نے جو بھول کے بھی شہ کا قصیدہ نہ لکھا
شاید آیا اسی خوبی کی بدولت لکھنا

اس سے بڑھ کر مری تحسین بھلا کیا ہوگی
پڑھ کے ناخوش ہیں مرا صاحبِ ثروت لکھنا

دہر کے غم سے ہوا ربط تو ہم بھول گئے
سرو قامت کو جوانی کو قیامت لکھنا

کچھ بھی کہتے ہیں کہیں شہ کے مصاحب جالبؔ
رنگ رکھنا یہی اپنا اسی صورت لکھنا

جاگ مرے پنجاب

جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا
ٹوٹ چلے سب خواب کہ پاکستان چلا

سندھ بلوچستان تو کب سے روتے ہیں
اور اہلِ پنجاب ابھی تک سوتے ہیں

آنکھیں ہیں پُر آب کہ پاکستان چلا
جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا

جن کو ذات کا غم ہے کب وہ مانے ہیں
بے بس لوگوں پر بندوقیں تانے ہیں

قاتل ہیں اسباب کہ پاکستان چلا
جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا

آگ کی بارش سے ہے گلشن دھواں دھواں
روش روش اب کلیوں کی مہکار کہاں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

سپنا ہوئے گلاب کہ پاکستان چلا
جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا

زُعم ہے یہ بلوانوں کو ہم جیتیں گے
اور کہوں میں دُکھ کے یہ دن بیتیں گے

جام ہوئے زہراب کہ پاکستان چلا
جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا

افسردہ غزلیں گریاں افسانے ہیں
حد نظر تک پھیلے ہوئے ویرانے ہیں

دریا ہوئے سراب کہ پاکستان چلا
جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا

انہی چلن سے ہم سے جدا بنگال ہوا
پوچھ نہ اس دکھ سے جو دل کا حال ہوا

روکو یہ سیلاب کہ پاکستان چلا
جاگ مرے پنجاب کہ پاکستان چلا

ریفرنڈم

شہر میں ہُو کا عالم تھا
جن تھا یا ریفرنڈم تھا

قید تھے دیواروں میں لوگ
باہر شور بہت کم تھا

کچھ باریش سے چہرے تھے
اور ایمان کا ماتم تھا

مرحُومین شریک ہوئے
سچائی کا چہلم تھا

دِن اُنیس دسمبر کا
بے معنی بے ہنگم تھا

یا وعدہ تھا حاکم کا
یا اخباری کالم تھا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

زندہ ہیں ایک عُمر سے وحشت کے سائے میں
دَم گھٹ رہا ہے اہلِ عبادت کے سائے میں

ہم کو کہاں تصوّرِ جاناں ہُوا نصیب
بیٹھے ہیں ہم کہاں کبھی فرصت کے سائے میں

چھوڑا نہ ہم نے نقش کوئی راہِ عشق میں
گزری تمام عُمر ندامت کے سائے میں

بچھڑے ہوئے دیارِ دل و جاں کے دوستو
پُوچھو نہ دُکھ سہے ہیں جو غربت کے سائے میں

اے رہروانِ راہِ سحر ہم کو داد دو
لیتے ہیں سانس ظُلم کی ظُلمت کے سائے میں

ہم آئیں گے تو آئے گا وہ عہدِ خوش گوار
گزرے گی جب حیات محبت کے سائے میں

ہوائے جور و ستم سے رُخِ وفا نہ بُجھا
بجھے تمام دیئے ایک یہ دیا نہ بجھا

فراق و وصل کا لذت شناس ہو کیونکر
جو دل کہ سایۂ مہتاب میں جلا نہ بُجھا

مرے غموں کا مداوا ہے کیا، بتا کھُل کر
پہیلیاں ہی مرے درد آشنا، نہ بُجھا

ہر اہلِ جور کی خواہش رہی ہے میں نہ رہوں
مگر میں ہوں کہ مرا شعلہ نوا نہ بُجھا

مرے خیال میں اب تھک چکے ہیں ظالم بھی
ڈھلے گی ظُلم کی شب، دیپ آس کا نہ بُجھا

طُلوعِ صبح کا منظر نظر میں روشن رکھ
شبِ سیاہ میں یہ آتشِ ہوا نہ بُجھا

ہجوم یہ جو ترے سامنے ہے اے ساقی
کر اِس پہ لُطف مری تشنگی بجھا نہ بجھا

سجا کے چہرے پہ غم کو نہ باہر آ گھر سے
بجھی نظر سے مرے ہم نشیں فضا نہ بجھا

جدھر نگاہ اٹھائیں کھلے کنول دیکھیں
غزل کہیں کہ مری جان ہم غزل دیکھیں

وہی جمال وہی تمکنت وہی اعجاز
ہزار پل اسے دیکھیں کہ ایک پل دیکھیں

خیالِ مرگِ وفا نے بچالیا ہم کو
کہا جو دل نے کبھی راستہ بدل دیکھیں

جہاں ہماری جواں حسرتوں کا خون ہوا
چلو کہ چل کے وہی کوچہ اجل دیکھیں

کیے ہوئے ہیں دلِ و جاں نثار ہم جن پر
ہمارے ساتھ کریں کیا سلوک کل دیکھیں

قدم قدم پہ لٹے ہیں جو لوگ اے جالبؔ
رہِ طلب میں ہمارے بھی ساتھ چل دیکھیں

ہجوم دیکھ کے رستہ نہیں بدلتے ہم
کسی کے ڈر سے تقاضا نہیں بدلتے ہم

ہزار زیرِ قدم راستہ ہو خاروں کا
جو چل پڑیں تو ارادہ نہیں بدلتے ہم

اسی لئے تو نہیں معتبر زمانے میں
کہ رنگِ صورتِ دُنیا نہیں بدلتے ہم

ہوا کو دیکھ کے جالبؔ مثالِ ہم عصراں
بجا یہ زعم ہمارا نہیں بدلتے ہم

صحافی سے

قوم کی بہتری کا چھوڑ خیال
فکرِ تعمیرِ مُلک دل سے نکال
تیرا پرچم ہے تیرا دستِ سوال
بے ضمیری کا اور کیا ہو مآل
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

یوم اقبال پر

لوگ اُٹھتے ہیں جب تیرے غریبوں کو جگانے
سب شہر کے زردار پہنچ جاتے ہیں تھانے

کہتے ہیں یہ دولت ہمیں بخشی ہے خدا نے
فرسودہ بہانے وہی افسانے پرانے

اے شاعرِ مشرق! یہی جھوٹے یہی بد ذات
پیتے ہیں لہُو بندۂ مزدور کا دن رات

ممتاز

قصرِ شاہی سے یہ حکم صادر ہُوا، لاڑکانے چلو
ورنہ تھانے چلو
اپنے ہونٹوں کی خوشبو لٹانے چلو، گیت گانے چلو
ورنہ تھانے چلو
منتظر ہیں تمہارے شکاری وہاں کیف کا ہے سماں
اپنے جلووں سے محفل سجانے چلو، مسکرانے چلو
ورنہ تھانے چلو
حاکموں کو بہت تم پسند آئی ہو، ذہن پر چھائی ہو
جسم کی لو سے شمعیں جلانے چلو، غم بھلانے چلو
ورنہ تھانے چلو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

جدھر جائیں وہی قاتل مقابل
یہ صورت کب نہ تھی اے دل مقابل

فسوں ٹوٹا نہ بڑھتے فاصلوں کا
وہی ہے دوریِ منزل مقابل

عذابِ عہدِ رفتہ سہہ چکے ہیں
اور اب ہے خوفِ مستقبل مقابل

عجب صحرائے حیرت چار سُو ہے
نہ طوفاں ہے نہ ہے ساحل مقابل

زمیں کو آسماں کہنا نہ آیا
ہمیشہ یہ رہی مشکل مقابل

بچا کر ذہن و دل نکلیں کدھر سے
کہ ہیں ہر گام پر جاہل مقابل

یہ کہہ کر دل کو سمجھاتے ہیں کب سے
رہے گا کب تلک باطل مقابل

—

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

نہتّی لڑکی

ڈرتے ہیں بندوقوں والے ایک نہتّی لڑکی سے
پھیلے ہیں ہمّت کے اُجالے ایک نہتّی لڑکی سے

ڈرے ہوئے ہیں مرے ہوئے ہیں لرزیدہ لرزیدہ ہیں
مُلّا، تاجر، جنرل جیالے ایک نہتّی لڑکی سے

آزادی کی بات نہ کرلوگوں سے مِل، یہ کہتے ہیں
بے حِس، ظالم، دل کے کالے ایک نہتّی لڑکی سے

دیکھ کے اِس صُورت کو جالبؔ ساری دُنیا ہنستی ہے
بلوانوں کے پڑے ہیں پالے ایک نہتّی لڑکی سے

O

شہر پہ خوف کے سائے ہیں — یہ کیسے دن آئے ہیں
روتے ہیں پیاسے نیناں — درد کے بادل چھائے ہیں
موت سے لڑنے والے لوگ — گھبرائے گھبرائے ہیں
چاند سے چہرے پھول سے لوگ — مُرجھائے مُرجھائے ہیں
چھوڑ کے ہم اُن گلیوں کو — آوارہ کہلائے ہیں
حال یہ ہے اب تجھ سے بھی — شرمائے شرمائے ہیں

گئے تھے شہر کراچی ہم
آنسو، آہیں لائے ہیں

خامشی سے ہزار غم سہنا
کتنا دشوار ہے غزل کہنا

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

پسِ دیوارِ زنداں

اپنی آہوں کا ستم گر پہ اثر ہونے تک
ہم کو جلنا ہے یونہی رات بسر ہونے تک
صرف سودا ہی ضروری نہیں دیوانوں میں
سر بھی درکار ہے دیوار کو سر ہونے تک

○

اے دوست رہِ زیست میں زنداں نہ رہیں گے
آئے گی سحر، لوگ پریشاں نہ رہیں گے

صیّاد کے ہم پنجۂ بیداد سے ڈر کر
زینتِ گلستاں سے گریزاں نہ رہیں گے

ہم دہر میں انساں کی عظمت کا نشاں ہیں
ہم ہوں گے مگر دشمنِ انساں نہ رہیں گے

صدیوں کی سیہ رات ہے اب ڈھلنے پہ مجبور
اشکوں کے ستارے سرِ مژگاں نہ رہیں گے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ان قصر نشینوں سے ہے بیزار زمانہ
یہ میر و وزیر اور یہ سلطاں نہ رہیں گے

اِک راہ پہ مل کر ہمیں چلنے کی ہے بس دیر
کچھ لوگ نمایاں ہیں نمایاں نہ رہیں گے

اس دور کے ممتاز ادیبوں کو بتا دو
تاریخ میں شاہوں کے ثناخواں نہ رہیں گے

"سرِ مقتل" کی ضبطی پر

مرے ہاتھ میں قلم ہے مرے ذہن میں اُجالا
مجھے کیا دبا سکے گا کوئی ظلمتوں کا پالا
مجھے فکرِ امنِ عالم تجھے اپنی ذات کا غم
میں طلوع ہو رہا ہوں تُو غروب ہونے والا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

وہ کہہ رہے ہیں محبت نہیں وطن سے مجھے
سکھا رہے ہیں محبّت مشین گن سے مجھے

میں بے شعور ہوں کہتا نہیں ستم کو کرم
یہی خطاب مِلا اُن کی انجمن سے مجھے

سپر جو شہ کی بنے غاصبوں کے کام آئے
خدا بچائے رکھے ایسے علم و فن سے مجھے

○

کتنا سکوت ہے رسن و دار کی طرف
آتا ہے کون جرأتِ اظہار کی طرف

دشتِ وفا میں آبلہ پا کوئی اب نہیں
سب جا رہے ہیں سایۂ دیوار کی طرف

قصرِ شہی سے کہتے ہیں نکلے گا مہرِ نو
اہلِ خرد ہیں اس لیے سرکار کی طرف

دشنام دو کہ پیا سے عدو کو نکال لیں
آئیں گے لوٹ کر لب و رخسار کی طرف

باقی جہاں میں رہ گیا غالب کا نام ہی
ہر چند اِک ہجوم تھا اغیار کی طرف

صحافی سے

قوم کی بہتری کا چھوڑ خیال
فکرِ تعمیرِ ملک دل سے نکال
تیرا پرچم ہے تیرا دستِ سوال
بے ضمیری کا اور کیا ہو مآل
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

تنگ کر دے غریب پر یہ زمیں
خم ہی رکھ آستانِ زر پہ جبیں
عیب کا دَور ہے ہُنر کا نہیں
آج حُسنِ کمال کو ہے زوال
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

کیوں یہاں صبحِ نو کی بات چلے
کیوں ستم کی سیاہ رات ڈھلے
سب برابر ہیں آسماں کے تلے
سب کو رجعت پسند کہہ کر ٹال
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

نام سے پیشتر لگا کے امیر
ہر مسلمان کو بنا کے فقیہ
قصر و ایواں میں ہو قیام پذیر
اور خطبوں میں دے عُمرؓ کی مثال
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

Scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

آمریت کی ہمنوائی میں
تیرا ہمسر نہیں خدائی میں
بادشاہوں کی رہنمائی میں
روز اسلام کا جلوس نکال
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

لاکھ ہونٹوں پہ دم ہمارا ہو
اور دل صبح کا ستارا ہو
سامنے موت کا نظارا ہو
لکھ یہی ٹھیک ہے مریض کا حال
اب قلم سے ازار بند ہی ڈال

تیز چلو

یہ کہہ رہا ہے دلِ بیقرار تیز چلو
بہت اُداس ہیں زنجیر و دار تیز چلو

جو تھک گئے ہیں انھیں گردِ راہ رہنے دو
کسی کا اب نہ کرو انتظار تیز چلو

خزاں کی شام کہاں تک رہے گی سایہ فگن
بہت قریب ہے صبحِ بہار تیز چلو

تمھی سے خوفزدہ ہیں زمین و زر والے
تمھی ہو چشمِ ستم گر پہ بار، تیز چلو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کرو خلوص و محبت کو رہنما اپنا
نہیں درست دلوں میں غبار تیز چلو

بہت ہیں ہم میں یہاں لوگ گفتگو پیشہ
ہے اُن کا صرف یہی کاروبار تیز چلو

خرد کی سُست رُوی سے رُکے ملی منزل
جنوں ہی اب تو کرو اختیار تیز چلو

ہر اک شاخِ تمنا جل رہی ہے
مری بندوق مجھ پر چل رہی ہے
اگر کہتے ہیں ہم قاتل کو قاتل
تو اُن کو بات یہ کیوں کھل رہی ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

مرثیہ خاک نشیناں

جو ادھڑی میں مارا گیا بس وہ مر گیا
خاکی تھا اور خاک کی صُورت بکھر گیا
منشائے ایزدی کے مطابق گزر گیا
ہر بے گنہ کا خُون مقدر کے سر گیا
چنگیز خان شہید ہلاکو شہید ہے
آیا جو اس زمیں پہ ڈاکو شہید ہے
جو اس نگر میں کر کے مرا کو شہید ہے

کاذب کے واسطے ہے ہر اک روز روزِ عید
کیا کیا نہ اہلِ صدق کی مٹی ہوئی پلید
نیچے شُنید اِن کی نہ اُوپر ہی کچھ شُنید
جو مر رہے ہیں سندھ میں ہرگز نہیں شہید
کہیے یہی یقیں سے شیطاں عظیم ہے
جو بھی ہے اس کے تابعِ فرماں عظیم ہے
یہ ایک واہمہ ہے کہ اِنساں عظیم ہے
ہر بوالہوس ہے معتبرِ باوفا یہاں
ہر راہزن ہے راہبرِ میرِ کارواں
ہر اہلِ زر ہے خاک نشینوں کا ترجماں
لوگ اپنے قاتلوں کے ہیں عُشّاق میری جاں
لبریز جام دُردِ تہِ جام کو لکھو
حُسنِ تمام بجُھتی ہوئی شام کو لکھو
وجہِ نشاط نشترِ آلام کو لکھو

———

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

منشور

دے دیا سامراج نے منشور
رہیو بس اقتصادیات سے دُور
بات پچھلی بڑھائیو آگے
دائرے سے نہ جائیو آگے

اُٹھو مرنے کا حق اِستعمال کرو

جینے کا حق سامراج نے چھین لیا
اُٹھو مرنے کا حق استعمال کرو
ذلّت کے جینے سے مرنا بہتر ہے
مِٹ جاؤ یا قصرِ ستم پامال کرو

سامراج کے دوست ہمارے دشمن ہیں
اِنھی سے آنسو، آہیں آنگن آنگن ہیں
اِنھی سے قتلِ عام ہُوا آشاؤں کا
اِنھی سے ویراں اُمیدوں کا گلشن ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

بھوک ننگ سب دین اِنہی کی ہے لوگو
بھول کے بھی مت ان سے عرضِ حال کرو
جینے کا حق سامراج نے چھین لیا
اُٹھو مرنے کا حق اِستعمال کرو

صبح و شام فلسطیں میں خوں میں بہتا ہے
سایۂ مرگ میں کب سے انساں رہتا ہے
بند کرو یہ باوردی غنڈہ گردی
بات یہ اب تو ایک زمانہ کہتا ہے
ظُلم کے ہوتے امن کہاں ممکن یارو
اِسے مٹا کر جگ میں امن بحال کرو
جینے کا حق سامراج نے چھین لیا
اُٹھو مرنے کا حق استعمال کرو

سلام لوگو!

سلام اے دل فگار لوگو!
سلام اے اشکبار لوگو
تمھی نے اپنا وطن بچایا
تمھی نے باطل کا سر جھکایا
بجھا کے شمعِ حیات اپنی
وفا کی راہوں کو جگمگایا
مگر یہ دل رو کے کہہ رہا ہے
لہو تمھارا نہ رنگ لایا
وہی ہے شب کا حصار لوگو
سلام اے اشکبار لوگو

گلوں کی وادی لہولہو ہے	فغاں کی آواز چار سُو ہے
ہیں اس قدر تشنہ کام میکش	ہر ایک لب پر سبُو سبُو ہے
نشانِ منزل ہے کھویا کھویا	لُٹا لُٹا شہرِ آرزو ہے

بُجھے بُجھے ہیں دیار لوگو!
سلام اے اشکبار لوگو!

تمہارے دم سے ہری زمینیں	خوشی سے دامن بھری شبینیں
ہیں اس کے باوصف بھیگی بھیگی	تمہاری اشکوں سے آستینیں
میں سوچتا ہوں ہیں گی کب تک	ستم کے آگے جھکی جبینیں

اُٹھا دو سر سوگوار لوگو!
سلام اے اشکبار لوگو!

○

جدھر نگاہ اُٹھائیں کھِلے کنول دیکھیں
غزل کہیں کہ مری جان ہم غزل دیکھیں

خیالِ مرگِ وفا نے بچا لیا ہم کو
کہا جو دِل نے کبھی راستہ بدل دیکھیں

کیے ہوئے ہیں دل و جاں نثار ہم جن پر
چلو کہ چل کے وہی کوچۂ اجل دیکھیں

وہی جمال وہی تمکنت وہی اعجاز
ہزار پَل اُسے دیکھیں کہ ایک پَل دیکھیں

قدم قدم پہ لُٹے ہیں جو لوگ اے جالب
رہِ طلب میں ہمارے بھی ساتھ چل دیکھیں

(یہ غزل لندن میں قیام کے دوران کہی گئی)

آرمینیا کے لوگوں کا نوحہ

ہنستے گاتے آنگنوں کو زلزلے نے آلیا
چاند سے چہروں کو مرگِ ناگہاں نے کھالیا

جن پہ گزرا ہے یہ عالم اُن کا غم ہوگا نہ کم
اپنے دل کو کر کے ہم نے شاعری بہلالیا

بھُول سے بچّوں کا مائیں کر رہی تھیں انتظار
گھر نہ لَوٹے ہائے گورستان کا رستہ لیا

ہوگیا اک آن میں ویران پریوں کا دیار
آسماں تُو نے زمیں سے کون سا بدلہ لیا

جان لیوا آفتوں پر فتح پالی ہے ابھی
کون کہتا ہے کہ ہم نے منزلوں کو پالیا

○

زندہ ہیں ایک عمر سے دہشت کے سائے میں
دم گھٹ رہا ہے اہلِ عبادت کے سائے میں

بچھڑے ہوئے دیارِ دل و جاں کے ساکنو
پوچھو نہ دُکھ سہے ہیں جو غربت کے سائے میں

اے رہروانِ راہِ سحر داد دو ہمیں
لیتے ہیں سانس ظلم کی ظلمت کے سائے میں

ہم آئیں گے تو آئے گا وہ عہدِ خوشگوار
گزرے گی جب حیات محبّت کے سائے میں

دادا امیر حیدر

نہیں ہے کوئی بھی داغِ سجدہ تری جبیں پر
ڈٹا رہا عرصۂ وفا میں تُو زندگی بھر
کھڑے ساحل پہ ہم سمندر کا تُو شناور
میں اپنی عزت بڑھا رہا ہوں ترے لیے چند شعر کہہ کر
عظیم دادا امیر حیدر عظیم دادا امیر حیدر

عذاب ہے اپنی سادہ لوحی
لبوں پہ رہتی ہے بات دل کی
زمانہ کہتا ہے اُس کو مانوں
نہیں جھلک جس میں کوئی تیری

منافقوں میں گھرا ہُوا ہوں
کِدھر سے نکلوں میں ان سے بچ کر
عظیم دادا امیر حیدر عظیم دادا امیر حیدر

زبان و دل مختلف نہیں ہیں
کہا جو تُو نے وہی کیا ہے
کہاں کوئی اس طرح جیا ہے
کہاں کوئی باضمیر تجھ سا
تُو وہ نوا ہے دبا نہ پایا
جسے جہاں میں کوئی ستمگر
عظیم دادا امیر حیدر عظیم دادا امیر حیدر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

کراہتے ہوئے انساں کی صدا ہم ہیں
میں سوچتا ہوں مری جان! اور کیا ہم ہیں

جو آج تک نہیں پہنچی خدا کے کانوں تک
سرِ دیارِ ستم آہِ نارسا ہم ہیں

تباہیوں کو مقدر سمجھ کے ہیں خاموش
ہمارا غم نہ کرو دردِ لادوا ہم ہیں

کہاں نگہ سے گزرتے ہیں ڈکھ بھرے دیہات
حسین شہروں کے ہی غم میں مبتلا ہم ہیں

بیان تک ہے تنگ دو بیان چھپ جائے
کہ آمرانہ قوانین سے خفا ہم ہیں

ازل سے سلب ہیں جالبؔ حقوقِ انسانی
نظر جھکائے ہوئے مائلِ دعا ہم ہیں

کسے خبر تھی ہمیں راہبر ہی لوٹیں گے
بڑے خلوص سے ہم کاروان کے ساتھ رہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ولی خاں

مرے کارواں میں شامل کوئی کم نظر نہیں ہے
جو نہ مٹ سکے وطن پر میرا ہمسفر نہیں ہے
درِ غیر پر ہمیشہ تمہیں سر جھکائے دیکھا
کوئی ایسا داغِ سجدہ مرے نام پر نہیں ہے
کسی سنگدل کے در پر مرا سر نہ جھک سکے گا
مرا سر نہیں رہے گا مجھے اس کا ڈر نہیں ہے

O

لوگوں ہی کا خوں بہہ جاتا ہے ہوتا نہیں کچھ سلطانوں کو
طوفاں بھی نہیں زحمت دیتے ان کے سنگیں ایوانوں کو

ہر روز قیامت ڈھاتے ہیں تیرے بے بس انسانوں پر
اے خالقِ انساں تو سمجھا اپنے خونی انسانوں کو

دیواروں میں سہمے بیٹھے ہیں کیا خوب ملی ہے آزادی
اپنوں نے بہایا خوں اتنا، ہم بھول گئے بیگانوں کو

اک اک پل ہم پر بھاری ہے دہشت تقدیر ہماری ہے
گھر میں بھی نہیں محفوظ کوئی باہر بھی ہے خطرہ جانوں کو

غم اپنا بھلائیں جا کے کہاں ہم ہیں اور شہر آہ و فغاں
ہیں شام سے پہلے لوگ رواں اپنے اپنے غم خانوں کو

نکلیں کہ نہ نکلیں ان کی رضا بندوق ہے اُنکے ہاتھوں میں
سادہ تھے بزرگ اپنے جالبؔ گھر سونپ گئے دربانوں کو

میرا جی

گیت کیا کیا لکھ گیا، کیا کیا فسانے کہہ گیا
نام یُونہی تو نہیں اُس کا ادب میں رہ گیا

ایک تنہائی رہی اُس کی انیسِ زندگی
کون جانے کیسے کیسے دُکھ وہ تنہا سہہ گیا

سوزِ میرا کا ہِلا جی کو تو میرا جی بنا
دلنشیں لکھتے سخن اور دھڑکنوں میں رہ گیا

درد جِتنا بھی اُسے بے دَرد دُنیا سے مِلا
شاعری میں ڈھل گیا کچھ آنسوؤں میں بہہ گیا

اک نئی چھب سے جیا وہ اِک عجب ڈھب سے جیا
آنکھ اُٹھا کر جس نے دیکھا دیکھتا ہی رہ گیا

اُس سے آگے کوئی بھی جانے نہیں پایا ابھی
نقش بن کے رہ گیا جو اُس کی رَو میں بہہ گیا

مرا قصور کہ میں ان کے ساتھ چل نہ سکا
وہ تیز گام مرا انتظار کیوں کرتے

بھیگیں نہ آنسوؤں سے کنارے سویز کے
بہتے رہیں سکون سے دھارے سویز کے

بجھنے نہ پائے موجِ ہوائے یہود سے
اِک جوت جگ رہی ہے سہارے سویز کے

دائم فضا میں پرچم نصرت رہے بُلند
موتی یُونہی لُٹائیں نظارے سویز کے

عُقبیٰ کا ہے خیال تو عقبہ کا ساتھ دو
ٹوٹے ہوئے دلوں کی تمنّا کا ساتھ دو

ناطہ ہر ایک توڑ کے افرنگیوں سے آج
خود دار ہو تو مشرقِ وسطیٰ کا ساتھ دو

مغرب کے راہزن کا جنوں پھر ہے جوش پر
گر امن چاہتے ہو تو دُنیا کا ساتھ دو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

مادرِ ملّت

اب رہیں چین سے بے درد زمانے والے
سو گئے خواب سے لوگوں کو جگانے والے

دیکھنے کو تو ہزاروں ہیں مگر کتنے ہیں
ظُلم کے آگے کبھی سر نہ جھکانے والے

مر کے بھی مرتے ہیں کب مادرِ ملّت کی طرح
شمع تاریک فضاؤں میں جلانے والے

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

اکتوبر انقلاب

اِس انقلاب سے اِنساں کا بول بالا ہُوا
اِس انقلاب سے کٹیاؤں میں اُجالا ہُوا
اِس انقلاب کا دن اس لیے مناتے ہیں
تمام رنج و اَلم شب کے بھول جاتے ہیں
اِس انقلاب سے محنت کشوں کا راج آیا
اِس انقلاب سے انصاف کا سماج آیا
جب اس کے رنگ نگاہوں میں مسکراتے ہیں
تمام رنج و اَلم شب کے بھول جاتے ہیں
اِس انقلاب نے تقدیر کو پچھاڑ دیا
ہر ایک جبر کی بُنیاد کو اُکھاڑ دیا

ہم اس کے دیپ خیالوں میں جب جلاتے ہیں
تمام رنج و اَلم شب کے بھول جاتے ہیں
اِس انقلاب کی پیغامبر ہوائیں ہیں
اِس انقلاب کی باہوں میں یہ فضائیں ہیں
اِس انقلاب کے جب خواب ہم سجاتے ہیں
تمام رنج و اَلم شب کے بھول جاتے ہیں

میں بھی تری طرح سے آوارہ و بیکار
اُڑتے ہوئے پتّے مجھے ہمراہ لیے چل

اجنبی دیاروں میں پھر رہے ہیں آوارہ
اے غمِ جہاں تُو نے یہ بھی دن دکھائے ہیں

تیرے بام و دَر سے دُور تیری رہگزر سے دُور
رات کی سیاہی ہے تیرگی کے سائے ہیں

اُس نگاہ سے جالب رسم و راہ کی خاطر
ہم نے کم نگاہوں کے ناز بھی اُٹھائے ہیں

---

iqbalmt@oneurdu.com Scanned by

اے اہلِ عرب اے اہلِ جہاں

اے اہلِ عرب اے اہلِ جہاں
رنگین کا مٹا دو نام و نشاں
انصاف ہے جس سے اشک فشاں
سچ جس کی طبیعت پہ ہے گراں
جو بولتا ہے نفرت کی زباں
جو بانٹتا ہے آہوں کا دھواں
خطرے میں ہیں جس سے دیدہ وراں
اس دہر میں امن کا ہر امکاں
اے اہلِ عرب اے اہلِ جہاں

ورنہ وہ مٹا دے گا تم کو
مٹی میں ملا دے گا تم کو
کچھ ایسی فضا دے گا تم کو
ظُلمت میں چھپا دے گا تم کو
جینا ہی بُھلا دے گا تم کو
رِفعت سے گرا دے گا تم کو
پاؤ گے یہ سُورج چاند کہاں
اے اہلِ عرب اے اہلِ جہاں

ہر آمر کا یہ حامی ہے
کب اس کی سوچ عوامی ہے
جو دیس اس کی بدنامی ہے
تقدیر اس کی ناکامی ہے
دہشت میں بڑا ہی نامی ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

پختہ اس کی یہ خامی ہے
ہے زہر بھرا اس کا بیاں
اے اہلِ عرب اے اہلِ جہاں

انساں کی شان قذافی ہے
عالم کی آن قذافی ہے
اپنا دل جان قذافی ہے
جیون مُسکان قذافی ہے
سچ کی پہچان قذافی ہے
سچ کی برہان قذافی ہے
اِس جیسا بنو مردِ میداں
اے اہلِ عرب اے اہلِ جہاں
رنگین کا مٹا دو نام و نشاں

○

شہر سے بستی سے ویرانے سے جی گھبرا گیا
اے جنوں تیرے ہر افسانے سے جی گھبرا گیا

اک مکمل خامُشی اک بیکراں گہرا سکوت
آج صحرا کا بھی دیوانے سے جی گھبرا گیا

پھر گئے جالب نگاہوں میں کئی اُجڑے چمن
موسمِ گل کا خیال آنے سے جی گھبرا گیا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اِجرائے مُساوات

دِل تھا مرا پہلے ہی سے شیدائے مساوات
پھر کیسے پسند آئے نہ اِجرائے مساوات

خونخوار لیٹروں سے ہو آزاد یہ دھرتی
اِس دیس میں اللہ کرے آئے مساوات

ہر آمر و فرعون کو آئینہ دکھائے
لوگوں کا ہو لوگوں سے نہ شرمائے مساوات

احساں نہ اُٹھائے کسی سُلطان کا جالبؔ
منت کشِ امریکہ نہ کہلائے مساوات

مادرِ ملّت کی پہلی برسی پر

بجا کہ دار و رسن ہیں صلہ صداقت کا
نہ رُک سکے گا مگر قافلہ صداقت کا

نہ ختم ہوگا کبھی سلسلہ صداقت کا
کہ آگ میں بھی گلستاں کھلا صداقت کا

ہوئی شکست نہ ہوگی کبھی اُصولوں کو
بقا ملی ہے سدا امن کے رسولوں کو

ہے آج سارے وطن کی زباں پہ نام اُس کا
وہ مرگئی ہے مگر زندہ ہے پیام اُس کا
یونہی رہے گا ہر اک دل میں احترام اُس کا
بلند رکھیں گے پرچم سدا عوام اُس کا
نشاں تمہارا نہ ہوگا ذرا مرو تو سہی
فرازِ جاہ سے نیچے قدم دھرو تو سہی

وہ نقشِ قائدِ اعظمؒ اُبھارنے آئی
وہ رنگ روئے گلستاں نکھارنے آئی
مقدر اہلِ وطن کا سنوارنے آئی
وہ اپنی جان غریبوں پہ وارنے آئی
اُسے نہ جاہ و زر و مال کی ضرورت تھی
فقط عوام کے اقبال کی ضرورت تھی

اُٹھی عوام کو ہر گام پر جگاتی ہوئی
ہر اک نگاہ میں شمعِ یقیں جلاتی ہوئی
غرورِ کج کلہاں خاک میں ملاتی ہوئی
پیام سب کو مساوات کا سناتی ہوئی
تھا اُس کا نعرہ کہ ہے ذات سے وطن پہلے
صدا یہ گونج اُٹھی آمروں کے دل دہلے

وطن کے حاکمِ اعلیٰ ہیں دس کروڑ انساں
یہ کہہ کے بخش دی اُس نے خموشیوں کو زباں
دل و نگاہ میں عزم و عمل کا تھا طوفاں
علم اٹھائے نکل آئے رن میں پیر و جواں
اِدھر حسین نہتے اُدھر تھیں شمشیریں
کٹی نہیں تو کٹیں گی ضرور زنجیریں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ہلوں کے مالکو اے افسرو زمیندارو
ہماری راہِ ترقی ہیں کالی دیوارو
کرو گے ہم پہ ستم کب تلک ستم گارو
ہو چند روز ہی تم سیم و زر کے بیمارو
نشاں یزید کا باقی ہے اور نہ زار کا ہے
یہ دور اصل میں انسان کے وقار کا ہے

غلام ہم کو بنائے رہو گے تم کب تک
ہمارے سر کو جھکائے رہو گے تم کب تک
ہمارے حق کو دبائے رہو گے تم کب تک
وطن کو سُولی چڑھائے رہو گے تم کب تک
اندھیرا ظلم و ستم کا مٹا کے چھوڑیں گے
چراغ مادرِ ملّت جلا کے چھوڑیں گے

ان دنوں کراچی کی جو صورت حال ہے اس کے بارے میں حبیب جالب نے کل لاہور سے ٹیلی فون پر ایڈیٹر امن سے گفتگو کے دوران اپنے منظوم تاثرات قلم بند کرائے جو نذرِ قارئین کیے جا رہے ہیں

میرے ہمدم مرے پیارے افضل
صورتِ حال سے دل ہے بے کل
تیری گلیوں پہ لگی ہیں نظریں
اور ترے شہر کا غم ہے ہر پل
در و دیوار ہیں سہمے سہمے
چہرۂ زیست ہے اوجھل اوجھل
بادو باراں بھی ہے زخمی زخمی
اشک آلود ہے آنچل آنچل
کوئی منظر نہیں اچھا لگتا
دل جلاتے ہیں گزرتے بادل

ہم نے شاداب فضا مانگی تھی!
اور ملی رنج و الم کی دلدل
قاتلِ امن و سکوں چین سے ہے
اپنے سینے میں مچی ہے ہلچل
آج اندازہ نہیں ہے ہم کو
آفتیں ڈھائے گی ہم پر کیا کل
ہم پہ چڑھ دوڑیں گے جیالے بلوان
ماند پڑ جائیں گے اپنے کس بل
بیٹھ جائیں گے دُبک کر سارے
یوں نکل جائے گا اپنا ہر بَل
ٹینک اذہان پہ چھا جائیں گے
اور کہیں گے ہمیں پاگل پاگل

(۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء)

نُورجہاں

ہجومِ یاس میں جوتِ آس کی تری آواز
ہم اہلِ درد کی ہے زندگی تری آواز

لبوں پہ کھلتے رہیں پھول شعر و نغمہ کے
فضا میں رنگ بکھیرے یونہی تری آواز

دیارِ دیدہ و دل میں ہے روشنی تجھ سے
ہے چہرہ چاند مدھر چاندنی تری آواز

ہو ناز کیوں نہ مقدر پہ اپنے نُورجہاں
تجھے قریب سے دیکھا سُنی تری آواز

نہ مٹ سکے گا ترا نام رہتی دُنیا تک
رہے گی یُوں ہی سدا گونجتی تری آواز

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

اُٹھ گیا ہے دلوں سے پیار یہاں
کتنے بے نوُر ہیں دیار یہاں

روشنی روشنی، حیات حیات
ہر طرف ہے یہی پکار یہاں

راستہ کیا سجھائی دے اے دوست
جہل ہے شمعِ رہگزار یہاں

ترانۂ دوستی

پاک روس دوستی زندگی زندگی
پاک روس دوستی روشنی روشنی
پاک روس دوستی زندہ باد
چھُٹے گی جان جنگ سے بجیں گے بھُوک ننگ سے
کھِلے گا چہرۂ وطن محبتوں کے رنگ سے
ہوا کے انگ انگ میں بجیں گے جلترنگ سے
منتظر ہے دیر سے یہ زمین امن کی
پاک روس دوستی زندگی زندگی
پاک روس دوستی روشنی روشنی
پاک روس دوستی زندہ باد

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

نہ آئے گا کہیں نظر　　عدوئے جاں نظامِ زر
رہیں گے دُور خوف سے　　ہمارے گھر ہمارے دَر
جیئے گا عزّ و شان سے　　مرے وطن کا ہر بشر
رہ نہ پائے گی یہاں　　بے کسی و مُفلسی

پاک روس دوستی زندگی زندگی
پاک روس دوستی زندہ باد
پاک روس دوستی زندہ باد

نہ لُٹ سکیں گی محنتیں　　نہ پک سکیں گی حسرتیں
امیر اس دیار کے　　نہ دے سکیں گے ذلّتیں
نصیب ہیں یہ سنگدل　　نہ لکھ سکیں گے ظُلمتیں
دیکھنا ستم زدد　　غم کی رات اب ڈھلی

پاک روس دوستی زندگی زندگی
پاک روس دوستی روشنی روشنی
پاک روس دوستی زندہ باد

نہ کلیوں میں رنگت نہ پھولوں میں باس
بہار آئی پہنے خزاں کا لباس

گھنی چھاؤں ہے دو گھڑی بیٹھ لو
کڑی دھوپ میں جاؤ گے کس کے پاس

ستارو یونہی جگمگاتے رہو
رفیقو کہیں ٹوٹ جائے نہ آس

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

امریکہ نہ جا

کرکے نذرِ گردشِ حالات امریکہ نہ جا
کیسے پورے ہوں گے اخراجات امریکہ نہ جا

بس لڑائے رکھ یونہی جانِ جہاں ہمسایوں سے
بس بنائے رکھ ہماری بات امریکہ نہ جا

تیرے جانے سے تو جاں ہو جائیں گے برباد ہم
دے کے اشکوں کی ہمیں برسات امریکہ نہ جا

خاک میں مل جائیں گے سارے ہمارے کرّ و فر
لوگ بیٹھے ہیں لگائے گھات امریکہ نہ جا

تیرے ہی لطف و کرم سے ہے ہماری زندگی
کر کے کم جینے کے امکانات امریکہ نہ جا

ایک پنڈی شہر کیا تجھ پر نچھاور پورا ملک
بھیجتا رہ آتشیں آفات امریکہ نہ جا

کاخِ زریں تجھ سے ہے تیری بدولت تخت و تاج
تجھ سے قائم ہے ہماری ذات امریکہ نہ جا

تُو ہی بتلا کس طرح پائیں گے اتنی فوج کو
جوڑتے ہیں تیرے آگے ہاتھ امریکہ نہ جا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

حُسن کا ہم نے کیا چرچا بہت
حُسن کے ہاتھوں ہُوئے رُسوا بہت

موجِ نکہت اپنی قسمت میں نہ تھی
دُور سے اُس پھُول کو دیکھا بہت

وہ ملا تھا راہ میں اک شام کو
پھر اُسے میں نے یہاں ڈھونڈا بہت

اے مُدبرِ امن

اے مدبرِ امن تیرے شہر کو کیا ہوگیا
بُجھ گئے بازار گلیوں میں اندھیرا ہوگیا

اس دبستانِ ادب کو کھا گئی کس کی نظر
دیکھتے ہی دیکھتے اک حشر برپا ہوگیا

ہوگئی دُنیا ہماری اور بھی بے آسرا
اور بھی ہم بے کسوں کا خُون سستا ہوگیا

زندگی کے لب پہ آہوں کے سوا کچھ بھی نہیں
سسکیاں لینے لگے سُر قتلِ نغمہ ہوگیا

(۲۴ جولائی ۱۹۸۷ء)

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

حسن ناصر

ترا لہو ہمیں دینا ہے یہ پیام کہ ہم
تمام دہر میں لہرائیں امن کا پرچم
تجھے نظر میں رکھیں تیرے راستے پہ چلیں
سپر زمانہ کریں سامراج کا سر خم

نہ تجھ کو اور نہ تری سوچ کو بھلائیں گے
ترے خیال و نظر کی قسم حسن ناصر
ترے خیال و نظر کے دیے جلائیں گے

یہ رہزنوں کی حکومت نئی نہیں یارو
ہر ایک چہرے سے پردہ ہمیں اُٹھانا ہے
ہماری جنگ رہی ہے رہے گی باطل سے
ہمیں دوام ہے ہم کو جہاں پہ چھانا ہے

ہم آ رہے ہیں ہم آئیں گے ہم ہی آئیں گے
ترے خیال و نظر کی قسم حسن ناصر
ترے خیال و نظر کے دیے جلائیں گے

iqbalmt@oneurdu.com

درد کی دُھوپ ہے خوف کے سائے ہیں
اپنی منزل تھی کیا اور کہاں آئے ہیں

دل تھا پہلے ہی چھلنی غمِ دہر سے
زخم تیری جُدائی کے بھی کھائے ہیں

سب کو فکرِ گریباں ہے اِس عہد میں
ایک اہلِ جنوں ہم ہی کہلائے ہیں

ہم لڑیں امریکیوں کی جنگ کیوں
اور کریں اپنی زمیں خُوں رنگ کیوں

روشنی کے ہم تو خود ہیں منتظر
روشنی پر ہم اُٹھائیں سنگ کیوں

اے ستم گر تُو نے سوچا ہے کبھی
تجھ سے ہے ساری خدائی تنگ کیوں

امن و آزادی کے ہم تو ہیں نقیب
ہوں کسی غاصب سے ہم آہنگ کیوں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کوٹ لکھپت جیل

قصوری قید اسلم قید خورشید و عمر قیدی
مری جاں اس خراب آباد میں ہے ہر بشر قیدی

سلاخوں میں اُدھر ہے طاہرہ اور اس طرف مظہر
بنا رکھا ہے اک بیداد گر نے گھر کا گھر قیدی

حمید اختر بھی ہے رحمٰن بھی ہے اور مُغل بھی ہے
مقدر سے ملے ہیں واہ کیا کیا دیدہ ور قیدی

جہالت پھر رہی ہے شہر میں آزاد و آوارہ
رضا کاظم، مبشر، راؤ منت اور ظفر قیدی

علی سا خُوبرو فن کار بھی قیدِ نفس میں ہے
بہت مسرور ہوتے ہیں اسے سب دیکھ کر قیدی

شعیب ہاشمی زنداں میں پہلی بار آیا ہے
وطن میں رہ چکا ہے مدتوں اس کا خُسر قیدی

میں آیا ہوں تو اپنے ساتھ نوحہ گر بھی لایا ہوں
مری صورت ہے اس زنداں میں میرا پبلشر قیدی

ملک میرا رؤف احسان مہدی چودھری اصغر
یہ ساتھی ہوں تو رہ سکتا ہے انساں عُمر بھر قیدی

یہ اُبھریں گے یہ چمکیں گے یہ ظُلمت کو مٹا دیں گے
زیادہ دیر رہ سکتے نہیں شمس و قمر قیدی

ہمارے ساتھ عبداللہ[1] بھی ہیں اور اک جج[2] بھی
رہے ہیں جن کے کیا کیا اہلِ دل اہلِ نظر قیدی

[1] عبداللہ ملک
[2] ملک سعید حسن

ولی یعقوب استقلال تاج الدین اور عابد
یہ کر لیتے ہیں دل بس میں بڑے ہیں جادوگر قیدی

بہت کمیاب ہیں فیاض سے انسان دُنیا میں
ثناخواں ان کا زِنداں میں ہے میری جان ہر قیدی

کہاں ملتے ہیں صبح و شام زندانوں میں اے ہمدم
رشید و صفدر و مشتاق ایسے باخبر قیدی

یہ سب رونق ہے پاہٹ ہی کے دم سے کوٹ لکھپت میں
نہ ہو یہ تو نکل جائیں سلاخیں توڑ کر قیدی

لگا ہے کوٹ لکھپت جیل میں میلہ چراغاں کا
کہاں ہے قیدِ تنہائی اِدھر قیدی اُدھر قیدی

وہ آیا لے کے ہونٹوں پہ ہنسی خان لے حمید آیا
وہ آیا میرے بچھڑے دیس کا نورِ نظر قیدی

[3] داروغۂ مطبخ

ضرورت ڈاکٹر بنگش کی تھی لو وہ بھی آپہنچے
کرے گا دیکھ بھال اب قیدیوں کی ڈاکٹر قیدی

بڑا انساں ہے اپنے وقت کا یہ بھی قلندر ہے
قفس میں پھر رہا ہے جو منڈائے اپنا سر قیدی

کنیز فاطمہ، محمود، منظور اعتزاز احسن
یہ قیدی ہیں کہ ہے اک علم و دانش کا نگر قیدی

بشیر[1] و حامد[3] و محمود[2] ہیں بکھرے ہوئے موتی
کوئی قیدی کدھر ہے اور ہے کوئی کدھر قیدی

یہ قاسم اور قاضی حق تو قیدی پُرانے تھے
بنے ہیں خواجہ خیر الدین ڈھاکہ چھوڑ کر قیدی

[1] بشیر ظفر [2] میاں محمود احمد [3] حامد محمود مرحوم

ملک قاسم بھی اصغر خان بھی ہیں ملک کے دشمن
میاں ہم کیا ہیں خیرالدین بھی ہیں اہل شر قیدی

نہ کچھ ارشاد فرمایا نہ کوئی راہ دکھلائی
اِدھر ٹوپی جمی سر پر ہوئے بس ہم اُدھر قیدی

میاں معراج و اصغر خاں کا بس اتنا فسانہ ہے
پڑا ہے کوئی زنداں میں تو کوئی اپنے گھر قیدی

اٹھا لے لاکھ دیواریں مقابل مہرِ تاباں کے
ستم گر ہو بھی سکتی ہے کبھی شب کی سحر قیدی

یہ قیصر مصطفےٰ اسرار یہ انور رشید اپنے
سلاخوں میں پڑے ہیں دیکھ کیا کیا شیر نر قیدی

ہیں دیکھوں تو کسے دیکھوں میں رو دوں تو کسے رو دوں
مرے قلب و نظر قیدی مرے جان و جگر قیدی

کسی کی کچھ خبر ملتی نہیں ہے اس زمانے میں
نجانے اور کتنے ہیں ہمارے ہم سفر قیدی

نہیں پرساں کوئی اُن کا پڑے ہیں جیل خانوں میں
ہوا کرتے تھے ہم سے لوگ جن کے حکم پر قیدی

نہ یہ زنداں رہیں باقی نہ یہ ظلم و ستم جالبؔ
اکٹھے ہو کے دھاوا بول دیں سارے اگر قیدی

ہم اُن نجوم کی تابش بھی چھین سکتے ہیں
بنا دیا ہے جنھیں فخرِ آسماں ہم نے

[1] اشارہ نوابزادہ نصراللہ خاں کی طرف ہے ۔

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

بیٹھا ہے

اثر اُس پر نہیں کچھ بھی یُونہی وہ تن کے بیٹھا ہے
خدائی ساری کافر ہے وہ مومن بن کے بیٹھا ہے
وطن آدھا گیا آدھا پریشانی کی زد میں ہے
نہیں پروا اُسے اِس کی بغیر اُلجھن کے بیٹھا ہے

وہ ہو گئے وزیر

وہ ہو گئے وزیر شبِ غم گزر گئی
غربت زدہ عوام کی قسمت سنور گئی
اب اُن کی گفتگو میں تحمّل کی لہر ہے
جالب اب اُن کے جوش کی ندّی اُتر گئی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

قطعات

مری نگاہ سے وہ دیکھتے رہے ہیں مجھے
رہا ہوں میں بھی کبھی اُس نگاہ کا معیار
یہاں نہ تلخ نوائی سے کام لو جالب
رہینِ درد نہیں ہیں یہ بستیاں، یہ دیار

ابھی اے دوست ذوقِ شاعری ہے وجہِ رُسوائی
تری بستی میں ہم پر اور بھی الزام آئیں گے
اگر اب بھی ہمارا ساتھ تُو اے دل نہیں دے گا
تو ہم اس شہر میں تجھ کو اکیلا چھوڑ جائیں گے

اشک آنکھوں میں اب ہیں آئے سے
بات چھپتی نہیں چھپائے سے
اپنی باتیں کہیں تو کس سے کہیں
سب یہاں لوگ ہیں پرائے سے

نت نئے شہر نت نئی دُنیا
ہم کو آوارگی سے پیار رہا
اُن کے آنے کے بعد بھی جالب
دیر تک اُن کا انتظار رہا

زُلف کی بات کیے جاتے ہیں
دن کو یوں رات کیے جاتے ہیں
چند آنسو ہیں، انھیں بھی جالب
نذرِ حالات کیے جاتے ہیں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دیارِ سبزہ و گُل سے نکل کر
دل و جاں نذرِ صحرا ہو گئے ہیں
کہاں وہ چاند سی ہنستی جبینیں
گھنی تاریکیوں میں کھو گئے ہیں

مدّتیں ہو گئیں خطا کرتے
شرم آتی ہے اب دُعا کرتے
چاند تارے بھی اُن کا اے جالبؔ
تھرتھراتے ہیں سامنا کرتے

حبیب جالب فلم نگر میں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

آج اِس شہر میں کل نئے شہر میں بس اِسی لہر میں
اُڑتے پتّوں کے پیچھے اُڑاتا رہا شوقِ آوارگی

میرے شانوں پہ زُلفوں کو لہراؤ گے، میرے کہلاؤ گے
یوں خیالوں کی دُنیا بساتا رہا
اُڑتے پتّوں کے پیچھے اُڑاتا رہا
شوقِ آوارگی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

یوں ادا ہم نے فرضِ محبت کیا، آنسوؤں کو پیا
زخم کھاتا رہا مسکراتا رہا
اُڑتے پتوں کے پیچھے اُڑاتا رہا
شوقِ آوارگی

اُس گلی کے بہت کم نظر لوگ تھے، فتنہ گر لوگ تھے
ہائے کیوں دل کی دولت لٹاتا رہا
اُڑتے پتوں کے پیچھے اُڑاتا رہا
شوقِ آوارگی

فلم: جوکر   موسیقار مصلح الدین   گلوکار: احمد رُشدی

دے گا نہ کوئی سہارا
ان بے درد فضاؤں میں
سو جا غم کی چھاؤں میں

اپنا دُکھ ہے جیون بھر کا
پل کی بات نہیں ہے
رونے سے جو کٹ جائے یہ
ایسی رات نہیں ہے
رحم نہیں ہے اس نگری کی ہواؤں میں
سو جا غم کی چھاؤں میں

آج اگر اپنی ماں ہوتی، گود میں لے کر سوتی
ننھے ننھے تیرے آنسو دیکھ کے کتنا روتی
بکھرے ہیں کانٹے پھول سے تیرے پاؤں میں
سو جا غم کی چھاؤں میں

فلم: کون کسی کا   موسیقار: منظور اشرف   گلوکارہ: نسیم بیگم، آئرن پروین

Scanned by iqbalmt@onlineurdu.com

تُو کہ نا واقفِ آدابِ غلامی ہے ابھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

آج قاتل کی یہ مرضی ہے کہ سرکش لڑکی
سرِ مقتل تجھے کوڑوں سے نچایا جائے
موت کا رقص زمانے کو دکھایا جائے
اِس طرح ظلم کو نذرانہ دیا جاتا ہے
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

دیکھ فریاد نہ کر، سر نہ جھکا پاؤں اُٹھا
کل کو جو لوگ کریں گے تُو ابھی سے کر جا
ناچتے ناچتے آزادی کی خاطر مر جا
منزلِ عشق میں مر مر کے جیا جاتا ہے
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

فلم زرقا　موسیقار: رشید عطرے　گلوکار: مہدی حسن

⊙

یہ اعجاز ہے حُسنِ آوارگی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

ملے تھے بہت ہمسفر زندگی میں
نہیں یاد کس کو کہاں چھوڑ آئے

بہت مہرباں تھیں وہ گلپوش راہیں
مگر ہم انھیں مہرباں چھوڑ آئے

ہر اک شب کسی زلف کے میہماں تھے
مہکتی گھٹا وہ سماں چھوڑ آئے

جو دامن پہ آئیں تو ہو جائیں رُسوا
کچھ ایسے بھی اشکِ رواں چھوڑ آئے

فلم: سماج　موسیقار: اے حمید　گلوکار: مہدی حسن

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

○

مرے دل کی انجمن میں ترے غم سے روشنی ہے
نہ بھلا سکوں گا تجھ کو ترا پیار زندگی ہے

تری محفلیں سجا کے، چلے ہر خوشی لٹا کے
ہیں یہی صلے وفا کے، یہی رسمِ عاشقی ہے

تری رہگزر سے آگے مرا دل نہ جا سکے گا
مجھے گردشِ زمانہ کہاں لے کے جا رہی ہے

تو سدا رہے سلامت مجھے بھول جانے والے
کہ تری خوشی کے قرباں مرے دل کی ہر خوشی ہے

فلم : قیدی   موسیقار : رشید عطرے   گلوکار : سلیم رضا

تن توپے واروں
من توپے واروں
بگڑی بنا دے
تجھے رو رو پکاروں

پریت کا ناتا ٹوٹ نہ جائے
جیون مجھ سے روٹھ نہ جائے
پیا سے ملا دے موری بگڑی بنا دے
تن توپے واروں

iqbalmt@oneurdu.com Scanned

رو رو نیناں ہار نہ جائیں
طعنے جگ کے مار نہ جائیں
بھاگ جگا دے، موری بگڑی بنائے
تن تو پہ واروں

آس نراش میں ڈھلنے لگی ہے
من کی بگیا جلنے لگی ہے
آگ بجھا دے، موری بگڑی بنائے
تن تو پہ واروں

فلم: ناگ منی   موسیقار: نثار بزمی   گلوکارہ: نورجہاں

ظلم رہے اور امن بھی ہو
کیا ممکن ہے تم ہی کہو
ہنستی گاتی، روشن وادی
تاریکی میں ڈوب گئی
بیتے دن کی لاش پہ اے دل
میں روتا ہوں تو بھی رو
ظلم رہے اور امن بھی ہو

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ہر دھڑکن پر خوف کے پہرے
ہر آنسو پر پابندی!
یہ جیون بھی کیا جیون ہے
آگ لگے اس جیون کو
ظلم رہے اور امن بھی ہو

اپنے ہونٹ سیئے ہیں تم نے
میری زباں کو مت روکو
تم کو اگر توفیق نہیں تو
مجھ کو ہی سچ کہنے دو
ظلم رہے اور امن بھی ہو

نظم : یہ امن — موسیقار : اے حمید — گلوکار : مہدی حسن، نورجہاں

اِس درد کی دُنیا سے گزر کیوں نہیں جاتے
یہ لوگ بھی کیا لوگ ہیں مر کیوں نہیں جاتے

ہے کون زمانے میں مرا پوچھنے والا
ناداں ہیں جو کہتے ہیں کہ گھر کیوں نہیں جاتے

شعلے ہیں تو کیوں ان کو بھڑکتے نہیں دیکھا
ہیں خاک تو راہوں میں بکھر کیوں نہیں جاتے

آنسو بھی ہیں آنکھوں میں دُعائیں بھی ہیں لب پر
بگڑے ہوئے حالات سنور کیوں نہیں جاتے

نظم : زخمی — موسیقار : خورشید انور — گلوکار : مہدی حسن

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

اک بھول سمجھ کر ہم دل کی اُلفت کا زمانہ بھول گئے
کیا ہم نے کہا تھا کیا تم نے سارا افسانہ بھول گئے

غم دل کی نشانی چھوڑ آئے
خاموش کہانی چھوڑ آئے
مت پوچھ ہماری نظروں کا!
تھا کون نشانہ بھول گئے

ہر رات نئی محفل میں رہے
آباد کسی کے دل میں رہے
اک بار جہاں ہم نے پی لی
پھر وہ میخانہ بھول گئے

اک بھول پہ ہم کب مرتے ہیں
دم سارے چمن کا بھرتے ہیں
کس کس کی محبت کا ہم نے
گایا نہ ترانہ بھول گئے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

فلم: بھروسہ　　موسیقار: اے حمید　　گلوکار: منیر حسین

نندیا رُوٹھ گئی اکھین سے ترس گیا میرا پیار
پھر پردیس نہ جانے دوں گی آجا اِک بار

لوگ دیکھیں نہ تماشہ مری تنہائی کا
نغمہ فن یاد میں ڈھل نہ شہنائی کا

رات کٹتی نہیں اے چاند یہ اُن سے کہنا
دن گزرتا ہے تڑپ کر ترے سودائی کا

سب کہیں گے کہ مجھے چھوڑ گئے ہو تنہا
کیسے دیکھوں گی یہ عالم تری رُسوائی کا

ساجنا پیار کیا ہے تو نبھاتے رہنا
دے نہ طعنہ یہ زمانہ تجھے ہرجائی کا

فلم : ماں، بہو اور بیٹا   موسیقار : حسن لطیف   گلوکارہ : نورجہاں

نہ شاخ ہی رہی باقی نہ آشیانہ رہے
بہت سکون سے اب گردشِ زمانہ ہے

نبھانے آئے تھے جو رسمِ دوستی ہم سے
اُنہی کے تیرِ ستم کا یہ دل نشانہ ہے

خموش کیوں ہو، بتاؤ کہاں چلے جائیں
تمہارے در کے سوا اب کہاں ٹھکانہ ہے

فلم : ماں بہو اور بیٹا   موسیقار : حسن لطیف   گلوکارہ : نورجہاں

○

اب اور پریشاں دلِ ناشاد نہ کرنا
وہ یاد بھی آئیں تو اُنھیں یاد نہ کرنا

بے درد زمانے کو ہے ہنس دینے کی عادت
ہر اک سے بیاں درد کی رُوداد نہ کرنا

پھر اشک بہانے کی اجازت بھی نہ ہو گی
دلِ خُون بھی ہو جائے تو فریاد نہ کرنا

چاہت پہ ہماری کہیں الزام نہ آئے
بھُولے سے کبھی شکوۂ صیاد نہ کرنا

فلم : ماں بہو اور بیٹا   موسیقار: حسن لطیف   گلوکار: مہدی حسن

○

اُس بے وفا نے داغِ تمنّا دیا مجھے
بدلہ مری وفا کا یہ اچھّا دیا مجھے

دُنیا میں اب کہیں بھی محبّت نہیں رہی
آج اُس کی بے رُخی نے یہ سمجھا دیا مجھے

کیوں اُس کے در پہ لے دلِ بیتاب لے گیا
میں تو کہوں گا تُو نے بھی دھوکا دیا مجھے

گلوکار : مہدی حسن

بھُول جاؤ گے تم
کر کے وعدہ صنم
تمھیں دل دیا تو یہ جانا
بھُول جاؤ گے تم

درد کا ہے سماں غم کی تنہائی ہے
جس طرف دیکھئے بے کسی چھائی ہے
آج ہر سانس پر ہو کے بے تاب دل
دھڑکنے لگا تو یہ جانا
بھُول جاؤ گے تم

کیسے گزرے گی شب، کیسے ہو گی سحر
اب نہ وہ منزلیں ہیں نہ وہ ہم سفر
دیکھتے دیکھتے رہگزر رہگزر
اندھیرا ہُوا تو یہ جانا
بھُول جاؤ گے تم

چاند کو دیکھ کر ہو رہا ہے گماں
پھُول کے رُخ پہ چھائی ہو جیسے خزاں
مُسکراتا ہوا میری اُمّید کا
چمن لُٹ گیا تو یہ جانا
بھُول جاؤ گے تم

فلم : سیما   موسیقار : ماسٹر عنایت حسین   گلوکار : سلیم رضا

پیار بھرے خوابوں کی مالا پَل میں ٹُوٹ گئی
کس منزل پہ آ کے مجُھ سے قسمت روٹھ گئی

بنا کے میرا نشیمن جلا دیا تُو نے
مری وفا کا مجھے یہ صِلا دیا تُو نے

کیا تھا عہدِ وفا تُو نے جو محبت میں
مجُھے تو یاد ہے اب تک بُھلا دیا تُو نے

فضا اُداس نظر بے قرار دل ویران
ہر اک چراغ تمنا بُجھا دیا تُو نے

زمانہ میری تباہی پہ مُسکرائے گا
بھرے جہاں میں تماشہ بنا دیا تُو نے

فلم : دو راستے — موسیقار : ماسٹر عنایت حسین — گلوکار : سلیم رضا

چھوڑ میرے یار کوئی اور بات کر
تجھ کو نہیں کچھ بھی خبر
کیا اندھیری شبوں میں ہوتا ہے
کون ہنستا ہے کون روتا ہے

آ تجھ کو زخم دکھاؤں
چہروں سے پردے سرکاؤں
دیکھ یہ رنگ نُور کے سودے
دیکھ دلِ مجبور کے سودے
سمجھ اشارے جان یہ باتیں
کیا کہتی ہیں جاگتی راتیں
پیٹ بھروں کے دیکھ وہ دنگے
اِدھر بیچارے بھوکے ننگے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

دیکھ کر دل کا خون ہوتا ہے
کون ہنستا ہے کون روتا ہے

سہمے سہمے لوگ ہیں دیکھو
صدیوں کے یہ روگ ہیں دیکھو
دیکھ سحر بن وہ کُٹیائیں
جلتی بجھتی وہ آشائیں
دیکھ دھواں سانسوں میں جاتا
جسم سے جاں کا ٹوٹتا ناطہ
علم جنھیں کرنا تھا حاصل
بیچ رہے ہیں پین و پنسل

کیوں انہی کا نصیب سوتا ہے
کون ہنستا ہے کون روتا ہے

فلم : ہم ایک ہیں — موسیقار : نثار بزمی — گلوکارہ : مہناز

من میں اُٹھی نئی ترنگ
ناچے مورا انگ انگ
پنچھی تیرے سنگ سنگ
من چاہے اُڑ جاؤں
کسی کے ہاتھ نہ آؤں
اے سکھی ناں ناں ناں!

آج میرے جیون میں کیسی رے مچی ہل چل
جیارا مورا دھڑک گیا ہو گئی میں بے کل
جانے کیا ہے یہ اُمنگ
کہتے ہُوئے شرماؤں
کسی کے ہاتھ نہ آؤں!
اے سکھی ناں ناں ناں!

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

رنگ بھرے نینوا بولی رے نئی بولے
چھُپے چھپے من کے میرے بھید کوئی کھولے
جھُومتی ہوا کے سنگ

بادلوں میں کھو جاؤں
کسی کے ہاتھ نہ آؤں!
اے سکھی ناں ناں ناں!

فلم : ناگ منی　　موسیقار : نثار بزمی　　گلوکارہ : نُورجہاں۔

موت کا نشّہ

(مشتاق گوندل کی فلم "موت کا نشہ" کا گیت)

یہ ہے موت کا نشہ
اسے جو مُنہ لگائے گا
وہ زندگی سے جائے گا

صبح و شام نسلِ نو کا قتلِ عام دیکھیے
موت بٹ رہا ہے موت کا نظام دیکھیے
جل بُجھی حیا کی شمع اِک دھواں سا رہ گیا
یہ دھواں نہ جانے اور کتنے گھر جلائے گا

یہ ہے موت کا نشہ
اسے جو منہ لگائے گا
وہ زندگی سے جائے گا

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

زندگی نہ مل سکے گی بار بار سوچ لو!
کر رہے ہو جان موت پر نثار سوچ لو!
سوگوار جن کو چھوڑے جا رہے ہو دہر میں
کون ان کے بوجھ کو تمھارے بعد اُٹھائے گا
یہ ہے موت کا نشہ
اسے جو مُنہ لگائے گا
وہ زندگی سے جائے گا

تیرگی کے تاجروں سے پاک یہ جہاں کرو
بیچتے ہیں یہ جو زہر ان کو بے نشاں کرو
اِس خموش کُشت و خوں کی ختم داستاں کرو
چہرۂ حیات پر یونہی نکھار آئے گا
بے حسی و بے کسی کا دور بیت جائے گا
یہ جہان مسکرائے گا

چل میرے ہمدم سنگ سنگ میرے
جہاں ملتے ہیں شام سویرے
مری اُمید بر آئی
ہوئی اب دُور تنہائی
لگی ہے گونجنے اب تو
مرے کانوں میں شہنائی
کرم تُو نے کیا مجھ پر
ہیں دھرتی سے بنی امبر
پھروں اُڑتی ہواؤں میں
مَیں تیری ساجنا ہو کر
بیتے گا یہ جیون
قدموں میں تیرے
چل میرے ہمدم....

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ملی تھی کب خوشی پہلے

تھی غم سے دوستی پہلے

کسے ہم داغ دکھلاتے

نہ تھا اپنا کوئی پہلے

نظر تُونے ملائی کیا

مقدر میرا جاگ اُٹھا

محبت ہوگئی خُود سے

جو تُونے پیار سے دیکھا

چھُٹ گئے سارے

دُکھ کے اندھیرے

ہوں کیوں نہ اس دل میں

خوشیوں کے ڈیرے

چل میرے ہمدم ۔۔۔۔

الفتح کے جوانو، کعبے کے پاسبانو

اب وقت آگیا ہے گھر سے قدم نکالو

جاں باز و کامرانو

الفتح کے جوانو

جاگو کہ جاگنے سے تقدیر جاگتی ہے

اُٹھو تمھاری منزل تم کو پکارتی ہے

باطل سے دب کے رہنا توہینِ زندگی ہے

اب دل میں آگ بھر دو، اب ختم رات کردو

اے صبح کے نشانو

الفتح کے جوانو!

محکوم ہے فلسطیں ہے خاک اپنا جینا
تیروں سے نفرتوں کے چھلنی ہے آج سینہ
اس کا نشاں مٹا دو جس نے ہے چین چھینا
لے کر رہو فلسطیں چھیڑو شانِ شاہیں
اے عزم کی چٹانو
الفتح کے جوانو

فلم : العاصفہ

غلط ہیں سب یہ فاصلے
یہ دُور کیا قریب کیا
گلے ہیں اُونچ نیچ کی
یہ میری جاں صلیب کیا
ہم ایک ہیں
ہم ایک ہیں

یہ پھُول رنگ رنگ کے
کنول ہیں ہر اُمنگ کے
جوان ان سے دھڑکنیں
یہ سُر ہیں جلترنگ کے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

مگر یہ بات پیار کی
سمجھ سکے رقیب کیا
ہم ایک ہیں
ہم ایک ہیں

یہ رشتے ہیں وہ خُون کے
کبھی نہیں جو ٹوٹتے
ستمگروں سے یہ کہو
دکھائیں ان کو توڑ کے
انہی سے ہیں بندھے ہُوئے
امیر کیا غریب کیا
ہم ایک ہیں
ہم ایک ہیں

فلم: ہم ایک ہیں — موسیقار: نثار بزمی — گلوکار: غلام عباس، مہناز

میرا ایمان محبّت ہے، محبّت کی قسم
ساری دُنیا ترے قدموں پہ نچھاور کر دُوں
چاند تاروں سے مری جاں ترا دامن بھر دُوں
تیرے خوابوں پہ کبھی چھا نہ سکے شامِ اَلم
میرا ایمان محبّت ہے

وہ جہاں ایک جہنّم ہے جہاں تُو نہ ملے
جل کے مر جاؤں جو سایۂ گیسُو نہ ملے
زندگی زہر بھرا جام ہے اب تیرے بغیر
تیری چاہت پہ ہیں قربان مرے لاکھ جنم
میرا ایمان محبّت ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

مُسکرا جانِ بہاراں کہ سویرا ہوگا!
ختم صدیوں کے رواجوں کا اندھیرا ہوگا!
شب کی تقدیر میں لکھا ہے گزر ہی جانا
راہ سُورج کی کہاں روک سکے اہلِ ستم
میرا ایمان محبت ہے

لو چلی وہ، ڈولی میں اُسون کی
دُکھ بن کے آئے کہار
لاگے دُنیا اندھیری

دل جل گیا، آہ لب پر نہ آئی
چاروں طرف درد کی شام چھائی
جائے گا دل سے نہ پیار
روکے زمانہ ہزار
دُکھ بن کے آئے کہار
لاگے دُنیا اندھیری

نغمہ: ناگ منی　　موسیقار: نثار بزمی　　گلوکار: مہدی حسن

جو دُکھ ملے ہیں
ہنس کے سہیں ہیں
اس چُپ میں کتنے ہی
طوفاں چھُپے ہیں
سہمی رہے گی پکار
روئے دل بار بار
دُکھ بن کے آئے کہار
لاگے دُنیا اندھیری

فلم : گھر پیارا گھر　موسیقار : نثار بزمی　گلوکار : مہدی حسن

جاگنے والو جاگو مگر خاموش رہو
کل کیا ہوگا کس کو خبر خاموش رہو

کس نے سُنی ہے اس نگری میں دل کی بات
کس پہ ہوا آہوں کا اثر خاموش رہو

رات کے بعد اک رات نئی آجائے گی
اس گھر میں ہوگی نہ سحر خاموش رہو

ظُلم کے پہرے خوف کے سائے سر پہ ہیں
ہو جائے گی عمر بسر خاموش رہو

فلم : خاموش رہو　موسیقار : خلیل احمد　گلوکارہ : ناہید نیازی

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

سنگیت نہ جانے
دکھلائے گا کب تک ہمیں
یہ خواب سہانے

سُر تال ہے جیون
لیکن میرے ماحول میں
پاتال ہے جیون
کیوں حُسن کے دُشمن ہوئے
کچھ لوگ پرانے
سنگیت نہ جانے

کب زخم سِلے ہیں
نغموں کے عوض ہم کو سدا
اشک ملے ہیں
رویا وہی آیا یہاں
جو پھُول کھلانے
سنگیت نہ جانے

یہ جُرم ہے میرا
میں لیتا ہوں کیوں نام یہاں
پیار سے تیرا
بدلہ مجھے اچھا دیا یہ میری وفا نے
سنگیت نہ جانے

فلم: سازو آواز — موسیقار: حسن لطیف — گلوکار: مہدی حسن

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کیوں کہیں یہ ستم آسماں نے کیے
آسماں سے ہمیں کچھ شکایت نہیں
دُکھ ہمیں جو دیے اِس جہاں نے دیے

چند لوگوں کے ہاتھوں میں ہے زندگی
چھین لیتے ہیں جب چاہتے ہیں خُوشی
اُونچے اُونچے گھروں میں ہے جو روشنی
جل رہے ہیں ہمارے لہو کے دِیے

لاکھ چلتی رہے یہ ہوائے ستم
دیپ بجھنے نہ دیں گے محبت کا ہم
دیکھنا بیت جائے گی شامِ اَلم
جی رہے ہیں یہی آس دل میں لیے

نظم: ساز و آواز — موسیقار: حسن لطیف — گلوکارہ: نُورجہاں

بُجھے نہ دل رات کا سفر ہے
رات کا سفر ہے

یہ ناسمجھ لوگ بے خطا ہیں
ہمارے غم کی کسے خبر ہے
رات کا سفر ہے

دکھائیں داغ اپنے کس کو اے جاں
یُونہی لُٹے ہیں ہمارے ارماں!
رہے ہیں تر آنسوؤں سے داماں
یہ غم کا طوفاں ڈگر ڈگر ہے
رات کا سفر ہے

ہنسیں گی سہمی ہوئی نگاہیں
چمک اُٹھیں گی وفا کی راہیں
ہزار ظالم سہی اندھیرا
سحر بھی لیکن قریب تر ہے
رات کا سفر ہے

فلم : گھر پیارا گھر | موسیقار : نثار بزمی | گلوکار : مجیب عالم

اے شامِ غم بتا کہ سحر کتنی دُور ہے
آنسو نہیں جہاں وہ نگر کتنی دُور ہے

دم توڑتی نہیں ہے جہاں پر کسی کی آس
وہ زندگی کی راہ گزر کتنی دُور ہے

اب کوئی پاسباں نہ کوئی اپنا ہمسفر
منزل ہماری کس کو خبر کتنی دُور ہے

کوئی پکارتا ہے تجھے کب سے اے خُدا
کہتے ہیں تُو ہے پاس مگر کتنی دُور ہے

فلم : پرائی آگ | موسیقار : خورشید انور | گلوکار : مہدی حسن

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

ہمیں یقیں ہے ڈھلے گی اِک دن ستم کی یہ شام اے فلسطیں
اے فلسطیں

ستمگروں کا نشاں نہ ہوگا ہمارا خوں رائیگاں نہ ہوگا!!
شہید ہو کر بھی اپنے لب پر ہے تیرا ہی نام اے فلسطیں

وطن سے جب تک مٹا نہ لیں گے نشانِ ہم سامراجیوں کا
قسم محمدؐ کی عظمتوں کی نہ لیں گے آرام اے فلسطیں!

فلم: زرقا　　موسیقار: رشید عطرے　　گلوکارہ: نسیم بیگم۔ منیر حسین

اپنے چمن کو جلتا دیکھوں اور خاموش رہوں آخر کیوں
اِس دھرتی پر بہا ہے کتنے انسانوں کا خوں آخر کیوں
ساری زمینوں کو ہیں گھیرے
صدیوں سے خونخوار لٹیرے
عزّت دولت میرے وطن کی
لُوٹ رہے ہیں چند لٹیرے
کب تک بربادی دیکھوں کب تک ضبط کروں آخر کیوں

ہر دل پر ہے دہشت چھائی
کس نے ہے یہ آگ لگائی
دشمن دُور ہے چین سے بیٹھا
لڑتا ہے بھائی سے بھائی
قاتل کو پہچان کے بھی قاتل کا نام نہ لُوں آخر کیوں

ظُلم و ستم کے یہ متوالے
کریں ہیں کیا کیا دھندے کالے
اتنے بے حس اتنے ظالم
نام نبیؐ کا لینے والے
ان کے ہاتھوں ہنستے بستے شہر اُجڑنے دُوں آخر کیوں

میں چور تُو چور چوروں کا ہے یہ جہاں
ہے بات گھاٹے کی ایمانداری یہاں
آ جائے گا نگاہ میں کھولے گا جو زُباں
میں چور تُو چور .....

پی کا وطن کا خُون لٹیرے جواں ہوئے
کرنے کو لُوٹ مار اندھیرے جواں ہوئے
دل میں ہے ہر گھڑی خوف سا
دہشت زدہ ہیں شہر تو سہمی ہیں بستیاں
میں چور تُو چور .....

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

باہر کا چور ہے کوئی اندر کا چور ہے
قطرے کا کوئی، کوئی سمندر کا چور ہے

راہزن بنے ہیں راہنما
کیا کیا لُٹے نہ پُوچھ اُمیدوں کے کارواں
میں چور تُو چور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رشوت چلا رہا ہے ہر اک کاروبار دیکھ
فائل پہ بن رہی ہے سڑک بار بار دیکھ
خُون ہے سب کے مُنہ کو لگا
چوروں کے اِس سماج میں انسانیت کہاں
میں چور تُو چور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فلم: چوروں کی بارات　　موسیقار: وجاہت عطرے　　گلوکار: اے نیّر

پیسے کی یہ دُنیا ہے پیارے
گاتے ہیں اِسی کے گُن سارے
ہے تمنا اِس جہاں میں
کوئی دل سے ہمیں پُکارے
پیسے کی یہ دُنیا ہے پیارے

یہ جنگ یہ فساد ہے
پیسے کے واسطے
یہ زندہ مُردہ باد ہے
پیسے کے واسطے
صُبح ہے فریب کی
منافقت کی شام
لب پہ دوستی کا نام

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

کلام تازہ

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

وارث شاہؒ بھٹائیؒ کے نام

وارث شاہ بھٹائی دونوں مل کر روتے ہیں
اور رکھوالے دیس کے لمبی تان کے سوتے ہیں
ان کے چہرے زرد زرد ہیں انکی آنکھیں ہیں نم نم
اپنے خون پسینے سے جو جیون بوتے ہیں
اک دوجے کو برا بھلا کہنے کے سوا کچھ کام نہیں
کیا سارے جگ میں نیتا ایسے ہی ہوتے ہیں؟
ان کے کھاتے اندر بھی ہیں' انکے کھاتے باہر بھی
لوگو جن لوگوں کے لوٹنے والوں سے سمجھوتے ہیں
میرے تیرے بچے کو چپڑاسی بھی کب بننا ہے
صدر بنیں گے وہی' پرانے صدروں کے جو پوتے ہیں
جالبؔ انہی کا نام رہے گا رہتی دنیا تک
اپنے شعر میں جو لوگوں کا درد سموتے ہیں

حاجی یوسف کے نام

تیرے لفظوں سے ہیں ایوان لرزاں
تیرے اشکوں سے ہیں طوفان لرزاں

تیرے مصرعوں میں ایسی سسکیاں ہیں
جسے سُن سُن کے ہیں انسان لرزاں

یہ پاکستان تیرا ہے نہ میرا
اسے کچھ بدخصالوں نے ہے گھیرا

گھرانے چند اس پر ہیں مسلّط
یہاں پر معتبر ہے، ہر لٹیرا

مجھے یہ دکھ ہے میری نظم کوئی
دلوں کو اس طرح چھوتی نہیں ہے

میں شرمندہ ہوں میرے پیارے یوسف
یہ میں نے نظم کیوں لکھی نہیں ہے

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

خوب آزادئ صحافت ہے

خوب آزادئ صحافت ہے
نظم لکھنے پہ قیامت ہے

دعویٰ جمہوریت کا ہے ہر آن
یہ حکومت بھی کیا حکومت ہے!

دھاندلی دھونس کی ہے پیداوار
سب کو معلوم یہ حقیقت ہے!

خوف کے ذہن و دل پہ سائے ہیں
کس کی عزت یہاں سلامت ہے!

کبھی جمہوریت یہاں آئے
یہی جالب ہماری حسرت ہے!

وہ دیکھنے مجھے آنا تو چاہتا ہوگا
مگر زمانے کی باتوں سے ڈر گیا ہوگا

اسے تھا شوق بہت مجھ کو اچھا رکھنے کا
یہ شوق اوروں کو شاید بُرا لگا ہوگا

کبھی نہ حدِّ ادب سے بڑھے تھے دیدۂ و دل
وہ مجھ سے کس لئے کسی بات پر خفا ہوگا

مجھے گمان ہے یہ بھی یقین کی حد تک
کسی سے بھی نہ وہ میری طرح ملا ہوگا

کبھی کبھی تو ستاروں کی چھاؤں وہ بھی
مرے خیال میں کچھ دیر جاگتا ہوگا

وہ اس کا سادہ و معصوم والہانہ پن
کسی بھی جگ میں کوئی دیوتا بھی کیا ہوگا

نہیں وہ آیا تو جالبؔ گلہ نہ کر اس کا
نجانے کیا اسے درپیش مسئلہ ہوگا

ملکۂ ترنّم نُور جہاں کی نذر

نغمہ بھی ہے اُداس ترنّم بھی ہے بے اماں
رہنے دو کچھ تو نُور اندھیروں کے درمیاں

اک عمر جس نے چین دیا اس جہان کو
لینے دو سُکھ کا سانس اسے بھی سرِ جہاں

تیار کون ہے جو مجھے بازوؤں میں لے
اک یہ نوا نہ ہو تو کہو جاؤں میں کہاں

اگلے جہاں سے مجھ کو یہی اختلاف ہے
یہ صورتیں یہ گیت صدائیں کہاں وہاں

یہ ہے ازل سے اور رہے گا یہ تا ابد
تم سے نہ جل سکے گا ترنّم کا آشیاں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

نرس بیبیوں کے لئے

تُو ہے ممتاز بیٹی اور بہن سے
شفا دیتی ہے اپنے دستِ فن سے

تُو آتی ہے مجھے ایسے جگانے
صبا آتی ہے جس طرح چمن سے

جو تُو بیمار کی کرتی ہے خدمت
وہ ملتی ہے نہ دولت نہ دُھن سے

جہاں رکھنا ہے مرہم رکھ رہی ہے
نہیں آتی ہے گھن تجھ کو بدن سے

کمی کرتی ہے تو ماں کی بھی پوری
نہیں ہے کم تیری عظمت وطن سے

مریضوں پر ہی تیرے اتنے احساں
احاطہ ہو نہیں سکتا سخن سے

تیری ہیں نذر چند اشعار بی بی
جو ابھرے ہیں میرے اندر سے من سے

بپا ہے کربلا مہنگائی ہے تخریب کاری ہے
وزارت پھر بھی قائم ہے حکومت پھر بھی جاری ہے

جدھر دیکھو ادھر پانی نہ گھر باقی نہ در باقی
یہاں پر ہم رہا کرتے تھے یہ بستی ہماری ہے

حکومت ذات پر جو خرچ کرتی ہے انہیں دے دے
کہ جن کے دن گراں کٹتے ہیں جن پر رات بھاری ہے

نکلنا ہوگیا دشوار کتنا گھر سے عورت کا
جسے دیکھو وہی عورت کی عزّت کا شکاری ہے

وہاں پر پھیپھڑے میرے سلامت رہ نہیں سکتے
جہاں رہتا ہوں میں جاکب وہاں گندھک پساری ہے

○

حکومت بن رہی ہے یہ جو حاتمؔ دے کے کچھ پیسے
مکاں بنتا ہے یارو، اِتنے پیسوں میں کبھی آساں

کسی سے مل نہ پاؤں، توڑ لوں احباب سے ناطہ
نصیحت تیری چارہ گر، بظاہر ہے بڑی آساں

کبھی طے کرنے پڑتے تھے مراحل کوہ و صحرا کے
مگر اِس دَور میں کتنی محبت ہوگئی آساں

گدایانہ صدائیں لب پہ اور کشکول ہاتھوں میں
بلندی پر پہنچتی ہے اِسی صورت خودی آساں

وہ جن کا شاہ سے دربار سے گہرا تعلّق ہے
نہ جالبؔ ہوسکے گی ان کی اپنی دوستی آساں

گدا یا نہ صدائیں لب پہ اور کشکول ہاتھوں میں
بلندی پر پہنچتی ہے اسی صورت خودی آساں

نہیں کٹتی ہے جن کی اس نگر میں زندگی آساں
اِنہیں کے واسطے کرتا ہوں پیارے شاعری آساں

وہی لوگوں کے ہے لب پر، اسی کو گنگناتے ہیں!
غزل جو حضرت غالبؔ سے رَو میں ہوگئی آساں!

کلامِ میرؔ پڑھیے اور ذرا مومنؔ کو بھی پڑھیے!
نہیں ہوتی ہے کتنی دیکھیے پھر بات بھی آساں

نہ بزمِ شعر میں جانا، نہ لے کے تمغہ اترانا
بالآخر شاعروں کی میں نے مُشکل کر ہی دی آساں!

جو آتا ہے، وہ اپنی ذات ہی سے عشق کرتا ہے
نہیں کرتا غریبوں کی کبھی مشکل کوئی آساں

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com

خود کو نہ کبھی اپنی نگاہوں سے گرایا
صد شکر کہ حکّام کا احساں نہ اٹھایا

لوگوں سے کیا پیار تو لوگوں نے دیا پیار
ہر صاحبِ دل، پرسشِ احوال کو آیا

کام آئی کمینوں کے سدا دیس کی دولت
دیکھا نہ کہیں ہم نے مساوات کا سایہ

کھلتا نہیں اغیار کو کس طرح یہ کردار
جالبؔ کسی آمر کو جو خاطر میں نہ لایا

نہ جاں دے دو نہ دل دے دو بس اپنی ایک مِل دے دو
زیاں جو کر چکے ہو قوم کا، تم اس کا بِل دے دو

بھلا ہو جائے گا طوفاں زدوں کا اس عنایت سے
جہاں سے پانی آتا ہے وہاں سونے کی سِل دے دو

تمہاری ناخدائی سے یہ کشتی ڈوب جائے گی
خدارا چھوڑ دو پیچھا کنارہ مستقل دے دو

بہت تذلیل تو کر لی ہماری زندگانی کی
اجازت موت کی اب ہم کو بن کے رحمدل دے دو

خلوصِ دل سے اے لوگو سنو پیغام جالبؔ کا
ہری برباد بنجر کھیتیوں کو آب و گِل دے دو

تھیٹر کمپنی والا

اختتام کا چھولیتا ہے جب تھیٹر کا شو
تھیٹر کا مالک کہتا ہے ٹھہرو اے لوگو

اس تھیٹر کی اینٹ اینٹ پر لگا ہے رزقِ حلال
میرا پیسہ ڈوب بھی جائے ہوگا نہیں ملال

مجھ کو بچپن ہی سے رہا ہے فن کا بڑا خیال
اسی لئے تو فن کاروں کے بچے رہا ہوں پال

ان لفظوں سے روز بڑھاتا ہے اپنی توقیر
لیکن جن کے لگے ہیں پیسے پھرے ہیں بنے فقیر

Scanned by iqbalmt@oneurdu.com